



**THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES**

OFFICIAL REPORT

Thursday, the June 24, 2021.
(312th Session)
Volume VII, No.07
(Nos.01-08)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume VII
No.07

SP.VII (07)/2021
15

Contents

1.	Recitation from the Holy Quran	1
2.	Leave of Absence	2
3.	FATEHA	2
4.	Presentation of Report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs on the Finance Bill, 2021, containing the Annual Budget Statement	3
	• Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition....	9
5.	The International Court of Justice [The International Court of Justice (Review and Re-consideration) Bill, 2021	12
6.	The Muslim Family Laws (Amendment) Bill, 2021 (Amendment of Section 4)	13
7.	The Muslim Family Laws (Amendment) Bill, 2021 (Amendment of Section 7)	14
8.	Adoption of the Recommendations of the Senate Standing Committee on Finance on the Finance Bill, 2021 containing the Annual Budget Statement	14
9.	Further Discussion on the Budget 2021-22	15
	• Senator Saifullah Abro	15
	• Senator Muhammad Hamayun Mohmand.....	31
	• Senator Palwasha Mohammed Zai Khan	40
	• Senator Seemee Ezdi	48
	• Senator Rana Maqbool Ahmad	56
	• Senator Syed Shibli Faraz, Minister for Science and Technology	63
	• Senator Kamran Murtaza.....	71
	• Senator Muhammad Ayub.....	83
	• Senator Sana Jamali	92
	• Senator Rana Mahmood-ul-Hassan	99
	• Senator Hafiz Abdul Karim	108

SENATE OF PAKISTAN SENATE DEBATES

Thursday, the June 24, 2021

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at three minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَا كَانَ اللَّهُ يِيزِدُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا آتَنُّمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَبِيزِدُ الْخَبِيرُ مِنَ الطَّقِيبِ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ
يُطْلِعُكُمْ عَلَىٰ الْغَيْبِ ۖ وَلَا يَعْلَمُ اللَّهَ بِعِتْقَدِكُمْ مِنْ دُرُسِهِ مَنْ يَشَاءُ فَأَمْنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۗ وَإِنْ تُؤْمِنُوا
وَتَتَقْوَى فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۖ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا أَتَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرُ الْأَهْلِ بِنْ
هُوَ شَرُّ لَهُمْ ۖ سَيِّطَرُوْقُونَ مَا بَخْلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ وَلِلَّهِ مِيزَانُ السَّنَوْتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَاللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

ترجمہ: (لوگو) جب تک اللہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے گا مونوں کو اس حال میں جس میں تم
ہو ہرگز نہیں رہنے دے گا۔ اور اللہ تم کو غیب کی بالوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا۔ البتہ اللہ اپنے
پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے تو تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاوے اور اگر
ایمان لاوے گے اور پر ہیز گاری کرو گے تو تم کو اجر عظیم ملے گا۔ جو لوگ مال میں جو اللہ نے اپنے فضل سے
ان کو عطا فرمایا ہے بخشن کرتے ہیں وہ اس بخشن کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں۔ (وہ اچھا نہیں) بلکہ ان
کے لیے برا ہے۔ وہ جس مال میں بخشن کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں
ڈالا جائے گا اور آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہی ہے۔ اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ کو معلوم ہے۔

(سورۃآل عمران: آیات 179-180)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ چھٹی کی درخواستیں۔ سینیٹر سرفراز احمد گٹی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 21 تا 25 جون ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر نصیب اللہ بازی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 24 اور 25 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 24 جون کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مشتاق صاحب تشریف رکھیں۔ آپ daily basis پر کھڑے ہو جاتے ہیں، اچھا نہیں لگتا، تشریف رکھیں۔

(مددخلت)

جناب چیئرمین: لاہور incident کے لیے توہم نے کل دعا کر لی تھی۔

(مددخلت)

جناب چیئرمین: ضرور بات کریں گے، میں بھی CM صاحب سے بات کروں گا، ہم سب کر لیں گے۔

(مددخلت)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی، میں خود بھی بات کروں گا، مشتاق صاحب پھر ان کے لیے دعا کریں۔

FATEHA

سینیٹر مشتاق احمد: جی درود شریف پڑھ لیں۔ (عربی)۔

(اس موقع پر فاتحہ خوانی کی گئی)

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! بہت شکر یہ۔

جناب چیئرمین: BRSP بلوچستان کے تعاون سے ہمارے چانگی کے آئے teachers training and country side left side gallery میں بیٹھے ہیں، ان کی welcome to the House، study tour تھا، ہم آپ لوگوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

(مدخلت)

جناب چیئرمین: اگر آپ مہربانی کریں تو میں business لے لوں، مہربانی ہو گی۔

(مدخلت)

جناب چیئرمین: جی اس کے بعد۔

Order No.02. Senator Muhammad Talha Mehmood, Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs, please move Order No.02.

Presentation of Report of the Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs on the Finance Bill, 2021, containing the Annual Budget Statement

Senator Muhammad Talha Mehmood: I Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs present report of the Committee on the proposals for making recommendations on the Finance Bill, 2021, containing the Annual Budget Statement.

Mr. Chairman: Report stands laid.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! میں اس پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی بتائیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں، آپ نے مجھے موقع دیا، میں کمیٹی میں بھی busy رہا، میری تقریر بھی نہیں ہوئی، میں اسی میں ہی سمیئنے کی کوشش کروں گا۔

جناب چیئرمین! آپ کی ہدایات اور دلچسپی کی وجہ سے آج Finance Committee کے جواجلas ہوئے ہیں، جس میں الحمد للہ ہمارے جتنے بھی محترم سینیٹر حضرات،

ادارے کے لوگ اور business community کے لوگ شریک ہوئے، انہوں نے اس میں دلچسپی کا اظہار کیا اور الحمد للہ 12,10 دنوں تک ہم اس پر working کر رہے تھے اور تقریباً سات سے آٹھ گھنٹے روزانہ ہماری اس پر working ہو رہی تھی، ہم نے اس پر thoroughly debate بھی کی، اس کو study بھی کیا، اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ business community خاص طور پر چھوٹے تاجری، ہم نے ان کو real time میں entertain کیا ہے۔ محترم جناب شوکت ترین صاحب جو Finance Minister ہیں، انہوں نے اپنی پوری team کے ساتھ اس process میں دلچسپی لی اور انہائی سنجیدہ طریقے سے انہوں نے ہماری باقاعدہ کو سنا اور الحمد للہ سینیٹ کی تاریخ میں Finance Minister صاحب اپنی پوری team کے ساتھ انہائی مصروفیت کے باوجود کمیٹی میں حاضر ہوئے اور اس سے پہلے بھی حاضر ہوتے رہے ہیں لیکن یہ تاریخ ہے کہ recommendations کے وقت بھی وہاں پر موجود تھے اور final recommendations کرنے کے وقت انہوں نے ہمارے ساتھ بہت ساری commitments کیں جس کا میں یہاں پر اظہار بھی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سینیٹ کی عزت کا بھی سوال ہے کہ اگر ہم recommendations کے وقت جائز recommendations میں جو جائز recommendations ہیں وہ مانی چاہیں جبکہ پچھلے سالوں میں صحیح طریقے سے اس کو entertain نہیں کیا گیا تھا۔ میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ان recommendations کے معاملے کو یہاں پر ختم نہیں کریں گے جتنی recommendations وہاں پر منظور ہوں گی اور ان کا process ہوگا، میں ایوان کو دوبارہ اعتماد میں لوں گا، اس کی پوری report دون گا، آپ کو اعتماد میں لوں گا اور آپ کو اس کی پوری report دون گا کہ سینیٹ کے حوالے سے National Assembly اور اداروں نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔ الحمد للہ یہ پہلی بار ہے کہ اس وقت Lahore Chamber, Faisalabad Chamber, Sialkot Chamber, Rawalpindi Chamber, Islamabad Chamber, FPCCI and Karachi Chamber یہ سب مختلف قسم کے Chambers on board ہوئے اور ہم نے سب کو Committee Room کیا حالانکہ ہمارا یہ ہے کہ یہ چھوٹا تھا، اس کی وجہ سے مجھے پھر cafeteria book کیا اور آپ کی ہدایت کے مطابق ہم نے

ان کے لیے کہانے کا انتظام اور ان کی سہولیات کا انتظام کیا۔ یہ ایک message تھا جو پورے پاکستان کی business community کو گیا کہ سینیٹ ان کو عزت دیتی ہے، احترام دیتی ہے اور ان کو سنجیدگی سے سنا چاہتی ہے۔ یہ پہلی بار ہے، آپ نے ہمیں zoom کے حوالے سے اجازت دی، ہم نے zoom پر Karachi Chamber of Commerce & Industries کی کمیٹی کیا، ان کی تجویزات کو سنا اور اس میں سے بہت ساری تجویز ہم نے سینیٹ بجٹ تجویز میں include کی ہیں۔ سینیٹ کی جو achievement ہے، جتنی بھی تجویز ہیں، ابھی سینیٹ سے نہیں گئی ہیں، نیشنل اسمبلی نہیں پہنچیں لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ کل جب ہم اپنی تجویز کو final ہوں گے تو اور شوکت عزیز صاحب وہاں پر موجود تھے، انہوں نے ہمیں بہت یقین دہانیاں کروائیں۔

جناب چیئرمین: شوکت ترین صاحب۔

سینیٹ محمد طلحہ محمود: جی شوکت ترین صاحب وہاں پر موجود تھے، انہوں نے وہاں پر ہمیں ایک شق جس پر ہمیں بہت زیادہ، میری کمیٹی کو اور پورے پاکستان کی business community کو اس پر اعتراض کیا ہے۔ A-203 سے لے کر H-203 جس میں کسی بھی تاجر کو، Assistant Commissioner یا اس کے level کا کوئی بھی افسر کسی وقت بھی شک کی بنیاد پر گرفتار کر سکتا تھا، ہم نے اس کو outright reject کیا ہے، مجھے شوکت ترین صاحب نے کہا کہ آپ اس میں جو بھی تبدیلی کرنا چاہتے ہیں وہ لکھ کر دیں لیکن ہم نے اس کو قبول نہیں کیا اور ہم نے کہا اس پوری شق کو outright reject کریں۔ الحمد للہ انہوں نے اس میں ہمیں یقین دہانی کروائی ہے کہ اس میں وہ جو بھی maximum ہتری لا سکتے ہیں یا اس کو ختم کر سکتے ہیں، وہ ضرور کریں گے، پھر کے دودھ کی جو products ہیں ان سب پر جو بھی duty ہے، سینیٹ نے ختم کرنے کی سفارش کی ہے اور انہوں نے قبول کیا ہے کہ اس کو بھی ختم کریں گے، flour mills پر turnover tax کیا گیا، ہم نے اس کو مسترد کیا اور مجھے خوشی ہے کہ آج اس کے بارے میں ہم television پر دیکھ رہے تھے کہ اس کو بھی انہوں نے ختم کر دیا ہے، اس کے علاوہ ہم نے تجویز ہوں میں نہیں فیصد اضافہ کرنے کی سفارش کی ہے کیونکہ اس وقت مہنگائی کی situation آپ کے سامنے ہے، اس حوالے سے ہم نے سفارش کی ہے کہ دس فیصد کی جگہ نہیں فیصد کیا جائے،

pension میں اور جس کو ignore کیا گی، ہم نے اس کی بھی سفارش کی ہے کہ pension میں بھی بیس فیصد کا اضافہ کیا جائے۔ بھری جہازوں کے ملازمین کی تنخوا ہوں پر لگنے والے tax کو ہم نے مسترد کیا اور انہوں نے اس کو accept کیا ہے۔ GP Fund اور ملازمین کے مختلف Finance Ministry and Provident Fund پر tax کو مسترد کیا اور Government نے اس پر اپنی positive proposal رائے کا اظہار کیا ہے، صحافیوں کے TA/DA پر tax proposal کو ہم نے مسترد کیا ہے۔ Subsidized food اور صحت کی سہولت کو بھی برقرار رکھنے کی سفارش کی ہے۔ ملازمین کے medical allowance and medical reimbursement پر بھی tax کو مسترد کر دیا ہے اور کل جو ہمیں تفصیلات ملی ہیں الحمد للہ حکومت نے مانا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور item آیا تھا کہ باہر سے جو بھی کنٹینر آئیں گے اس کی packing list اور invoice کا ہونا ضروری ہے نہ ہونے کی صورت میں ان کا WEBOC block کرنے کی سفارش تھی۔ ہم نے اس کو مسترد کیا ہے کہ یہ exporter کی غلطی importer کی سزا نہیں اٹھائے گا۔ اس غلطی کی سزا block کو جو وہ WEBOC کرنا چاہتے ہیں اس سے کمپنی پر بھی کمی کی سفارش کی ہے۔ fine ہم نے اس کو مسترد کر دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کاروبار ہونا بالکل paralyze ہو جائے گی ہم نے اس کو مسترد کر دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کاروبار ہونا چاہیے۔ کاروبار چلے گا تو ملک میں ترقی آئے گی۔ ہمارے ناپینا افراد کے mobile phones پر بھی یہ tax لگا رہے تھے، ہم نے اس کو مسترد کیا ہے اور اس کو بھی مانا گیا ہے۔ Digital payment device ہو اور documentation پر ہم نے tax کو مسترد کیا ہے تاکہ taxpayers میں اضافہ ہو۔

کم کرنے کی سفارش کی ہے اور اس پر tax Small Business Entity consider کے ہمیں یقین دلانی کرائی ہے کہ وہ اس کو بھی Minister for Finance کا ایک بہت بڑا مسئلہ کریں گے۔ Business account, business community mention کا business account mention اپنا business community نہیں کرے گی تو FBR اس کو accept کرے گا اور اس پر tax لگائے گا۔ ہم نے اس کو اس

حوالے سے مسترد کیا ہے کہ ایک شخص غلطی سے book of accounts mention نہیں کرتا لیکن اس کی کرنے کی سفارش کی ہے۔ جو، عمرہ آپ کو معلوم ہے کو وہ چل رہا ہے، پچھلے سال بھی بہت زیادہ مسائل رہے اس پر بھی سینیٹ نے tax کو مسترد کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک public issue تھا کہ پہلے پچھتر ہزار پر withholding tax کا گاتے تھا اب انہوں نے اس کو پچیس ہزار کی proposal دی تھی اس کو بھی ہم نے مسترد کیا ہے۔ بجلی اتنی مہنگی ہو گئی ہے کہ ایک چھوٹے گھر میں بھی بجلی کا بل پچیس ہزار اور اس سے بھی زیادہ آرہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور جو چیزیں میں نے بتائی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ ان ساری چیزوں میں سے maximum commitments کو نجھائیں گے۔ میں اپنی کمیٹی کے محترم ممبران سینیٹر سعدیہ عباسی، سینیٹر محسن عزیز، سینیٹر شیری رحمن، سینیٹر سیلم مانڈوی والا، سینیٹر فاروق ایچ نایک، سینیٹر فیصل سلیم، سینیٹر کامل علی آغا، سینیٹر فیصل سبزواری، سینیٹر دلاور خان، سینیٹر شبیلی فراز، سینیٹر شہزاد و سیم، سینیٹر پرنس عمر، یہ سارے نام میں نے اس لیے ہیں کہ یہ سب لوگ کمیٹی میں حاضر ہوئے ہیں اور آخری وقت تک ہمارے ساتھ بیٹھے رہے، میں ان کا تھہ دل سے شکر گزار ہوں۔ جناب چیئرمین! جو ہمارا staff ہے، جس میں Secretary Committee وغیرہ ان لوگوں نے رات کے بارہ، بارہ بجے تک کام کر کے اس final report کو ادا کیا۔ میں سیکرٹری کمیٹی، عفت مصطفیٰ صاحب، Research Officers بala صاحب، سلمان صاحب اور فرخندہ صاحبہ کا دل سے شکر گزار ہوں۔ شوکت ترین صاحب کے ساتھ جو team تھی Secretary Finance, Secretary Commerce, Chairperson, Madam Robina, Tariq Chaudhary, Member Inland Revenue, Dr. Nadeem, Dr. Hamid، Member Policy Law Ministry اور باقی ادارے، ان سب نے ہمارے ساتھ cooperate کیا ہے اور میں ان سب کا شکر گزار ہوں۔ میری خواہش ہو گئی یہ لوگ آئندہ بھی ہمارے ساتھ تعاون کریں۔

آخر میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ business community کو چور کہنا بند کرنا چاہیے۔ Business community کو عزت دینا چاہیے۔

community کے ساتھ حقیر انسان جیسا سلوک ختم ہونا چاہیے۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ Government of Pakistan کی constituency کی ہے؟ اس کی ہوں گے اس وقت میرے پاکستان کا مسئلہ constituency business community financial crunch میں ہے۔ اس وقت اس وقت financial crunch کو اگر کوئی پورا کر سکتا ہے، پاکستان کو develop کر سکتا ہے، پاکستان کو آسمان کی بلندیوں پر لے جاسکتا ہے، پاکستان کو خوشحال کر سکتا ہے، ہمارے جتنے بے روزگار لوگ ہیں ان کو روزگار دے سکتا ہے تو یہ business community ہے۔ اس business community کے ساتھ حقوقات کا سلوک بند ہونا چاہیے۔ ان کے ساتھ عزت والا سلوک ہونا چاہیے۔ ان کو غور سے سننا چاہیے اور جتنے بھی stakeholders on board ہیں ان کو on board کرنا چاہیے۔ آپ اگر کسی پر tax گار ہے ہیں اور ان کو on board نہیں کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ ان کے جائز مسائل کو حل کرنا حکومت وقت کا کام ہے اور حکومت کی constituency یہی business community کو عزت دیں، industry کو فروغ دیں۔ زراعت کو فروغ دیں۔ اس میں ہمیں صرف اور صرف policies پر غور کرنا چاہیے۔ ایسی policies بناں چاہیں جن سے ہمارے یہ لوگ خوف زدہ نہ ہوں۔ انہیں گرفتاری کا ڈر نہ ہو۔

آج میں ایک بات کہتے ہوئے انہائی افسوس کا اظہار کر رہا ہوں کہ پچھلے دنوں میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ انہوں نے 2.4 trillion business community کو notices issue کیے ہیں۔ ساری business community کو عدالتوں میں کھڑا کر دیا ہے تو business کون کرے گا۔ کیا ان کا یہی کام ہے کہ ان کو عدالتوں میں حاضر کرو، ان کو ہٹھلٹریاں لگاؤ، ان کو جیلوں میں بند کرو یوں کہ یہ tax دیتے ہیں۔ اگر یہ کم tax دیتے ہیں تو یہ اس کی سزا نہیں ہے کہ ان کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا جائے۔

جناب چیئرمین! ہم نے محترم شوکت ترین صاحب کو درخواست کی ہے کہ جو notices آپ نے issue کیے ہیں ان سارے notices کو واپس لیا جائے۔ میری ساری گھبٹیں اس چیز کی گواہ ہے، سینیٹ اس چیز کی گواہ ہے کہ انہوں نے اس چیز کی commitment دی ہے کہ جتنے بھی

اس پر دوبارہ بات چیت کریں گے، دوبارہ کمیٹی کا اجلاس بلائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس financial crunch سے اس ملک کو نکالنا ہے۔ اس ملک کے مسائل finance کے اندر ہیں۔ آج ہم صبح سے شام تک جس مصیبت کو پیٹ رہے ہیں وہ finance ہے اور ٹھیک کرنے کے لیے ہمیں ایسے اقدامات کرنے پڑیں گے۔ ہمیں دوست قسم کی policies لاانا پڑیں گی، ایسی policies لاانا پڑیں گی جن سے ہماری community comfortable ہو اور پاکستان خوشحال ہو۔

آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم نے بہت زیادہ کام کیا ہے لیکن ہم بہت زیادہ late کیونکہ کمیٹی بہت دیر سے بنی، pre-budget exercise میں نہیں کر سکا، لہذا میری آپ سے استدعا ہو گی کہ اس report کو adopt کیا جائے اور فوری طور پر اس کو نیشنل اسمبلی میں بھیجا جائے تاکہ یہ وہاں سے پاس ہو۔ اس میں میری آپ سے بھی گزارش ہو گی کہ آپ بھی اس میں دلچسپی لیں تاکہ ہماری زیادہ سے زیادہ clear recommendations کرانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ یہ سینیٹ کی عزت ہے، اس ملک کی عزت ہے، پارلیمنٹ کی عزت ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد طلحہ محمود صاحب، میں سب سے پہلے آپ کو Secretariat اور آپ کی پوری team کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے دن رات محنت کر کے اپنی right recommendations final کیں اور ہاؤس میں لے آئے۔ میری side پر شازل امتیاز رفیع صاحب یہ گواہ میں کام کرتے ہیں اور گواہ سے آئے ہیں welcome to the House. سینیٹر میاں رضا ربانی صاحب تشریف رکھیں آج آپ کو floor منے والا۔ جناب قائدِ حزبِ اختلاف۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی (قائدِ حزبِ اختلاف): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیئرمین! Treasury Benches میں Finance Committee اور اپوزیشن کے تمام اراکین نے مل کر کام کیا ہے ہم سب ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کی محنت کو سراہتے ہیں۔ سینیٹر طلحہ

مُحَمَّد ایک senior parliamentarian ہیں۔ انہوں نے ایک دو باتیں کی ہیں جن کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ Minister for Finance کی کپڑہ حکڑہ ہو گی اور نہ ان کے خلاف assurance cases دی ہے کہ businessmen کے register کیے جائیں گے۔ میرے نوٹس میں جو بات آئی ہے، میں وہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ Minister for Finance نے کہا تھا کہ وہ powers میں خود decide کروں گا۔ یہ Finance Minister کے ساتھ نہیں ہونی چاہیں۔ اگر Executive powers، یہ استعمال کریں گے تو یہ بات غلط ہو گی۔ اگر آپ یہ کہیں گے کہ میرا کوئی Officer or Joint Secretary نہیں کریں گے بلکہ میں کروں گا تو پھر بات یہ آتی ہے کہ انہیں کپڑہ حکڑہ کے لئے اجازت کس نے دی ہے۔ بہت سارے institutions میں جیسے کہ نیب اور دوسرے ادارے ہیں۔ میں خود already کپڑہ حکڑہ کا کام کر رہے ہیں جیسے کہ business community کا بہت احترام کرتا ہوں۔ میں نے FPCCI کے کئی functions attend کیے ہیں۔ ان کو میں نے award بھی دیے ہیں مگر at the same time laborers, agriculturists, employees کام کرتے ہیں۔ ہمیں سب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہیے۔ ہمیں ایک ادارے تک محدود نہیں رہنا چاہیے۔ ان کو تحفظ بھی ملنا چاہیے۔

جناب! ایوان کی طرف سے ایک Provincial observation ہے۔ National Assembly کی کارروائیاں میڈیا دکھاتی ہے۔ National Assemblies کی کارروائی بھی میڈیا دکھاتی ہے لیکن سینیٹ کی کارروائی نہیں دکھاتا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہم Upper House and House of the Federation ہیں۔ ہم وفاق کی علامت کی Provincial Assemblies and National Assembly کی why not the budget speech of budget speech دکھاتی جا رہی ہیں تو Senate کو بھی دکھانا چاہیے۔ آج آپ اس پر کوئی directions دیں۔ میں سینیٹ طلحہ محمود کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے بہت محنت کی ہے مگر دوسرے طبقات کو بھی ساتھ رکھیں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان۔

سینیٹر ڈاکٹر وسیم شہزاد (قائد ایوان): شکریہ، جناب چیئرمین! میں فانس کمیٹی اور اس کے Chairman سینیٹر طلحہ محمود کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت ہی جانبشاہی اور محنت سے clause by clause, Finance Bill کو پڑھا، دیکھا اور پھر سیر حاصل بحث کی۔ انہوں نے وہاں تمام stakeholders کو invite کیا۔ اس کی بنیاد پر انہوں نے recommendations جو اس حکومت نے قائم کی ہے۔ فانس کمیٹی میں شاذ و نادر ہی concerned institutions ہے جو اس حکومت کی طرف سے روایت Finance Ministers زیادہ time دیا کرتے تھے۔ میرے تمام colleagues اس بات کے گواہ ہیں کہ نہ صرف time دیا بلکہ انہوں نے پوری طرح support بھی کیا۔ انہوں نے ایک، دو issues پر اتنا تک کہہ دیا کہ بجائے میں amendment کر لاؤں، آپ amendment لے آئیں پھر ہم اسے revisit کریں گے۔ ابھی ایوان میں پکڑ دھکڑ کے حوالے سے بات ہوئی کہ اس کے لئے کیا process ہونا چاہیے اور کون سا process نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ایک بحث ہے مگر دوسری بات یہ ہے کہ کس کی پکڑ دھکڑ ہونی چاہیے۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جب پکڑ دھکڑ کی بات ہوتی ہے تو وہ صرف ٹیکس چوروں کے لئے ہے اس ملک میں آج کے بعد ٹیکس چوری کی گنجائش نہیں ہوگی۔ ٹیکس کم ہے، اس کے لئے transparent طریقہ ہے اور FBR کا role ہے مگر ٹیکس چوری کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔ اس حکومت کی طرف سے یہ ایک واضح پیغام ہے۔ آخری بات یہ ہے کہ ابھی تمام stakeholders کا ذکر ہوا جس میں کاروباری لوگ اور agriculturists کا بھی نام لیا گیا۔ ایک stakeholder ہے۔ ان کے interest کو دیکھنا حکومت کا فرض ہے اور حکومت یہ فرض ضرور ادا کرے گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سیکرٹری سینیٹر صاحب! PTV کو لکھیں کہ وہ کیوں session کی coverage نہیں دکھار ہے ہیں اور آئندہ live coverage کی دکھار ہے ہیں۔

We now move on to Order No.3 which stands in the name of Senator Dr. Muhammad Farogh Naseem, Minister for Law and Justice. On his behalf, Mr. Ali

Muhammad Khan, Minister of State for Parliamentary Affairs may move it.

The International Court of Justice [The International Court of Justice (Review and Re-consideration) Bill, 2021]

جناب علی محمد خان (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور) : شکریہ، جناب چیئرمین ! میں سب کو Standing Committee on Finance کو appreciate کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے On behalf of Government of Pakistan, I want to assure this august House ہم پوری کوشش کریں گے کہ جن recommendations کیا جائے اور پھر accept کیا جائے۔ انہیں Government Benches and Finance Ministry سے support ملتا کہ ایک احساس ہو کہ اگر ایوان بالا میں کوئی کام ہوتا ہے تو ایوان زیریں اور فناں سے منسٹری اسے appreciate کرتی ہے۔

Now, on behalf of Senator Dr. Muhammad Farogh Naseem, Minister for Law and Justice, I want to move that the Bill to provide for the right of review and re-consideration in giving effect to the judgement of the International Court of Justice [The International Court of Justice (Review and Re-consideration) Bill, 2021], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? Not opposed. The Bill is referred to the Standing Committee on Law and Justice. We now move on to Order No.5 which stands in the name of Senator Dr. Muhammad Farogh Naseem, Minister for Law and Justice. On his behalf, Mr. Ali Muhammad Khan, Minister of State for Parliamentary Affairs may move it.

The Muslim Family Laws (Amendment) Bill, 2021 **(Amendment of Section 4)**

جناب علی محمد خان: شکریہ، جناب چیر مین! یہ law ایوان میں lay ہونے کے بعد refer کو Committee کو جائے گا۔ اسے پیش کرنے سے پہلے میری request کو جو گی کہ اسے بھرپور support کیا جائے۔ یہ بل فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والی خواتین کے متعلق ہے۔ میں صرف حکومت کی بات نہیں کر رہا یونکہ حکومت اور اپوزیشن دونوں نے مل کر اس پر کام کیا ہے۔ میری request یہی ہو گی کہ اسے جلد از جلد ایوان سے پاس کر لیا جائے تاکہ law ایوان جائے اور ان کے وراثتی حقوق میں جو مسائل آتے ہیں، وہ حل ہوں۔

I, on behalf of Senator Dr. Muhammad Farogh Naseem, Minister for Law and Justice, want to move that the Bill further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 [The Muslim Family Laws (Amendment) Bill, 2021] (Amendment of Section 4), as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? Not opposed. The Bill is referred to the Standing Committee concerned. We now move on to Order No.7 which stands in the name of Senator Dr. Muhammad Farogh Naseem, Minister for Law and Justice. On his behalf, Mr. Ali Muhammad Khan, Minister of State for Parliamentary Affairs may move it.

آپ یہاں بیٹھے رہتے ہیں۔ میں تو آپ کو سینئر سمجھ رہا تھا۔

جناب علی محمد خان: جناب! میں اتنا مکمل ابندہ کہاں سے ہوں جو سینئر بن جاؤں۔

جناب چیر مین: آپ بن جائیں گے ان شاء اللہ۔

جناب علی محمد خان: دعا دے رہے ہیں یا بد دعا؟

جناب چیر مین: دعا دے رہا ہوں۔

The Muslim Family Laws (Amendment) Bill, 2021 **(Amendment of Section 7)**

جناب علی محمد خان: جناب! یہ بل بھی عالمی قوانین کے متعلق ہے۔ میں اس پر صرف دس بات کرنا چاہتا ہوں۔ نفع جعفریہ کی خواتین کے issues کے جو آتے seconds تھے، اس کو اور کیا گیا ہے channelize and formalize کیونکہ یہ ان کے لئے پہلے نہیں تھا۔ یہ قومی اسمبلی سے پاس ہو کر آیا ہے۔ جتنی جلدی یہ ایوان بالا سے پاس ہو گا تو اتنی جلدی ہی خواتین کے حقوق میں پیش رفت ہو گی اور ان کے مسائل حل ہوں گے۔

I, on behalf of Senator Dr. Muhammad Farogh Naseem, Minister for Law and Justice, want to move that the Bill further to amend the Muslim Family Laws Ordinance, 1961 [The Muslim Family Laws (Amendment) Bill, 2021] (Amendment of Section 7), as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? Not opposed. The Bill is referred to the Standing Committee concerned. Before going to Order No.9, we now take up Order No.10 because then we will send recommendations to the National Assembly. We now move on to Order No.10 which stands in the name of Senator Muhammad Talha Mehmood, Chairman Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs.

Adoption of the Recommendations of the Senate **Standing Committee on Finance on the Finance Bill,** **2021 containing the Annual Budget Statement**

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

I Chairman, Standing Committee on Finance, Revenue and Economic Affairs, move that the recommendations on the Finance Bill, 2021, containing the Annual Budget Statement, as reported by the Committee, be adopted.

Mr. Chairman: It has been moved that the recommendations on the Finance Bill, 2021, containing the Annual Budget Statement, as reported by the Committee, be adopted.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We now move on to Order No. 9 which is further consideration of the following motion moved by Mr. Shaukat Fayaz Ahmed Tarin, Minister for Finance and Revenue, on 11th June, 2021:

"That the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill, 2021, containing the Annual Budget Statement, as required under Article 73 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan."

جناب چیئرمین: سینیٹر سیف اللہ ابرو۔ سیف اللہ ابرو صاحب کا مائیک on کریں جی۔ جی۔ اب بولیں، جی۔

Further Discussion on the Budget 2021-22

Senator Saifullah Abro

سینیٹر سیف اللہ ابرو: میری آج کی speech کا موضوع لازمی طور پر بحث ہی ہوگا۔ یہ بحث ہمارے Prime Minister, Imran Khan کے vision کے مطابق ہے۔ اس بحث کے دو اہم پہلو ہیں۔ نمبر ایک، human development، دوسرا infrastructure کے development ہے۔ میں اس پر ایوان کا بہت کم وقت لوں گا۔ میں جو discuss کرنا چاہتا تھا اس پر ایوان میں کافی بحث ہو چکی ہے۔ میں زیادہ بات Sindh Government کے بحث کے بارے میں کروں گا۔

جناب چیئرمین: معزز ارakkain تشریف رکھیں اور سینیٹر صاحب کی بات سنیں۔ سینیٹر طلحہ محمود صاحب اور دیگر ممبر ان تشریف رکھیں جی۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں سندھ سے belong کرتا ہوں۔ میں چاہوں گا کہ اس ایوان میں جو ہمارے دوست بیٹھے ہیں ان کے سامنے سندھ کے حالات اور سندھ کا تازہ بجٹ جو ہے، وہ بھی آجائے۔

جناب چیئرمین: No cross talk please. اس طرح پھر لوگ بات کریں گے پھر یہاں سے بات ہوگی۔ Please سن لیں۔ آپ اپنی بات اپنے وقت پر کیا کریں۔ سینیٹر صاحب! آپ Federal Budget پر بات کریں۔ جی، سینیٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ بتادیا ہے کہ آپ Federal Budget پر بات کریں۔ جی۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: چیئرمین صاحب! ان کو حوصلہ کرائیں۔ یہ بڑے اہل، جائز اور لاکن لوگ ہیں ان کو سننے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ آپ ذرا ان کو سمجھائیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر قرۃ العین مری صاحب! پلیز، تشریف رکھیں۔ ٹھیک ہے۔ ادھر کی بات کر رہے ہیں۔ بتادیا ہے۔ جی، سینیٹر کرشا آپ بھی تشریف رکھیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: چیئرمین صاحب! ان کو بڑے تھل سے سننا چاہیے یہ تو جمہوریت کے دعوے دار ہیں۔ یہ اہل لوگ ہیں۔ ان کی Government جائز ہے۔ یہ لاکن لوگ ہیں تو پھر انہیں سننے میں کیا ہے۔ سندھ میں جو ہوا تو وہ ان ہی لاکن لوگوں نے کیا ہے۔ میں اب آتا ہوں

— پر human development

(مدخلت)

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: یہ سندھ سے 17 Senators ہیں۔ چیئرمین صاحب! میں انہیں بتادیباً چاہتا ہوں اگر یہ مجھے بات نہیں کرنے دیں گے تو ان میں کسی کو ہمت نہیں ہو گی کہ وہ اس ایوان میں اپنی بات بھی کر سکیں۔ ان کے اعمال بچ پچ جانتا ہے۔ یہ کس منہ سے بات کر رہے ہیں۔ Treasury Benches ان کی ساری بات سنتے ہیں۔ یہ ہماری بات کو interrupt کرنے والے کوں ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب! آپ اپنی بات بجٹ پر جاری رکھیں۔ بتادیا ہے سینیٹر صاحب! میں اب کتنی دفعہ بتاؤں۔ اب تشریف رکھیں۔ آپ بھی جذباتی نہ ہوں۔ بجٹ پر آجائیں جی۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: میں جذباتی نہیں ہوتا۔ اس ایوان میں 8 دنوں سے بات ہوتی رہی ہے۔ پنجاب کے دوست ہیں وہ اپنے صوبے کی بات کرتے ہیں۔ یہاں KP کے Senators موجود ہیں۔ بلوچستان کے Senators ہیں۔ سب Senators اپنے اپنے صوبوں اور علاقوں کی بات کرتے ہیں۔ میں اس ایوان میں کوئی نئی بات نہیں کر رہا۔ کسی رکن کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ اب میں human development پر بات کرتا ہوں۔ یہ ہمارے اس بحث کا حصہ ہے۔ میں صرف احساس پر discuss کرنا چاہتا ہوں۔ سینیٹر صابر شبلہ! میں آپ کو یہ بھی یاد کروانا ہوں، جو آپ کہتے ہیں، جو آپ کے leaders کہتے تھے کہ ہم انہیں ٹھیکیں گے، میں وہ سب آپ کو بتاؤں گا۔ میں آپ کو وہ سب بھی بتاؤں گا اتفاق سے وہ یہ نہیں کر سکے۔ میں انہیں اس کی justification بھی دوں گا۔ آپ کی leadership نے ایسا کیوں کہا تھا کہ ہم ان کو ٹھیکیں گے میں آج وہ بات بھی سب کو بتاتا ہوں۔ ہماری حکومت نے Ehsaas Programme میں 260 ارب اس سال کے بحث میں مختص کیے ہیں۔ احساس پر ہمارے Prime Minister کا focus ہے۔ وہ احساس جس کے بارے میں ہمارے بہت سی پارٹیوں کے سربراہان کہتے ہیں کہ 'احساس' انہیں احساس کا نام سنتے ہی تکلیف ہوتی ہے۔ احساس کا نام سنتے ہیں تو تنقید کی جاتی ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ انہیں احساس کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے جن کے accounts میں اربوں روپے آجائتے ہیں۔ احساس کا ان کو پتا ہوتا ہے جو بھوک میں سوتے ہیں۔ احساس کا ان لوگوں کو اندازہ ہوتا ہے جن کے گھروں میں دن کے کھانے کے پیسے نہیں ہوتے۔ ہماری حکومت کا پورا focus احساس پر ہے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت میں 2008-2013 تک 288 billion BISP کے تحت خرچ کیے۔ 2013-2018 میں 435 billions total budget کے مسلم لیگ (ن) کا دور تھا۔ ہم نے یہ چوتھا بحث پیش کیا ہے اور اس میں Prime Minister, Imran Khan پر تنقید ہوتی ہے۔ وجہ کیا ہے؟ جب عوام خوشحال ہوں گے تو شاید کافی لوگوں کو تکلیف ہو گی۔ میں اب آجاتا ہوں Health Cards پر ابھی بھی صوبائی لحاظ سے ان کو کافی تکلیف ہو رہی ہے۔ مجھے کل خوشی ہو رہی تھی جب پنجاب حکومت اس

سال دسمبر تک پورے صوبے میں Health Cards فراہم کرنے کا اعلان کر رہی تھی۔ KP پہلے ہی اپنے تمام صوبے کے لوگوں کو Health Cards دے چکا ہے۔ افسوس کہ ہمارے صوبہ سندھ کی حکومت، کچھ بھی نہیں کر سکی۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحبہ! سندھ بجٹ کی بات نہیں ہو رہی۔ سندھ حکومت کا نام تو لے سکتے ہیں۔ وہ سندھ حکومت کا نام لے رہے ہیں۔ جی آپ بات کریں۔

(مدخلت)

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: مجھے پتا ہے تمہاری حیثیت کیا تھی۔ ایسا نہیں ہو یا کہ تم غندھ گردی کرو۔ ہمیں صوبہ سندھ میں Health Cards نہیں ملا۔ عمر کوت میں سوادو لاکھ families کو kindly Federal Health Cards دیے گئے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ Government کو آپ advice دیں کہ سندھ کے عوام کا کیا قصور ہے۔ سندھ بہت مخالفت کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ ہمیں Health Cards Government نہیں چاہیے۔ ہمارے سندھ کے لوگوں کو Health Cards چاہیے۔ ہمارے سندھ کے عوام کو اس کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحبہ پلیز آپ ان کی پوری بات تو سنا کریں۔ پلیز آپ interrupt کریں۔ جی۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: یہ ہمارے سندھ کی عوام کا حق ہے۔ Federal Government اس کا کوئی حل نکالے تاکہ ہماری public Health Cards کی سہولت میسر ہو سکے۔ اب میں آتا ہوں، اگر میں loan کی بات کروں گا اور tractors اور دوسری باتیں کروں گا تو پھر انہیں تکلیف ہو گی۔ سندھ میں یہ کہیں گے کہ tractors پر subsidies دی گئی ہیں۔ Tractors تو بن گئے لیکن لوگوں کو tractors نہیں ملے۔ ہماری وفاقی حکومت نے tractors کی subsidy کے funds مختص کیے ہیں۔ کوئی بھی کسان tractor لینا چاہے گا تو اسے 2 لاکھ روپے ملیں گے۔ کسان اب advance payment دے کر قسطوں پر tractor لے سکے گا۔ ہمارے جو کاشت کار ہیں جن کی زمین 12 ایکڑ ہے اُن کو فصل ڈیڑھ لاکھ کا قرضہ ملے گا جو سالانہ 3 لاکھ بنتا

ہے۔ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ ماضی میں کوئی حکومت ایسا نہیں کر سکی جو عمران خان صاحب کر رہے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اس ایوان میں جو احسن اقدامات ہماری حکومت میں لیے جا رہے ہیں انہیں بھی نہیں سراہا جاتا۔ یہ ایک بڑا ایوان ہے۔ ہمیں اپنادل بڑا کرنا چاہیے۔ اچھی بات کسی بھی پارٹی کی ہو اُس کو appreciate اور adopt کرنا چاہیے۔ خراب چیزوں کی اصلاح کے لیے advice دینی چاہیے۔ اچھلنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ میں آجاتا ہوں infrastructure development پر، جب CPEC بناتو ہم نے دیکھا کہ سکھر سے آگے CPEC project بند ہو گیا تھا۔ سکھر سے حیر آباد موڑوے ابھی تک نہیں بن۔ موجودہ حکومت نے اس سال کے وفاقی بجٹ میں اس منصوبے کے لیے کافی funds منصوب کیے ہیں۔ اس کے بعد میں Nai Gaj Dam کی بات کرنا چاہوں گا جو سندھ کے ضلع دادو میں 2009ء میں بننا تھا۔ یہ ڈیم شروع ہوا تھا تقریباً 16 billion سے، شاید اس وقت وہ لوگ بھی اس ایوان میں بیٹھے ہوں گے جو اس وقت حکمران تھے، اس کی کل لگت تھی 16 billion اور کام شروع ہوا، ایک بندے کو کام ملا، جس کمپنی کو contract ملا، کام بھی شروع ہوا، پھر تقریباً 12 billion کی payments بھی دی گئی لیکن آج تک بھی ڈیم کا 10% کام مکمل نہ ہو سکا، وہ 2012ء میں ہوتا ہے۔ یہ Standing Committee کی report کی ہو گی، وہ research scheme revise کر کر 45 billion پر چلی گئی ہے، اس وقت کے WAPDA کے چیئرمین تھے، اس کمپنی کو 45 billion پر چلی گئی ہے؟ اس وقت کے بجٹ کو چلاتی ہے، اسی کمپنی کے پاس یہ کام تھا۔ 45 billion، 16 billion and 29 billion Government of Pakistan نقصان ہے اور عوام کا نقصان ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ Federation کی بات کریں، اپنے بجٹ کی بات کریں، ان کو کیوں موقع دیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں، ان کو بتا دیا ہے، سینیٹ قرآن العین صاحبہ! آپ تو سمجھیں اور آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: ہمارا وزیر اعظم جناب عمران خان صاحب ہے۔ یہ claim کرتے ہیں کہ ان کو عوام کی تکلیف ہے۔ جناب عمران خان صاحب نے 2018 سے پہلے اعلان کیا تھا، یہ ناجائز ہے کہ جب بھی کسی gas field سے نکلتی ہے اور پاکستان کے کسی بھی حصے سے نکلتی ہے، اس پر پہلا حصہ local villages کا ہونا چاہیے اور local villages کا ہونا چاہیے۔ امّی میں قادر پور فیلڈ، گھوکنی سندھ میں شروع ہوا ہے۔ جناب عمران خان صاحب نے شروع کیا، 29 گاؤں سے شروع کیا گیا، انہوں نے کہا کہ جہاں سے گیس نکلے گی تو اس کے 5 kilometres surrounding میں جتنے بھی گاؤں ہوں، ان کو گیس دی جائے گی، اس کی شروعات قادر پور فیلڈ سے ہوئی، باقی حکومتیں کہاں تھیں، ان کو گیس کیوں نہیں دے رہی تھیں۔

جناب! حکومت سندھ نے بجٹ پیش کیا ہے، یہ صحت ہے۔

(مدخلت)

جناب چیئرمین: جناب ابڑو صاحب! فیڈرل بجٹ کی بات کریں، آپ خواہ مخواہ ایوان کا ماحول خراب کرتے ہیں، آپ Federation کی بات کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: یہ 47 books میں سے صرف 4 books لایا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ وفاقی بجٹ پر بات کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: سائیم! میں وفاقی بجٹ پر بھی آتا ہوں۔ میں لاڑکانہ سے belong کرتا ہوں، میں پورے سندھ کی بات نہیں کرتا، میں صرف لاڑکانہ کو focus کرتا ہوں، میں اس ایوان کو بتاتا ہوں کہ انہوں نے لاڑکانہ کا کیا حشر کیا ہے، میں لاڑکانہ پر بات کروں گا۔ یہ بجٹ کی 4 books ایسی 47 ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ براہ مہربانی Federation کی بات کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: لاڑکانہ کی 500 million کی 4 health schemes جو ہیں، ان کے پاس 9 سال سے پیسے نہیں ہیں، یہ بڑے بنتے ہیں۔ میں education کی بات کرتا ہوں، ان کے پاس 2008ء کی 2 billion education schemes ہیں، ان کے پاس 14 سال میں پیسے نہیں ہیں کہ وہ schemes بنائیں۔

جناب چیئرمین: وفاقی بجٹ کی بات کریں اور آپ Federation کی بات کریں۔

جناب چیئرمین: سائیں! میں لاڑکانہ سے belong کرتا ہوں کہ جہاں پر [****]¹ کرنے کے لیے 92 کروڑ روپے رکھے ہیں جو کہ لوگوں کو کامنے ہیں، ان کے پاس ان کے لیے پیسے نہیں ہیں، یہ کیا کہتے ہیں۔ ان کے پاس لاشوں کو shift کرنے کے لیے پیسے نہیں ہیں لیکن کتوں کو shift کرنے کے ان کے پاس 24 کروڑ روپے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ سب لوگ تشریف رکھیں اور میری بات سنیں۔ جی قائد حزب اختلاف بات کریں گے۔

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ کراں ایسی بات نہ ہو جس سے ہنگامہ ہو، بجٹ پر بات کریں۔ House in order

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد و سیم: یہاں جتنے اراکین ہیں، وہ سب قابل احترام اداکین ہیں۔ اس سے پہلے یہاں پر تقاضہ ہوئیں۔ یہاں پر FATA کے دوست ہیں، وہ سب مسائل پر بات کرتے ہیں، ملوجستان کے دوست سارا دن ملوجستان کے مسائل پر بات کرتے ہیں، پنجاب کے دوست پنجاب کی بات کرتے ہیں اور لاڑکانہ میں ایسی کیا بات ہے کہ ان کو problem ہوتی ہے۔ یہاں پر اگر سندھ کی بات ہو تو آپ بڑے دل سے سنیں، اگر آپ کو کسی چیز پر اختلاف ہے تو آپ اس کا جواب دے دیں۔ یہ لاڑکانہ کو no go area نہیں بناسکتے کہ لاڑکانہ go area ہے، سندھ no go area ہے اور اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ یہ جمہوری رویے نہیں ہیں، آپ کو جمہوری رویوں میں بات سننی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: جناب ایڑو صاحب! میری گزارش ہے کہ آپ وفاقی بجٹ پر رہیں، اپنے علاقے کی بجٹ پر بات کرنی ہے تو ضرور بات کریں لیکن آپ وفاقی بجٹ پر ہی رہیں، آپ یہ مہربانی کریں۔ آپ لوگ بھی خاموشی سے سینیں تاکہ ایک دوسرے کو برداشت کریں جس طرح پہلے برداشت کر رہے تھے، پوری بات کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی ایڑو صاحب! آپ بات کریں۔

سینیٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

¹ [Words expunged as ordered by the Chairman.]

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس ایوان میں ہر کوئی 8 دنوں سے اپنے ضلع اور صوبے کی بات کر رہا ہے، اگر میں اپنے مسائل کی بات کرتا ہوں تو اس میں کسی کو کیا اعتراض ہے؟ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے، یہ چیز کسی بھی level پر نہیں ہونی چاہیے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں اور میں وفاقی بجٹ پر آتا ہوں کہ LINAR لاڑکانہ میں وفاقی حکومت کا department ہے، اس میں تو کسی کو objection نہیں ہو گا۔ اس ایوان کو یہ سن کر افسوس ہو گا کہ 1978ء میں بنا تھا، اس کی یہ حالت ہے کہ اس میں MRI machine ہے اور نہ اس میں CT Scan ہے۔ وہاں پر [****]² کرنے کے لیے 92 کروڑ روپے پڑے ہیں تو میں کہاں جاؤں machine اور میں کسی سے کہوں، پہلے اتنی حکومتیں آئی ہیں، میں کس سے کہوں، میر لاڑکانہ گندگی کا ڈھیر بن چکا ہے، میں کس کے پاس جاؤں، آپ مجھے بتائیں کہ میں کس کے پاس جاؤں۔ میں اگر اپنی عوام کی بات یہاں پر نہیں کروں گا تو کل لاڑکانہ کے عوام میری بات سنیں گے۔ میڈم ثانیہ نشرت ہماری بات نہیں سنتیں۔ انہوں نے جب احساس پر و گرام بنایا، اس میں 42 لاکھ لوگ register ہوئے، وہ 2008 سے 2018 تک register ہوئے جس میں ساڑھے آٹھ لاکھ لوگ جعلی register کیے گئے جو میڈم نے نکالے، وہ بھی جناب عمر ان خان صاحب نے ان سے کہا تھا۔ یہ جس کا credit یہاں چاہتے ہیں پھر ساڑھے آٹھ لاکھ جعلی لوگوں کا credit بھی ان کے پاس جاتا ہے، یہ بھی ان کی حکومت کا credit ہے، کسی اور کا نہیں ہے۔

جناب! میں لاڑکانہ کے درد بتاوں۔ Aids کی بات کرتے ہیں، Aids وفاق کے تحت آتی ہے، میرے خیال میں وفاقی disease ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مری صاحبہ! آپ ان کو سن لیں، آپ ان کو کیوں interrupt کر رہی ہیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: جناب چیئرمین! میں continue کرتا ہوں، میں ان سے وہاں پر بھی لڑتا رہا ہوں، اگر میں نے ان کو ایوان میں بات کرنے دی تو میر انعام تبدیل کر دیں، اگر یہ بات کر بھی گئے، یہ ان کی بھول ہے، یہ بڑے بنتے ہیں، یہ وہاں پر بدمعاش بنیں، ان کو یہاں پر نہیں بننا چاہیے۔

² [Words expunged as ordered by the Chairman.]

جناب چیئرمین: آپ بات کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں Aids کی بات کرتا ہوں۔ ذوالفقار علی بھٹو شہید نے لاڑکانہ کو پیرس کھا تھا، اس پیرس کی ایک گلی رتوڈیر و میں 2200 لوگ Aids میں متلا ہو گئے جب شہید بے نظر بھٹو تھیں تب وہاں پر Aids نہیں تھی جب موجودہ قیادت آئی تو لاڑکانہ میں Aids آگئی، وہاں پر 2200 لوگ Aids میں متلا ہیں۔ میڈم ثانیہ نشرت بیٹھی ہیں، میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ان 2200 لوگوں کے لیے مجھے health cards دیں کیونکہ آپ کی سخت restrictions ہیں، آپ نے جہاں پر بھی rules aside کرنا ہے۔ ان کے لیے وہاں پر local حکومت کچھ نہیں کر رہی، 1 billion روپے رکھے گئے ہیں، وہ بجٹ میں کھائے، ان کا پتا بھی نہیں چلا، وہ لوگوں کو نہیں ملے۔ آپ دے دیں، میں آپ کی منت کرتا ہوں اور آپ کے سامنے جھوٹی پھیلاتا ہوں، آپ تھوڑا rules aside کریں کیونکہ وہ غریب مر رہے ہیں، ان کا کون علاج کرے گا۔ آپ ایسا نہ سمجھیں کہ سندھ جنت بن چکا ہے، اس وقت سندھ جل رہا ہے، میرا لاڑکانہ جو شہید ذوالفقار علی بھٹو کا لاڑکانہ ہے۔ شاید میں نے 2 دن تقریر نہیں کی لیکن مجھے امید تھی کہ یہاں پر ہمارے 2 senior parliamentarians اور سینیٹر تاج حیدر صاحب ہیں، جناب تاج حیدر صاحب بزرگ ہیں جب سے پیپلز پارٹی بنی ہے تو وہ آئے ہیں۔ شاید وہ اس چیز کو endorse کرتے، میں جو بات کرنے جارہا ہوں۔ آپ نے لاڑکانہ کا پورا بجٹ دیکھا ہے تو لاڑکانہ فرید آباد میں ایک انور پیلس بنانا ہوا ہے جس میں 4 billion کے helicopters ہیں۔ میاں رضا ربانی صاحب اور تاج حیدر صاحب بھی پہل کراس کی تقدیم کریں گے۔ پھر مولابخش چاندیو صاحب ہیں، جب میں 1986 میں نواب شاہ میں پڑھتا تھا تو اس وقت مولابخش چاندیو صاحب engineering students leader بھٹو کا گھر المرضی ہاؤس ہے۔ میں پیپلز پارٹی کی leadership سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آج

بہت young تھے، تب وہ وہاں آتے تھے، وہ حیدر آباد سے belong کرتے ہیں۔

میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں اور شاید ابھی بھی ان کے پاس رہنے کے لیے گھر نہیں ہو گا لیکن سندھ حکومت میں غریبوں کے پیسے شر جیل میہن کے گھر گئے، اس کا وہاں راول پیلس بننا ہوا ہے، میں تو ان کی senior leadership سے کہتا ہوں کہ آپ لاڑکانہ آجائیں، وہاں شہید ذوالفقار بھٹو کا گھر المرضی ہاؤس ہے۔ میں پیپلز پارٹی کی leadership سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آج

سہیل سیال اور شر جیل میں، شہید ذوالفقار علی بھٹو سے زیادہ دولت مند ہیں۔ آپ مر تھی ہاؤس کو دیکھیں گے اور پھر آپ راول اور انور پلیس کو جا کر دیکھیں تو گرد نیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ یہ غریب عوام کا پیسا ہے جو لارکانہ اور میرے پیرس پر نہیں لگتا ہے۔ ہمارے پیسے ان کے گھروں میں جا رہے ہیں۔ خدا کے واسطے میں آپ کی توجہ LINAR Cancer Hospital, Larkana کی طرف لوانا چاہتا ہوں۔ سینیٹر دنیش کمار بھی یہاں بیٹھے ہیں جو بہت دھڑا دھڑا کر تقریر کرتے ہیں۔ چونکہ جناب چیئرمین! آپ کا تعلق بھی بلوچستان سے ہے اور میں بھی تقریباً بلوچستان کا ہی ہوں، LINAR یمنسر ہسپتال لارکانہ میں دونوں صوبوں کے غریب لوگ آتے ہیں اور علاج سے مستفید ہوتے ہیں، وہاں ہمارے پاس MRI and CT Scan کی مشینیں نہیں ہیں، خدا کے واسطے یہ مشینیں مجھے وفاقی حکومت دوادے تاکہ بلوچستان کے لوگ بھی علاج سے مستفید ہو سکیں کیونکہ ہمیں سندھ حکومت سے یہ مشینیں نہیں ملنی ہیں۔

اس کے بعد میں نواب شاہ کی طرف آ جاتا ہوں۔ نواب شاہ میں ایک Norin Cancer Hospital ہے، وہاں پر بھی Lenex مشینیں نہیں ہے۔ ہمیں ان دونوں ہسپتاں کے total cost not more than 800 million میں یہ مشینیں چاہیں جن کی one billion میڈم ثانیہ نشرت بیٹھی ہیں، یہ مہربانی کر کے ہمارے دونوں ہسپتاں کے لیے ہمیں one billion نکال کر دیں، اس سے اس ایوان کا نام ہو جائے گا کہ اس ایوان نے کسی غریب کا کام کیا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ بلوچستان کے اور ہمارے لوگ کراچی وغیرہ میں علاج کے لیے نہیں جائیں گے۔ دیکھیں اس ایوان کو کافی لوگ misguide کرتے ہیں۔ یہاں پر ہمارے ایک colleague ہیں جو بار بار کہتے ہیں کہ چھپلی حکومت میں 1100 billion circular debt تھا اور آپ 2500 پر کیوں پہنچے ہیں۔ میں Senate Standing Committee on Power کا چیئرمین ہوں، میں اس ایوان سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ یہ 1100 billion کو جو justify کرتے ہیں، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی وہ 2500 ہو گئے ہیں تو 1100 کو آپ کس منہ سے کہتے ہیں، کیا 1100 کوئی اچھی بات ہے؟ اس کے بعد آپ نے دیکھا ہو گا کہ 2013 میں جب حکومت آئی تو initially جو لائی میں 460 billion circular debt کی ادائیگی کی گئی تو پھر پانچ سالوں میں 1100 billion تک کیوں بڑھے؟ ابھی آپ ہماری حکومت کو کہہ رہے ہیں تو میں تو اس

وقت جاؤں گا، میں وہ رپورٹ اس ایوان میں لاؤں گا، میں نے آج Standing Committee میں بھی کہا ہے کہ IPPs ہمارے ملک کے لیے ایک ناسور ہیں، یہ circular debt ایک ناسور ہے، میں اس کی ساری رپورٹ اس ایوان میں لاؤں گا، اس کے جو اسباب ہیں، جو اس کے helping hands ہیں، جنہوں نے وہ منصوبے introduce کروائے اور اپنی kickbacks لیں، میں سب کو اس ایوان میں expose کروں گا، پھر سب سے پوچھیں کہ کون اہل ہے، جائز اور لاائق ہے، ان سب کو پھر بتانا پڑے گا۔

یہاں کچھ objection ہوتا ہے، دیکھیں ابھی ہمارے کچھ سینیٹر صاحبان بیٹھے ہیں، یہاں کل objection ہوا کہ Federal Government کے پاس جو گاڑی ہے اس کا کوئی ڈرائیور نہیں ہے۔ بالکل وزیر اعظم عمران خان صاحب ہمارے کپتان اور لیڈر ہیں، وہی ہمیں lead کرتے ہیں اور ہم سب انہیں follow کرتے ہیں لیکن وہ ایسے نہیں کہتے کہ بیٹھا آ جاؤ، یہ گاڑی لے جاؤ، گاڑی میں تیل کتنا ڈلوانا ہے، گاڑی کہاں لے جائیں گے، پہلے گاڑی خالی گئی تو ایسی پر ہمارا کپتان تلاشی نہیں لیتا کہ گاڑی کتنی بھر کے لائے ہو اور کتنے پیسے لے کر آئے ہو، اس وجہ سے ہم میں یہ چیزیں نہیں ہیں، ہمارے پاس گاڑیوں کا حساب نہیں ہے۔ یہ لوگ گاڑیاں گاڑیاں کرتے ہیں، ایک تو ہماری ایسی صفت نہیں ہے، انہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ---

(مددخلت)

جناب چیئرمین: میں نے انہیں کہا ہے کہ Federal Budget پر آ جائیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں لاڑکانہ کی بات کر رہا ہوں، ان کو لاڑکانہ کیوں دکھتا ہے۔ لاڑکانہ

تو وہ ہے---

(مددخلت)

جناب چیئرمین: سینیٹر شہر بنو شیری رحمن صاحبہ! ان کا وقت ابھی ختم ہو رہا ہے، براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ آپ Federation and Federal Budget کی بات کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: میں اسی پر آتا ہوں۔ ان کی دھکتی رگ پر ہاتھ نہیں ڈالتے ہیں، ابھی چھوڑ دیتے ہیں لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ FATF نے جو ہمارے ملک کو grey list میں ڈالا، کل کوئی کہہ رہا تھا کہ یہ projects ہمارے ہیں اور اس پر خان صاحب نے اپنی تختی لگائی تو میں اپنے ان

دوستوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ FATF نے ہمارا نام جب grey list میں ڈالا تو وہ بھی تو آپ کا project تھا، وہ توزیر اعظم عمران خان صاحب کا نہیں ہے یادہ بھی ان کا ہے۔ آپ اپنی چیزیں اپنے تکر رکھیں، ہمارے چیزیں ہمیں کرنے دیں۔

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میرا پیارا الائٹ کانہ گندگی کا ڈھیر بن چکا ہے، وفاقی حکومت میری مدد کرے۔ یہ نہ سمجھیں کہ سندھ جنت بن چکا ہے۔ اس ایوان کی کمیٹی بنائیں جس کو رضار بانی صاحب، تاج حیدر صاحب، مولانا جنش چاندیو صاحب اسے lead کریں، ہماری حکومت سے کوئی نہ ہو، میں انہیں لائز کانہ کا visit کرواتا ہوں، وہ وہاں جا کر پتا کریں کہ المرتضی ہاؤس کا کیا حشر ہے اور انور پیلس کا کیا حشر ہے۔ سندھ کا بجٹ کہاں گیا۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ لائز کانہ میں پانچ سو ملین کی پانچ سیکیمیں دس سالوں میں نہیں بنتی ہیں جبکہ دوسرے اصلاح میں جائیں، وہاں تو دو، دو بلین کی، نو، نو بلین کے منصوبے ایک سال میں بن جاتے ہیں۔ اس وقت جو بجٹ پیش کیا گیا ہے تو ہماری وفاقی حکومت پر یہ attack اور تقدیم ہوتی ہے کہ صوبوں کو کم سیکیمیں دی گئی ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ میرے لائز کانہ کو کم کیوں ملا؟ میں آپ کو صرف ایک چیز بتاتا ہوں کہ & Communication Works Department ہے اس کی improvement check کر لیں، لائز کانہ کی نو سیکیموں کے پیسے 900 billion ہیں اور نواب شاہ کی 21 سیکیمیں ہیں جس کے ساتھ نو بلین، اس سے زیادہ تو سانچھڑ کا فائدہ ہے۔ سانچھڑ کے تین بلین، مجھے پتا ہے کہ سید مراد علی شاہ صاحب سانچھڑ پر کیوں مہربان ہیں۔—

جناب چیئرمین: آپ Federation کی بات کریں۔ برادر مہربانی، میری گزارش ہے کہ آپ Federation پر رہیں۔ Federal Budget کی بات کریں، لائز کانہ کے بجٹ کو چھوڑیں، سندھ کے بجٹ کی بات نہ کریں۔

(مددخلت)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: سینیٹ House of the Federation ہے، تو میں اپنے گھر کی بات نہ کروں تو کہاں کی کروں۔ مجھے کوئی کچھ ملتے تو سہی، میرا لائز کانہ تباہ ہو گیا ہے اس لیے

میں تو اس کی بات کر رہا ہوں۔ میر الاز کانہ گندگی کا ڈھیر بن چکا ہے، شہر میں دس دس فٹ پانی کھڑا
ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ آپ اپنے district کی بات کسی اور دن
point of public importance پر کریں لیکن براہ مہربانی بھی بجٹ پر بات کریں۔
میری آپ سے گزارش ہے۔ Wind-up کریں۔

(مدخلت)

جناب چیئرمین: آپ interrupt کریں گے تو ان کا time چلتا رہے گا۔ تشریف
رکھیں اور آپ لوگ بھی interruption نہ کریں۔ چوہدری اعجاز صاحب! تشریف رکھیں۔
امام دین شوقيں صاحب تشریف رکھیں۔ Interruption کریں گے تو چالیس منٹ ہو جائیں
گے اس لیے چپ رہیں اور ان کو تقریر کرنے دیں۔ No interruption please.

سینئر سیف اللہ ابرڑو: جب ہمارے party leaders کہتے ہیں کہ گدھوں کی
counting ہو گئی ہے۔ اگر میں اس پر بات کروں گا تو اس پر بھی انہیں تکلیف ہو گی۔ میں انہیں
 بتانا چاہتا ہوں کہ یہ credit بھی خان صاحب کو جاتا ہے کہ آج تک پاکستان کی عوام گدھوں کو گھوڑا
سمجھ بیٹھے تھے، آج حقیقی counting خان صاحب نے کرائی ہے کہ گدھا کون سا ہے اور گھوڑا کون
سا ہے۔ یہ پچاس سال کے گدھے ہیں جو گھوڑوں کی شکل میں یہاں گھوم رہے تھے، ہمارے وزیر اعظم
صاحب نے وہ identify کیے ہیں۔ کسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: Leader of the Opposition کچھ کہنا چاہتے ہیں۔
سینئر سید یوسف رضا گیلانی: ایک principle ہے کہ جو رکن یہاں موجود نہ ہو تو اس کا
نام نہیں لیا جاسکتا ہے۔ ایک تو وہ بھی نام لے رہے ہیں اور پھر آپ کی observation and
ruling کے باوجود وہ اپنا topic change کر رہے ہیں تو پھر ہم walk-out کریں
گے۔

جناب چیئرمین: براہ مہربانی میری گزارش ہے کہ ایک تو آپ دوسرے House کے
اراکین کی بات نہ کریں اور Federal Budget پر رہیں۔ آپ

importance پر پھر کبھی بات کر لیں لیکن آج وفاqi بجٹ پر رہیں۔ شو قین صاحب! آپ تشریف رکھیں اور مجھے time کا نہ بتائیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: یہ پہلا موقع ہے کہ میری تقریر پر کسی کو اتنی تکلیف ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ مہربانی کر کے wind-up کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: دیش! آپ جو اس دن بیٹھے تھے، آپ کہہ رہے تھے کہ بلوجستان کے ساتھ ظلم ہو گیا، میں لاڑکانہ کی بات نہ کروں تو کس کی کروں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: جناب! میں wind up کرتا ہوں۔ میرے ساتھ ظلم ہو گیا، میرا لاڑکانہ تباہ ہو گیا، میں کہاں جاؤں۔ میں لاڑکانہ کی فریاد کس کے پاس لے کر جاؤں۔ یہ جو کہتے ہیں ہم نے سندھ کو جنت بنایا ہے، میرا لاڑکانہ تو تباہ ہے۔ جو شہید بھٹو کے لاڑکانہ کو نہیں بنائے تو پورا سندھ انہوں نے کیا بنایا ہو گا؟ انہوں نے تباہی مجاہدی ہے۔

(اس موقع پر اپوزیشن ارکین ایوان سے احتجاجاً و اک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: میری گزارش ہے آپ اگر مہربانی کریں تو فیڈرل بجٹ پر بات کریں۔ ابرڑو صاحب! بجٹ پر آ جائیں، اس پر تقریر کریں اور wind up کریں، وقت بہت ہو گیا ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: چیئرمین صاحب! میں اسی پر آتا ہوں۔ پہلا موقع ہے لاڑکانہ کی بات ہو رہی ہے، میں interior سندھ سے واحد سینیٹر ہوں جو یہاں نماںندگی کر رہا ہوں۔ یہاں سب صوبوں میں ہماری حکومت ہے، میں تباہ ہو گیا، میرے سندھ کے غریب لوگ تباہ ہو گئے، یہاں کچھ نہیں ہے۔ یہ جو کل بات ہو رہی تھی کہ میڈیا کے لینکرز کو بلا کیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ باتیں کیوں آپ کے سامنے highlight ہیں ہوتیں۔ یہ میڈیا ہے، لاڑکانہ کے لینکرز کو بلا کیں، یہ لاڑکانہ کے پر لیں کلب کا فوٹو ہے جس میں میڈم فریال تالپور کا فوٹو لگا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: میری گزارش ہے کہ آپ فیڈرل بجٹ پر بات کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: میرا لاڑکانہ تباہ ہو گیا، میں کیا کہوں۔ 92 کروڑ جن [***] ³ کے لیے گائے، وہ [***] کل احتجاج کر رہے تھے کہ ہمارے 92 کروڑ کون [***] کھا گئے۔ میں تو ان کے

³ "Words expunged as ordered by the Chairman."

خلاف احتجاج کر رہا ہوں۔ میں تو ان کا پتا کرنا چاہتا ہوں۔ لاشوں کو اٹھانے کے لیے ایبو لینس نہیں ہے۔ کوئی کو shift کرنے کے لیے 24 کروڑ کی payment کی گئی۔ سندھ حکومت یہ جانتی ہے کہ کہاں کہاں پسیے کھائے جاتے ہیں۔ یہ اہل بھی ہیں، یہ لاٽ بھی ہیں، یہ جائز بھی ہیں، ایسی ایسی چیزیں بناتے ہیں کہ کیسے غریب عوام کے پسے ہڑپ کریں۔

جناب چیئرمین: میری گزارش ہے کہ فیڈرل بجٹ پر بات کریں، ابھی حکومت سندھ کے متعلق بات نہ کریں۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: ابھی تو کوئی بھی نہیں ہے، کیا کریں۔

جناب چیئرمین: میں تو بیٹھا ہوں، آپ بجٹ پر رہیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: میرا جو کام تھا، وہ ہو گیا۔ میں اس ایوان کو بتانا چاہتا تھا جو ہمارے فیڈرل بجٹ پر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ فدا صاحب اور چوہدری اعجاز صاحب! جائیں اور اپوزیشن کو منا کر لائیں۔ ابڑو صاحب! آپ wind up کریں، وقت بہت ہو گیا ہے۔

سینیٹر سیف اللہ ابرڑو: نہیں سائیں! وقت تو بہت نہیں ہوا، کل ایک لیڈر نے 41 منٹ اور 35 سیکنڈ تک تقریر کی، میں 51 منٹ کروں گا۔ آپ کہیں گے تو بیٹھ جاؤں گا، ایسی بات نہیں ہے، ضد نہیں ہے۔ آپ سے ضد تھوڑی ہے، آپ بڑے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یقین مانیے ہمارا وہ حشر ہے، میں مذاق نہیں کر رہا، آپ ویدیو کو allow نہیں کریں گے، میں آپ کو ویدیو دکھاسکتا ہوں، آپ کو ٹوبیجی جائیں تو یقین مانیں وہاں چنگ کی پر dead bodies جاری ہیں۔ میں تنقید نہیں کر رہا۔ وہ جو عدالت میں حلف لیا جاتا ہے کہ میں جو کہوں گا، حق کہوں گا، حق کے سوا کچھ نہیں کہوں گا، خدا کی قسم آپ قرآن شریف رکھیں، میں اس پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے کوئی غلط بات نہیں کہی۔ میں نے ایوان کا اصل چہرہ دکھایا ہے۔ آج میرا کام ہو گیا ہے۔ میں نے ان کا اصل چہرہ دکھایا ہے جو جمہوریت کے champion بنتے ہیں، جن کا لیڈر دوسروں کو نااہل اور [****] کہتا ہے۔ کیا تم اہل ہو؟ تم خان صاحب سے زیادہ اہل ہو؟ [****]

⁴ "Words expunged as ordered by the Chairman."

جناب چیئرمین: مہربانی فرما کر کسی اور ہاؤس کے ممبر کے لیے ایسی بات نہ کھیں۔ یہ الفاظ expunge کر دیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: بات یہ ہے کہ ہمارے جو چیئرمین ہیں، ہماری پارٹی کے بڑے ہیں، پر ائمہ مفتخر عمران خان صاحب جو یہاں غریب عوام کے لیے امید ہیں، ان کے متعلق اگر کوئی بات کرے گا تو اس کو ہم آئینہ لازمی دکھائیں گے کہ تم کتنے اہل ہو، کتنے جائز ہو اور کتنے لائق ہو۔ بات کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو۔ خان صاحب کے اکاؤنٹ کبھی تیس تیس بلین ایسے overnight نہیں گئے۔ اور چیزوں سے ہٹ کر میں آپ کو لازکانہ کی چیزیں بتاؤں، یہ ثانیہ نشرت صاحبہ بیٹھی ہیں، خدا کے واسطے، دلوگ ہیں ہمارے پاس، میں فیڈرل پر تو بات کر سکتا ہوں، یہ ثانیہ نشرت صاحبہ کا کمال ہے کہ جب BISP کے عوض وہاں لوگ پیسے لیتے ہیں تو ہم ان سے کہتے ہیں کہ آپ action لیں۔ وہ لوگ وہاں پیسے لیتے ہیں لیکن یہ وہاں action بھی نہیں لے سکتیں، اب میں کہاں جاؤں۔ میں شخ رشید صاحب کو کیا کہوں؟ جب ڈاکو اٹھ کر گولیاں مارتے ہیں اور APC سے گولیاں cross کرتی ہیں، وہ APC جو bullet proof ہوتی ہے، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تو bullet proof گاڑیاں ہیں، ان میں گولی کیوں گئی۔ اس پر وہاں کے ڈاکو APC پر چڑھ کر ڈالس کرتے ہیں۔ شخ رشید صاحب سے میں کیا کہوں؟ کیا میں اسے سلام پیش کروں۔ وہ وہاں گئے، دو دن کھاپی کر چلے گئے، پتا نہیں کہ سندھ حکومت کے متعلق اسے کون سی امید کی کرن نظر آئی کہ اس نے کوئی operation نہیں لیا۔ وہ ڈاکوؤں کے خلاف operation ختم ہو گیا ہے۔ کسی میڈیا کو پتا ہے؟ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ سندھ جل رہا ہے۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔ آپ چلے جائیں، ثانیہ پوری بات ان شاء اللہ آفس میں سن لیں گی۔ ثانیہ! پلیز ان کی بات سن لیں۔

سینیٹر سیف اللہ ابڑو: لاڑکانہ میں ہمارے پاس modern sciences level کی کوئی یونیورسٹی نہیں ہے۔ میں اس ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں Comsats type یا اسی طرح کے کسی دوسرے ادارے کے لیے دوارب دے دیں۔ ابھی اس بجٹ میں اس وقت سندھ کے نو بڑے ادارے ہیں جو ہماری وفاقی حکومت نے announce کیے ہیں۔ شکار پور، سکھر، رانی

پور، حیدر آباد، نواب شاہ اور عمر کوٹ میں یہ ادارے دیے ہیں تو لڑکانہ کو بھی دے دیں۔ آپ لڑکانہ کو پیرس نہ سمجھیں، لڑکانہ گندگی کا ڈھیر ہے۔ خدا کے واسطے! آپ مدد کریں۔ آپ سب کی مہربانی۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی۔ سینیٹر رانا مقبول صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔ سینیٹر ڈاکٹر ہمایوں خان مہمند۔

(اس موقع پر اپوزیشن ارکین ایوان میں واپس تشریف لائے)

Senator Muhammad Hamayun Mohmand

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ آپ نے مجھے اٹھاہر رائے کا موقع دیا۔ میں اپنی بات کو بنیادی طور پر تین حصوں میں divide کروں گا۔ پہلا حصہ ان باتوں کے متعلق ہے جو پچھلے چار پانچ دنوں میں ہماری اپوزیشن benches کی طرف سے کی گئیں، میں ان پر comment کروں گا۔ دوسرا حصہ میں، میں فیڈرل بجٹ کا موازنہ between the three parties کروں گا۔ اس کے ساتھ کچھ تجاویز جو میں پہلے دے چکا ہوں، مختصرًا صرف ان کا ذکر کر دوں گا۔ آخری حصے میں، دو یا تین منٹ کے اندر میں پاکستان کے جو ہمارے بہن بھائی ہیں، جو بزرگ میں ہیں، ان کے متعلق ایک بات کرنے کی کوشش کروں گا۔ جب میں اپوزیشن کی باتیں سنتا ہوں اور جس طریقے سے وہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں تو [تو] ⁵۔

جناب چیئرمین: براہ کرم! ایسی باتیں نہ کریں۔ ان الفاظ کو expunge کیا جاتا ہے۔ آپ بجٹ پر تقریر کریں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: بجٹ کے حوالے سے میں جو comment کرنا چاہوں گا، اس کے لیے مجھے تھوڑا سا پلٹنا پڑے گا، جھپٹنا پڑے گا اور پلٹ کر جھپٹنا پڑے گا۔ غلط بیانی سے کام لینا ان کی پرانی عادت ہے۔ یہی لوگ جو آج کہہ رہے ہیں کہ سندھ کا نام نہ لو، انہوں نے کہا کہ پرائم منستر صاحب نے کہا تھا کہ سندھ ہمارا نہیں۔ انہوں نے غلط بیانی کی، پرائم منستر کی بات کا مطلب یہ تھا کہ سندھ وہ صوبہ ہے جس میں اس وقت تحریک انصاف کی حکومت نہیں ہے لیکن باقی الحمد للہ، پورے پاکستان میں ہے۔ آئی کی حکومت ہے اور 2023 میں سندھ بھی ہمارا ہو گا۔ ان کو اصل میں تکلیف کس بات کی

⁵ "Words expunged as ordered by the Chairman."

ہے؟ بہت ساری چیزیں جو کہ حکومت direct deliveries دے رہی ہے، وہ حکومتِ سندھ کی طرف نہیں جا رہیں تو اس وجہ سے انہیں تکلیف ہو رہی ہے۔

ہماری ایک سینیٹر صاحبہ جو ابھی یہاں بہت باتیں کر رہی تھیں، انہوں نے پرائم منستر صاحب کے بارے میں کہا کہ انہوں نے کورونا کو عام فلو سے تشییہ دی ہے۔ مجھے یہ بات بتائیں کہ 2020 کے اپریل، مئی اور جون جس وقت کسی کو نہیں پتا تھا کہ کورونا کس طریقے سے متاثر کرتا ہے، اس سے کیا کیا problems ہو سکتے ہیں اور اس کی treatment کیا ہو سکتی ہے تو اس وقت ہمارے پرائم منستر عوام کو سیدھے سادے الفاظ میں اس بیماری کے بارے میں بتا رہے تھے کہ کورونا اور فلو کا spread ایک جیسا ہے اور ان کے symptoms and signs بھی تقریباً ایک جیسے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ 28 مئی، 2020 کو اٹلی میں ڈاکٹروں نے ایک ریسرچ کے بعد یہ کہہ دیا کہ کورونا actually ایک بیکٹیریا کی طرح ہے کیونکہ اس سے خون کی نالیوں کے اندر خون جم جاتا ہے۔ لہذا، وہ یہ سمجھے کہ یہ واٹر اس نہیں ہے اور میں ان ڈاکٹروں کی بات کر رہا ہوں جو research کر رہے ہیں۔ وزیر اعظم عمران خان نے صرف عوام کو سمجھانے کے لیے کہا تھا کہ اس میں SOPs کا خیال رکھیں، اس طرح اپنا بچاؤ کریں اور آپ نے panic ہونا۔ اب common flu کی بات ہے تو اس سے ایک سال میں چور اسی ہزار اموات ہوئی ہیں جو کہ total deaths کا 6.8% بنتا ہے، اس لیے وہ اتنا بھی simple نہیں ہے۔ ہماری اسی بہن نے طنز کرتے ہوئے کہا تھا کہ اسد عمر صاحب Imperial College کے statistics کو نہیں مانتے اور کیوں مانیں کہ جب کیا lockdown یہ کہتا ہے کہ اگر پاکستان نے death rate 80000 تک پہنچ جائے گا اور January 2021 تک سوا کروڑ لوگ اس سے infect ہو جائیں گے، کیا یہ ہوا؟ نہیں ہوا تو why should we follow them? ہم جب تک اپنی research نہ کر لیں ہم انہیں کیوں follow کریں؟ انہیں آنکھیں بند کر کے follow کرنے والے وہ لوگ ہیں جو خود research نہیں کر سکتے۔ WHO نے یہ out of the box smart thinking کے ساتھ یہ بتایا کہ اگر ہم لوگوں نے complete lockdown کیا تو ہمارے امیر لوگ تو نج جائیں گے جبکہ غریب شاید کورونا سے نج جائے لیکن اس

کے economic affect سے وہ کیسے بچے گا؟ انہوں نے پوری دنیا میں smart lockdown introduce کروایا اور ہم اس کا پھل آج کھار ہے ہیں۔

جناب والا! انہوں نے اس کے ساتھ طنز کرتے اور ہنستے ہوئے یہ کہا تھا جبکہ ان کے ساتھ تین، چار ممبران بھی ہنسنے تھے، انہوں نے کہا تھا کہ اسد عمر صاحب کہہ رہے تھے کہ accidents are more dangerous than Corona. کسی senior نے کہہ دیا، انہوں نے آنکھیں بند کر کے اس کے پیچھے بھیڑ کی چال چل دیے۔ حالانکہ statistics یہ کہتے ہیں کہ ایک سال میں 10% لوگ کے total deaths سے مرتے ہیں اور کرونا سے 0.7% لوگ مرے۔ اس لیے زیادہ خطرناک چیز کون سی ہے؟

جناب والا! میں smart thinking کے بارے میں بتاتا ہوں اور comparison ہوتا ہوں جس میں ہمیں compare کیا گیا تھا، پاکستان، انڈیا، انگلینڈ اور بریڈل کو compare کیا گیا تھا۔ پاکستان میں اس کے total deaths لاکھ مریض ہوئے ہیں، انڈیا میں دو کروڑ نوے لاکھ مریض، انگلینڈ میں یہ نتائیں لیس لاکھ مریض، بریڈل میں ایک کروڑ ستر لاکھ مریض۔ اس سے کتنی deaths ہوئی ہیں؟ پاکستان میں اکیس ہزار، انڈیا میں تین لاکھ چوہتر ہزار، انگلینڈ میں ایک لاکھ ستمائیں ہزار، بریڈل میں چار لاکھ چھیساںی ہزار۔

(اس موقع پر سینیٹر مرزا آفریدی، ڈپٹی چیئرمین کریم صدارت پر مقتکن ہوئے)

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: اس سے بہتر smart lockdown concept کا کیا ہو سکتا ہے کہ پاکستان کو اتنی بڑی problem سے بچایا۔ اس دن سندھ کی بات ہوئی تھی، چلیں چھوڑ دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ چار مہینوں میں 274 بچے صاف پانی نہ ملنے کی وجہ سے مر گئے، ایک سال میں پانچ سو بچے بھوک سے مر گئے۔ میں اکیسویں صدی کی بات کر رہا ہوں، میں اکیسویں صدی کے پہلے پھیس سالوں کی، میں اس حکومت کی بات کر رہا ہوں جس نے 1970 سے لے کر آج تک سندھ میں چالیس سال حکومت کی ہے اور حشریہ ہے۔ جناب والا! vaccine کی بات آتی ہے، میں بتانا چاہتا ہوں کہ 2014-15 میں پاکستان میں پولیو کے cases 54 ہوئے تھے، 2015-16 میں 20 cases ہوئے تھے، ہم لوگ اس کو reduce کر کے ایک case پر لے آئے ہیں۔ جناب والا! کرونا تو آج آیا ہے، ہمیں بتائیں کہ کتنا کھاں کی vaccine کہاں ہے؟ ان کے لیڈر

ماں کو کہتے ہیں کہ بچوں کو باہر مت نکالیں کیونکہ بتا کاٹے گا اور جب زیادہ کتے ہوں گے تو زیادہ کاٹیں گے۔

جناب والا! کل wheat import کی بات ہوئی تھی، میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ 2111 metric tons import 1970 to 1975 میں ہوئی تھی، 1978 میں 1991 ہوئی تھی، 1988 میں 2200 metric tons import 1991 ہوئی تھی، 1992 میں 2862 metric tons import 1992 ہوئی تھی، 1996 میں 3080 metric tons import 1997 ہوئی تھی، 2008 میں 3000 metric tons import 1997 ہوئی تھی، 2008 میں 4130 metric tons import ہوتی رہی ہے۔

جناب والا! اب میں آپ لوگوں کا لہو گرم کرنے کے لیے دوبارہ پلتا ہوں۔ People friendly budget کی بات ہوئی، اس پر بات ہو چکی ہے تو میں سرسری بتاؤں گا کہ ڈاکٹر اشfaq حسن نے اپنے analysis میں صاف بتایا تھا کہ Panama case کے بعد مسلم لیگ (ن) کو پتا چل گیا تھا کہ اگلی حکومت ان کی نہیں آئے گی، and there was only one party، جس نے حکومت بنانی تھی، انہوں نے اس کی دشمنی میں، ان لوگوں نے پاکستان کو one leader غلط طرف جھوک دیا، انہوں نے پاکستان کے ساتھ دشمنی کی، یہ لوگ معاشری دہشت گرد ہیں۔ ان کو ٹیکن import بہت زیادہ ہو رہی ہے اور trade deficit ہو رہا ہے، یہ روک سکتے تھے لیکن انہوں نے نہیں روکا۔ بقول ڈاکٹر اشfaq حسن صاحب انہوں نے جگہ جگہ بارودی سرگرمیں کھو دیں۔ انہوں نے salary package کا تخفہ دے دیا، power sector کے thirty billion surplus straps کا دیا۔ ان کی finance team actually organized کا گدیے۔ اس کی crime کی ماہر ہے۔ ان کے لیڈر کہتے ہیں کہ انڈے دوسو بیس روپے کلو بختے ہیں، لیڈر خود پولو کا ہیچ دیکھ رہا ہے اور ساتھ پیزا کھا رہا ہے۔ میری نظر میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) والے [****][*][**][*][*] ہیں، ان پر FIR کٹھنی چاہیے۔ رہی بات FATF کی اور اس کے Bill کی تو اس کی مخالفت اس لیے ہوئی تھی کہ اس میں ان ہی کے نام تھے۔

⁶ [Words expunged as ordered by the Chairman.]

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ kindly بیٹھ جائیں۔ سینیٹر صاحب! conclude کر لیں۔
سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! ابھی تو مجھے صرف دس منٹ ہوئے ہیں، صبر کریں، ابھی تو میں نے بولنا ہے۔ اگر انہیں FATF کی emails مل جائیں تو وہاں ان ہی کے نام ہیں۔
جناب ڈپٹی چیئرمین: اس لفظ کو expunge kindly کر دیں۔
سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: ان کو دیکھ کر مجھے movie Ocean's Eleven کی Hollywood یاد آ جاتی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جب انگریز گئے تو بر صیر سے سارے پیسے لوٹ کر انگلینڈ چلے گئے، یہ لوگ بھی سارے پیسے لوٹ کر UK چلے گئے، ان میں اور انگریزوں میں سوائے رنگ کے اور کوئی فرق نہیں ہے۔ رنگ روڈ کی بات کرتے ہیں۔
جناب ڈپٹی چیئرمین: براہ مہربانی بجٹ پر بات کریں۔
سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب والا! میں ماحول بنا کر اُدھر ہی آ رہا ہوں۔ یہ رنگ روڈ کی بات کرتے ہیں، غلط بہت غلط، جس نے یہ کیا بہت غلط کیا لیکن میں آپ کو اس چکر کا تاتا ہوں کہ جس نے پاکستان کو چکری سے گزار کر سو کلو میٹر کا چکر دیا۔ Republic Engineering Consultant نے 1990 میں اس وقت حکومت کو ایک plan دیا، اس plan پر حکومت نے اپنے ایک بہت اچھے solid Minister کو خوش کرنے کے لیے سو کلو میٹر کا extra چکر دیا۔ آپ سوچیں 1992 سے آج تک وہاں سے کتنی گاڑیاں گزری ہوں گی، ہر شخص جس نے travel کیا، اس کا ایک گھنٹہ ضائع ہوا، ہر ایک گاڑی جو وہاں سے گزری، اس کا پانچ سے آٹھ لیٹر پر دو ضائع ہوا، اس پر کون جواب دہ ہوگا؟ ایک چیز صدقہ جاریہ ہوتا ہے، ایک ہوتا ہے ڈاکا جاریہ، یہ ڈاکا جاریہ ہے۔ اس کے بعد 1999 میں ایک شخص PIA کا چیئرمین اور تین سال کے بعد انہوں نے اپنی airline بنالی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔
سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: چلیں جی کچھ بات بجٹ پر کر لیتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیرمن: پلیز آپ بیٹھیں، Leader of the Opposition کھڑے ہوئے ہیں، سینیٹر صاحب! پلیز آپ بیٹھ جائیں۔ جی. Leader of the Opposition سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: چیرمن صاحب! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ جو بھی ممبر اس ہاؤس میں موجود نہیں to defend himself ان کا نام لے کر اگر کوئی بات کی جاتی ہے تو وہ parliamentary practices میں نہیں آتی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیرمن: جی سینیٹر صاحب! آپ continue کریں پلیز۔ کوشش کریں بجٹ پر بات کریں۔

Senator Muhammad Hamayun Mohmand: Mr. Deputy Chairman, did I take any name?

جناب ڈپٹی چیرمن: کوشش کریں آپ بجٹ پر بات کریں۔ سینیٹر محمد ہایوں مہمند: میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔۔۔ جناب ڈپٹی چیرمن: سینیٹر صاحب! بیٹھ جائیں، پلیز آپ بیٹھ جائیں۔ سینیٹر محمد ہایوں مہمند: اس کے باوجود میں بات کرتا ہوں۔ اگر میں نے غلطی سے کسی کا نام لیا ہو تو میں معذرت خواہ ہوں لیکن میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ جناب ڈپٹی چیرمن: وہ معذرت کر رہے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر میں نے نام لیا ہے تو میں معذرت کرتا ہوں۔

Senator Muhammad Hamayun Mohmand: I will send copy of the speech to everyone.

جناب ڈپٹی چیرمن: وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر میں نے کسی کا نام غلطی سے لیا ہے تو میں apologize کرتا ہوں۔

سینیٹر محمد ہایوں مہمند: میڈم! میں نے کس کا نام لیا ہے؟ نام بتا دیں، 1999 کس کا نام ہے؟

جناب ڈپٹی چیرمن: سینیٹر صاحب! پلیز آپ بجٹ پر بات کریں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: یہ درمیان میں بول رہی ہیں۔ میں بجٹ پر آیا ہوں اور یہ درمیان میں بول رہی ہیں، اس کے باوجود کہ پچھلے سال کورونا نے --- جناب ڈپٹی چیئرمین: پلیز ہاؤس کا ماحول خراب نہ کریں۔ سینیٹر صاحب! پلیز آپ بیٹھ جائیں۔ ڈاکٹر صاحب! اپنی speech کو conclude کریں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب! میں کر رہا ہوں، میں بجٹ پر آگیا ہوں صبر۔ اس کے باوجود کہ پچھلے سال کورونا--- میڈم! 25 منٹ آپنے کی تھی، 40 منٹ شیری رحمن صاحب نے کی تھی لیکن ہم میں سے کوئی نہیں بولا۔ پلیز،.... I can dare

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب! پلیز بیٹھ جائیں، مہربانی کریں پلیز آپ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: پچھلے سال کورونا نے پوری دنیا میں economy کو بری طرح hit کیا اور وزیر اعظم صاحب کی حکمت عملی نے پاکستان کو بڑے بحران سے نہ صرف بچایا بلکہ بہترین کار کردگی دکھائی۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے اپنے golden era میں جو ٹوٹل ٹکیں جمع کیا تھا وہ 3.5 trillion کیا تھا جبکہ ہم لوگوں نے 4.7 trillion projection کیا اور ہماری 400 billion کا نہیں پتا اور ان شاء اللہ ہم 5.8 trillion tax increase کر لیں گے کہ 5.4 trillion کو رہے ہیں، ہم اس وجہ سے کریں گے کہ مفتاح اساعیل نے کہا ہے کہ 4.7 تک تو یہ کر لیں گے لیکن 400 billion کا نہیں پتا اور ان شاء اللہ ہم 5.8 trillion کریں گے۔ اس وجہ سے نہیں کہ ہم efficiency in collection ہو گی، اس وجہ سے کریں گے کہ use of information system ہو گا، اس وجہ سے کریں گے کہ no elimination of tax discretion ہو گا، اس وجہ سے ہو گا کہ no harassment health budget 12 billion کا ہو گی۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے 128 billion کا دیا جس میں سے 100 billion کورونا کے لیے رکھے۔ دیا، ہم نے 121 billion کی بات کرتے ہیں ان کے زمانے میں Social safety budget 121 billion کا اتنا بڑا scandal اور اتنے بڑے loopholes. ہم نے اس کو ختم کیا، BISP کا plug کیا اور 255 billion کے احساس پروگرام کے through loopholes disbursement کی۔ ہمارا health card بہت زبردست اور صاف اور شفاف بجٹ کی آتے ہیں وہ ایک خاندان کو غربت کی سطح نایاب ہے۔ یاد رکھیں کہ جو economic shocks آتے ہیں وہ ایک خاندان کو غربت کی سطح

سے بچ لے جاتے ہیں جس میں سب سے بڑا shock, health card ہے اور یہ sustainable safety net ہے۔ یہ بات کرتے ہیں کی جس میں صحت کے علاوہ food, poverty development goals کس کے لیے کیا تھا؟ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے آخر میں 0.92% of GDP کیا، ہم تیسرا بجٹ میں 1.15% تک چلے گئے اور ابھی دو بجٹ رہتے ہیں اس کو ان شاء اللہ triple کریں گے۔ Budget allocation on social projects کی بات آتی ہے اس میں پیپلز پارٹی نے 0.19% دیا تھا، پاکستان مسلم لیگ (ن) نے 0.31% کیا تھا، ہم نے already double کر دیا تھا اور اگلے دو سال میں اس کو بھی four times لے جائیں گے۔ اب توجہ طلب بات یہ تھی کہ بجٹ کی تقریر میں گدھوں کا ذکر آگیا تھا۔ میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ یہ گدھے اس لیے زیادہ ہو گئے ہیں کہ ان کے زمانے میں گدھوں کو کھایا جاتا تھا۔ ہی تو اس زمانے میں بکری اور گائے کے گوشت کی قیمت کم تھی اور آج جب گدھے زیخ نہیں ہو رہے تو گوشت کی قیمت تو بڑھے گی۔ دیسے انہیں چاہیے کہ ذرا مینڈ ک کی تعداد بھی چیک کر لیں شاید

پکھ

جناب ڈپٹی چیرمن: سینیٹر صاحب! آپ kindly بجٹ پر بات کریں، مہربانی کریں۔
 سینیٹر محمد ہماں مہمند: حضرت علی کا ارشاد ہے کہ آپ اپنی سوچ بدلو آپ اپنی تقدیر بدلو گے، اپنی زندگی بدلو گے۔ مطلب یہ ہے سوچ کتنی اہم ہے اور اس پر بات ہو جکلی ہے کہ ایک لیڈر اور ایک سیاست دان کی سوچ میں لکنا فرق ہے۔ میں اس فرق میں بجٹ کے لحاظ سے آتا ہوں۔ اگر آپ کی سوچ politician کی ہے جو ایکشن کی سوچتا ہے تو آپ orange train اور motorway project بناتے ہیں، اگر آپ کی سوچ generation کے بارے میں ہے تو آپ farm to market road and dams بناتے ہیں، اگر آپ کی سوچ ایکشن کے لیے ہے تو آپ expensive thermal projects بناتے ہیں، اگر آپ کی سوچ کے لیے ہے تو آپ hydel energy projects بناتے ہیں، اگر آپ کی سوچ ایکشن کے لیے ہے تو آپ tertiary care hospitals بناتے ہیں، اگر آپ کی سوچ

generation کے لیے ہے تو آپ schemes جیسی health cards لاتے ہیں، اگر آپ کی سوچ ایکشن کے لیے ہے تو آپ اپنے پارٹی ورکرز کو فنڈز دیتے ہیں، اگر آپ کی سوچ generation کے لیے ہے تو آپ احساں پروگرام جیسے صاف اور شفاف process کے through disbursement کرتے ہیں۔

اب جہاں میں نے حکومت کو سراہا وہاں میں ان دو، تین تجویز جوان کو بھجوا چکا ہوں ان کا صرف ذکر کروں گا۔ پاکستان میں سود کی مدد میں بہت زیادہ expenses ہیں اور وہ تقریباً 3 trillion private bank کے قریب ہیں اور فیڈرل میں سارا پیسا مختلف اداروں کا تقریباً 2 trillion private bankers میں ہے اور اس کا فائدہ ہو رہا ہے یہ جب کہ حکومت کو نقصان ہو رہا ہے میری تجویز یہ ہے کہ اگر اس کو Federal funds میں کر دیا جائے تو شاید اس کا فائدہ پاکستان کو ہو جائے۔ پشن کی مدد میں ایک time bomb ہے جس کی digitalized payments کی committed pension future میں pension contribution scheme ہوئی چاہیے۔ یاد رہے کہ ہمیں آج دیکھنا پڑے گا کہ پچھلے سال کون سے ایسے دو تین اقدامات ہوئے جن کی وجہ سے ہماری economy بہتر ہوئی تھی، ان میں سے میرے خیال میں ایک قدم یہ تھا کہ State interest rate کو کم کر دیا تھا جس کی وجہ سے فائدہ ہوا تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو یا تین میں سے کوئی کم کر کے دیکھا جائے کہ اگر اس کا فائدہ ہو رہا ہے تو اسے مزید کم کریں اور اگر فائدہ نہیں ہو رہا تو دوبارہ بڑھایا جاسکتا ہے اور اس میں citizen participation زیادہ ہوئی چاہیے۔

میں آخر میں یہ چاہوں گا کہ اپنے پاکستانی بھائیوں سے کچھ بات کروں۔ یاد رہے کہ اگر یہ ملک ہے تو ہم ہیں، یہ ملک ہے تو یہ اسمبلیاں ہیں، اس ملک میں ٹوٹل 32 لاکھ لوگ tax registered ہیں اور سارے ٹیکس نہیں دیتے اس میں چوہدری اعجاز صاحب نے بتایا clear detail میں نہیں جاتا، میرے پاس لکھا ہوا ہے لیکن میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ یاد رکھیں کہ 74 لاکھ لوگ ایسے ہیں جن کا رہن سہن، سفر کرنا اس لحاظ سے کہ وہ net tax میں آتے ہیں لیکن کبھی ٹیکس نہیں دیا۔ 60 لاکھ ایسے گھرانے ہیں جو rent پر رہتے ہیں مگر ان پر کبھی ٹیکس

نہیں ہوا، دولائک کے قریب ایسے retailers میں نہیں ہیں لیکن ان کو ہونا چاہیے اگر ہم اس وقت محتاط اندازے کے مطابق دیکھیں کہ ہم نے جو tax 4.7 trillion tax کے لحاظ سے جمع کیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ 30% ہے تو اگر ہم 70% کو دیکھیں تو وہ تقریباً ساڑھے دس کھرب بن جاتا ہے، اگر ہم ان کو جمع کریں تو یہ تقریباً 15 یا 16 کھرب روپے بن جاتا ہے just imagine کہ اگر ہمیں یہ 16 کھرب روپے مل جائیں تو پاکستان کا اندر وطنی و بین الاقوامی قرضہ جو 22،23 یا 25 کھرب کے قریب ہے اور باہر کا آسیلا تقریباً 14،13 ہے تو ہم ایک یا دو سال میں سارے قرضے ختم کر سکتے ہیں، اس کی طرف سوچیں۔

جناب ڈپٹی چیرمن: Conclude کریں۔

سینیٹر محمد ہماں پور مہمند: ہمیں دل سے یہ سوچنا ہے، بس دو منٹ یا ایک منٹ بھی نہ ہو۔ میں اپنے پاکستانیوں سے کہتا ہوں کہ آج رات جب وہ سونے لیٹیں تو جیسے کہتے ہیں کہ؛
اکثر شب تہائی میں چند لمحے نیڈ سے پہلے

وہ یہ سوچیں کہ میں سارا دن صبح سے شام اپنے بچوں اور گھر والوں کے لیے محنت کرتا ہوں اور بڑی مشکل سے حق حلال کی کمائی کھاتا ہوں، یاد رکھیں کہ قرآن کہتا ہے کہ حاکم وقت کی اطاعت کرو، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے حاکم وقت کی اطاعت نہ کی اس نے گویا میری اطاعت نہ کی۔ میں زیست کی بات نہیں کر رہا گیں ایک پر ہوتا ہے۔ اگر حاکم وقت اور کسی بھی گورنمنٹ نے کہا ہے کہ گیکس دو اور ہم کسی وجہ سے وہ گیکس بچا رہے ہیں تو کیا ہم لوگ اپنے بچوں کو حرام تو نہیں کھلارہے ہیں۔ اس کے ساتھ اس پر سوچیں اور پوری قوم سوچے کہ یہ ملک ہمارا ہے۔ ہم نے اس ملک کے لیے کچھ کرنا ہے۔ کیا ہم اپنا کام کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے ہیں۔ شکریہ۔

(مدخلت)

جناب ڈپٹی چیرمن: سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان صاحب۔ Kindly اس بات کو کر دیں۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، پلوشہ صاحب۔ expunge

Senator Palwasha Mohammed Zai Khan

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: جناب چیرمن! یہ بڑے دونوں سے ہو رہا ہے کہ جس کی بات پر ہم کوئی اعتراض کریں تو وہ کہتے ہیں کہ اگر عمران خان کی بات کے خلاف بات کرو گے تو نعوذ باللہ خدا

کی بات کے خلاف بات کرو گے۔ پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر کلنے کے نیچے انہوں نے یہ پر لیں کا نفرنس کی۔ آج یہ کہتے ہیں کہ اطاعت فرض ہے۔ فتوے تو یہاں سے بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ ہم ریاست مدینہ کو بیچتے ہیں اور نہ اس نام پر ملک کو لوٹتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیری مین: سینیٹر صاحبہ! بجٹ پر بات کریں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: پورے ملک میں کتنے لوگوں کو کاشتے ہیں۔ اس کی vaccines کہاں ہیں۔ جو کتنے غریبوں کو کاشتے ہیں اس کی vaccines کہاں ہیں۔ اس بجٹ میں اس کے لیے کتنے روپے مختص کیے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیری مین: تشریف رکھیں۔ سینیٹر صاحبہ! بجٹ پر بات کریں۔ kindly

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: سندھ کے عوام بھیڑ بکریاں ہیں۔ تمہیں ووٹ نہیں دیں گے۔ سن لو تمہیں ووٹ نہیں ملیں گے۔ بھٹو صاحب نے کیا کہا تھا۔ بھٹو صاحب نے کہا تھا ہم گھاس پھوس کھائیں گے مگر ہم جنگ لڑیں گے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ ہم بیٹھ جائیں گے اور مودی کے بغل بن بچے بن جائیں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیری مین: سینیٹر صاحبہ! بجٹ پر بات کریں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: میں بات کر رہی ہوں۔ مجھے جواب دینے کا حق حاصل ہے۔ جن کو یہ دون ممالک دوروں پر بلائے گا تو وہ ضرور جائے گا۔ آپ کو کوئی نہیں بلاتا تو ہم کیا کریں۔ برطانیہ نے آپ کو میاں نواز شریف کے معاملے پر نہیں بلا یا تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ آپ سعودی عرب گئے تھے تو آپ کو جہاز سے اتنا را گیا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیری مین: سینیٹر صاحبان، تشریف رکھیں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: ہم چین کے توہاں سے CPEC لائے۔ ہم ایران کے تو ہم وہاں سے پائپ لائن لائے۔ آپ امریکہ کے تو خالی ہاتھ واپس آئے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ آپ کو

کوئی بلائے یا نہ بلائے اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ آپ میری بات سن لیں۔ آپ نے جتنی باتیں کی ہیں ہم نے سن لی ہیں۔ آپ نے کتوں سے ہمیں تشیہ دی ہے ہم نے وہ بھی سن لی ہے۔ اب آپ سنیں۔

(مدخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔
سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: آج جب ہم انڈیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں۔

(مدخلت)

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: آپ Hollywood کی فلمیں دیکھیں۔ ار تغرل ڈرامہ دیکھیں اور ملک کے حالات نہ دیکھیں۔ آج بحیثیت قوم جب ہم انڈیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں تو اس کے پیچھے ضرور ہمارا جذبہ ایمانی ہے۔ اس کے پیچھے ضرور ہمارے افواج کی بہادری ہے لیکن بھٹو صاحب کا ایتم بم بھی ہے جس کے لیے اس نے جان دی ہے۔ تم نے کیا کیا ہے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین نے ڈیک بجائے)

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: اب میں تمہیں ریاست مدینہ کے بارے میں بتاتی ہوں۔ چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔

(مدخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تشریف رکھیں۔ ماحول خراب نہ کریں۔ آپ please سن لیں۔
ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: ریاست مدینہ کی تین خصوصیات ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب! بجٹ پر بات کریں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: میں بجٹ پر بات کر رہی ہوں۔ میں بجٹ کو آپ کی ریاست مدینہ کی منافقت سے ملا کر بتاتی ہوں۔ یہ بات کریں تو جھوٹ بولیں۔ وعدہ کریں تو وعدہ خلافی کریں۔ امانت دی جائے تو خیانت کریں۔ یہ بجٹ ان تینوں کا مجموعہ ہے۔ انہوں نے کیا کہا تھا، میں آپ کو یاد کراؤ۔ IMF میں نہیں جاؤں گا بلکہ خود کشی کروں گا۔ جب وعدہ پورا کرنے کا وقت آیا تو سجدہ ریز

ہوئے۔ نہ صرف سجدہ ریز ہوئے بلکہ ان کی ہر بات مانی۔ جوانوں نے کہا نہیں تھا وہ بھی مانی۔ اس وقت Finance Ministry کا جو بھی بندہ پاکستان کے حق کی بات کرتا تھا اس کو مذاکرات سے اٹھا دیا گیا۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے۔ یہ بات اخبارات میں آئی ہے۔ اس کے بارے میں کیا کوئی رد عمل حکومت کی طرف سے آیا ہے کہ کن کن افسروں کو اٹھایا گیا جو پاکستان کے حق کی بات کرتے تھے۔ آج آپ کا وزیر خزانہ کہتا ہے کہ پرانے وزیر خزانہ نے ظالمانہ شرائط مانیں۔ کوئی پوچھنے والا ہے۔ آپ کا پرانا وزیر خزانہ کہاں ہے۔ حفیظ شیخ کہاں ہیں۔ کیا وہ اس ملک میں موجود ہے۔ آپ اس کو بلا کیں ہم اس سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ کون سی شرائط تھیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زمی خان: ایک کروڑ نو کریوں کا وعدہ کیا تھا۔ دو کروڑ سے زیادہ لوگوں کو بے روزگار کیا ہے۔ پچاس لاکھ گھروں کا وعدہ کیا تھا اور کئی لاکھ افراد کے سروں سے چھٹ پھین لی گئی۔ صرف بنی گالہ کے مکان کو اجازت ملی ہے۔ جن لوگوں کو بے روزگار بنایا گیا ان میں اکثریت ڈگری ہولڈرز کی ہے۔ تم لوگ یہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہو۔ باہر نکل کر دیکھو۔ تمہارا وزیر دفاع کہتا ہے کہ KP میں غربت کہاں پر ہے۔ شرم آنی چاہیے۔ یہ غریب کے منہ پر تھپڑ ہے۔ آپ مردانے کے بازار میں وزیر دفاع کو کھڑا کر کے یہ پوچھ لیں تو میں دیکھتی ہوں کہ اس کو لوگ غربت دکھاتے ہیں۔ اس کو بتا دیں گے کہ بے روزگاری کیا ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! انہوں نے بتایا کہ میں اس ملک میں کارخانے بناؤں گا لیکن اس نے لگر خانے اور پناہ گاہیں بنائی ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ دنیا میں وہ کون سا ملک ہے جہاں کارخانوں کی جگہ پر لگنگر خانے بنائے گئے ہیں اور ان کو ترقی دی ہے اور کہا کہ میں غربوں کا بہت در در کھتنا ہوں۔ جن کے اپنے گھر موجود تھے ان کی چھٹ ان سے چھین لی ہے اور ان کو لگنگر خانوں اور پناہ گاہوں میں دھکیل دیا گیا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تشریف رکھیں۔ ماحول خراب نہ کریں۔ آپ please سن لیں۔ فیصل سلیم صاحب! تشریف رکھیں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: آپ بھاشن دیں کہ گھبرا نہیں۔ سوال ہی نہ کرو اور کہو کہ گھبرا نہیں، ایل این جی کی قیمت ہفتے میں چار دفعہ بڑھ جائے اور آپ کہیں کہ گھبرا نہیں۔ کیوں نہ گھبرا سکیں۔ آپ ہمارے لئے گھوٹیں اور ہمیں کہیں کہ آنکھیں بھی نہ نکلیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مہربانی کریں ایوان کا ماحول خراب نہ کریں۔ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔ پلیز آپ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: میں تو بولوں گی۔ آپ چاہے جو مرضی کر لیں، میں اپنی بات پوری کروں گی۔ آپ کے گورنزوں کے کتنے لینڈ کروزروں میں گھومتے ہیں اور غریب کے لئے بجٹ سے پہلے پڑوں مہنگا ہو جائے۔ اس پر levy لے گے، اس پر sales tax لے گے۔ آج ہی سنابہ نا کہ اس ترقی کے بجٹ کے نتیجے میں آپ کی شاہراہیں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ kindly تشریف رکھیں۔ ایک منٹ سینیٹر صاحبہ، آپ سب سے گزارش ہے کہ تقریر کے درمیان نہ بولا کریں پلیز۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: مجھے سمجھ آرہی ہے کہ تکلیف کس کس کو ہے۔ بولنے دیں، میں پھر بھی بولوں گی۔ یہ جتنا مرضی چلا کیں، میں پھر بھی بولوں گی۔ سین، مقابلہ کس سے کرتے ہیں اپنی تقریروں سے کہ 2018 میں یہ تھا، آج یہ ہے۔ اپنے آپ سے ہی مقابلہ ہے۔ ارے بھائی کورونا کا رونارونے والا رونارونے سے پہلے یاد کرو کہ منقی میں تمہاری اپنی growth تھی۔ خود ہی سے مقابلہ کر رہے ہیں کہ آج ہم تین پر پہنچ گئے ہیں، آج ہم چار پر پہنچ گئے ہیں تو منقی پر کس نے پہنچا تھا۔ اب کہتے ہو کہ ہمیں پتا نہیں تھا کہ حکومت کرنے میں کیا ہے؟

(مدخلت)

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: چپ کرو بھتی چپ کرو۔ سفو، سفودر نال گاہیں۔ بر نال گاہ مدنیہ والو، اپنی اوقات دکھاؤ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مہربانی کر کے آپ Chair کو مخاطب کریں پلیز۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: آپ کامقابلہ آپ کی اپنی تباہی سے ہے اور کسی سے نہیں۔ میں سلیقہ سکھاتی ہوں آپ سب کو، آپ بیٹھیں۔ آپ کی تسلی اور تشغی ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحبان، پلیز تشریف رکھیں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: وفاقی وزیر فوڈ سیکورٹی نے چند دن پہلے کہا کہ ہماری bumper crop ہوئی ہے۔ پھر پتا چلا، کہا جا رہا ہے کہ تین ملین ٹن گندم اب import ہونے لگی ہے۔
(مدخلت)

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: چپ کر جائیں بد تیزی کا سبق ہمیں نہ سکھائیں۔ ابھی ہم تیز سے بات کر رہے ہیں۔ 2020 میں 1.85 million ٹن چاول ہم نے ایکسپورٹ کیے لیکن موقع آیا تو بھیک کی چند چاولوں کی بوریاں لینے سے بھی گریز نہیں کیا۔ وہ بھی لے کر آگئے۔ یہ مثالی ترقی ہے۔ اگر اتنی ہی مثالی ترقی ہے تو کیوں نہیں افواج پاکستان کی تنخواہوں میں 170% اضافہ کرتے جیسے پاکستان پیپلز پارٹی نے کیا۔ کیوں آپ کے بجٹ والے دن باہر آپ کے سرکاری ملازمین رو رہے تھے؟ کیوں آپ کے پاس ان کے لئے صرف دس فیصد ہے؟ کیوں کورونا کی ویکسین کے لئے ہم بھیک مانگتے پھر رہے ہیں؟ کیوں؟

آپ بتائیں کہ آپ تو کہتے تھے، سن لو۔

(مدخلت)

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: سن لو، دوسماں ہرین کی ٹیم ہو تو میں ملک کا نقشہ بدل دوں گا، یہ کس نے کہا تھا؟ اور وقت آیا تو میں لوگ نہیں نکلے۔ میں تو چھوڑیں وزیر خزانہ بھی مانگے تاگے کے، سارے پیپلز پارٹی کے ہیں۔ جو بنہ نکلا، مانگے تاگے کا۔ پرانی ایمنٹوں سے نیا پاکستان نہیں بنتا، گلی کی ایمنٹوں سے نیا پاکستان نہیں بنتا۔ سن لو کہ چار دفعہ وزیر خزانہ بدلنا، چار دفعہ ائٹھریز کا وزیر بدلنا، تین دفعہ وزیر داخلہ بدلنا، چار دفعہ وزیر خوراک بدلنا، چار دفعہ Board of Investment کا چیئرمین بدلا، چار دفعہ ایف بی آر کا چیئرمین بدلا۔ بھائی اگر یہ ریاست مدینہ ہے تو بتائیں کہ کس طرح آپ ذمہ دار نہیں ہیں ان لوگوں کے جو آج خط غربت کے نیچے دھکیل دیے گئے ہیں۔ ریاست مدینہ میں تو خلیفہ وقت فرات کے کنارے کسی جانور کے مرنے کے بھی ذمہ دار تھے۔

آپ بتائیں، چیئرمین صاحب! یہ خوست والا سفر تھا۔ RTS system کے بیٹھنے سے اس کا آغاز ہوا اور آج نقطہ عروج بجٹ ہے۔ یہ بجٹ ہے اس ملک میں جناب چیئرمین! بہت بڑے بڑے ایسے لوگ آئے جنہوں نے مذہب کا استعمال کیا لیکن ریاست مدینہ کے نام پر سیدھی باتیں کسی نے مانے کی جرأت نہیں کی۔ چندوں کے ڈبوں میں ہاتھ مارنے کی کسی نے جرأت نہیں کی۔

ریاست مدینہ کا نام لینے سے پہلے لوگ کانپ جاتے ہیں، مسلمان کانپ جاتے ہیں کہ ہمارا ان سے روح کا رشتہ ہے لیکن اپنی سیاست کے لئے یہ اس کو بھی بیچ دیں گے۔ ان کا بس چلے تو یہ کچھ نہ چھوڑیں۔ یہاں کوئی بریک نہیں۔ عمران خان صاحب کہتے تھے کہ ریاست مدینہ میں حکمران جواب دے ہیں۔ آپ بتائیں حضرت عمر کی مثالیں دیتے تھے کہ دوچاریں پہنی تو ایک کا جواب دیا۔ گواہ لائے اپنے بیٹے کو۔ آج ہم پوچھتے ہیں رنگ روڈ کا، آج ہم پوچھتے ہیں آپ کی کرپشن کا، دوائیوں کا، پڑولیم کا، ایل این جی کا، آٹے کا، چینی کا۔ کہتے ہیں مگر تم تو چور ہو، تم کیسے پوچھ سکتے ہو؟ کس خلیفہ ریاست مدینہ نے پوچھنے والے سے کہا کہ تم چور ہو۔ آپ بتائیں، ہمارے پاس نہ اتنی عقل ہے کہ ہم سمندر سے گیس نکالیں۔

(مددخلت)

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: چپ کرو، اپنی عمر کا لحاظ کرو، چپ کرو۔ نہ جرمی اور جاپان کی ہم سرحدیں ملا سکتے ہیں، نہ کٹے اور شہد کی مکھیوں سے معیشت چلا سکتے ہیں، نہ زیتون کے درختوں سے، نہ ہم دین کے عالم ہیں لیکن ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ ریاست مدینہ کے کسی حکمران نے نہیں کہا تھا کہ میں تمہیں اپنے ہاتھ سے جیل میں ڈالوں گا۔

جناب ڈپٹی چیری مین: کوشش کریں conclude کریں پلیز۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: نہیں، میں اپنے بیس منٹس لوں گی۔

Mr. Deputy Chairman: Please conclude.

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: کیوں چیری مین صاحب۔ مجھے میں منٹ کی اجازت ہے۔ یہ بتائیں کہ ریاست مدینہ کے کس حکمران نے کہا تھا کہ میں تمہیں اپنے ہاتھ سے جیل میں ڈالوں گا۔ ریاست مدینہ کے کس حکمران نے قاضیوں کو bypass کر کے کہا تھا کہ میں تمہیں اپنے ہاتھ سے پھانسی دوں گا۔ بتائیں کس حکمران نے کہا تھا کہ سوال کرنے والے چور ہیں، میں جواب نہیں دوں گا۔ میں یہودیوں سے پیسے لوں گا، میں foreign funding میں یہودیوں سے بھی پیسے لے لوں گا لیکن میں جواب نہیں دوں گا۔ کس نے کہا تھا؟

(مددخلت)

جناب ڈپٹی چیری مین: ان کی بات سنیں، kindly بیٹھیں۔ مہربانی کریں۔ مہربانی کریں، تشریف رکھیں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: تکلیف کا اندازہ ہو رہا ہے۔ تکلیف کا اندازہ دیکھ لیجیے۔ آج ریاست مدینہ کے کسی حکمران کا بتائیں کہ جس نے دشمنوں کے آگے، کافروں کے آگے کہا تھا کہ یہ لوایہم بہم، یہ لو، تم لے لو۔ میں کچھ نہیں کرتا، میں صرف تقریریں کروں گا، ارجمند دیکھوں گا۔ ہالی و ڈکی فلمیں دیکھوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مہربانی فرماد کر بجٹ پر بات کریں۔

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: یہ کس حکمران نے کہا تھا؟ یہ بتائیجے کہ اس بجٹ کی کیا حیثیت ہے جس کے آپ نے پر خپڑے اڑائے۔ نیشنل اسمبلی میں آپ نے اس بجٹ کے پر خپڑے اڑائے، نہ اللہ کے نام كالحاظ کیا، نہ رسول اللہ ﷺ کے نام كالحاظ کیا، نہ کلمہ کا کیا، آپ نے پر خپڑے اڑائے۔ جس بجٹ کے خود حکمران پر خپڑے اڑائے اس بجٹ کی عوام میں کوئی حیثیت نہیں چیئرمین صاحب۔

(مددخلت)

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: ان کی چیزوں سے آپ کو اندازہ ہو رہا ہو گا کہ کتنی تکلیف ہو رہی ہے۔ مجھے آج بڑی خوشی ہے، یہی دکھانا تھا قوم کو جو بھی دیکھ رہے ہیں۔ یہی دکھانا تھا چیئرمین صاحب، دیکھ لیا قوم نے۔ ہمارا مقصد پورا ہوا چیئرمین صاحب۔ میں آپ سے آخر میں کہوں گی کہ بچھوکے بچے اپنی ماں کی کمر پر بیٹھ جاتے ہیں اور آخر میں ماں کو کھاتے ہیں۔ ماں مرتی جاتی ہے اور بچے پلتے جاتے ہیں، بچے پلتے جاتے ہیں اور آخر میں ماں مر جاتی ہے۔ چیئرمین صاحب! ماں کی فکر کریں۔ یہ بچے جو ہیں ان کو جھلاڑیں، ان کو قوم جھلاڑ دے۔ یہ ماں کو کھار ہے ہیں، یہ وہ بچھوکے بچے ہیں جو ماں کو کھا کے چھوڑیں گے چیئرمین صاحب۔

ان کی تکلیف دیکھ لیجیے اور قوم بھی دیکھے اور اس کو relay کریں کہ یہی ہیں، یہ وہی ٹولہ ہے جس کو اسی طرح trail چلا کر کہ یہاں بچھو تو بہت ہیں، بجٹ سے بچھو کا برا تعلق ہے۔⁷ [****] تو عوام ہی کھائیں گے نا۔ کون کھایا جائے گا؟ آئی ایم ایف نے کیا لکھا ہے، کونسی renegotiations ہو رہی ہیں؟ ہمیں بتایا جائے۔ چیئرمین صاحب! آخری بات، بہت ادب

—

Mr. Deputy Chairman: Please conclude.

⁷ "Words expunged as ordered by the Deputy Chairman."

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: جی میں کر رہی ہوں، مجھے پتا ہے بڑی تکلیف ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: کل گیلانی صاحب سے بھی کہا گیا کہ ان کا ایک انٹرویو ہے جس میں انہوں نے کسی کو پتا نہیں کیا کہہ دیا۔ میں ایک اور انٹرویو آپ کو بتاتی ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: 09 جنوری 2009 کو پوری دنیا کے اخباروں نے لکھا کہ عمران خان نیازی نے یوکے کی عدالتوں میں حریار مری اور فیض بلوج کے حق میں اپنی گواہی دی اور کہا کہ اگر میں ہوتا تو یہی کرتا جو یہ کرتا جائے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ بات expunge کریں کہ یہ [****] ⁸ اس بات کو expunge کر دیں۔ جی سینیٹر سیکی ایزدی صاحبہ۔

Senator Seemee Ezdi

سینیٹر سیکی ایزدی: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج یہ ایوان مچھلی منڈی بنی ہوئی ہے، سینیٹ نہیں ہے۔ ہم شرمندہ ہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ یہ ایوان بالا ہے، یہ کوئی مچھلی منڈی نہیں ہے۔ کچھ یہاں سے چیز رہے ہیں اور کچھ وہاں سے چیز رہے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ کو بجٹ پر بولنا ہے اور کیا فضول بتیں کرنے لگے ہوئے ہیں۔ کوئی صبر و تحمل بھی ہوتا ہے، صبر و تحمل سے دوسروں کی بات سناتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میدم، براہ مہربانی بجٹ پر تقریر کریں۔

سینیٹر سیکی ایزدی: وزیر خزانہ شوکت ترین صاحب نے 11 جون 2021 کو Finance Bill پیش کیا۔ اس میں بجٹ تخمینہ 8.48 trillion deficit budget رکھا گیا۔ یہ ایک foreign exchange reserves اتنے کم تھے کہ ہمارے پاس دو ہفتے حکومت چلانے کی گنجائش نہیں تھی۔ جون 2018 میں صرف 6.59 billion dollars ہمارے خزانے میں تھے۔

⁸ "Words expunged as ordered by the Deputy Chairman."

آج، تین سال کی محنت کے بعد، ہمیں آئی ایم ایف کے programme میں جانپڑا، ہمیں اپنامک چلانے کے لیے آئی ایم ایف کا programme loan لینا پڑا، ان کا loan یعنی بھی بہت تقدیم ہوئی کہ آئی ایم ایف کے پاس کیوں گئے۔ ہم سے پہلے جو بھی حکومت آئی ہے، وہ آئی ایم ایف کے پاس گئی ہے، آئی ایم ایف سے قرض لیا ہے۔ نہ صرف ایک مرتبہ loan لیا، تین بار ایک حکومت نے loan لیا۔ یہ بائیسیوں مرتبہ ہے کہ کوئی حکومت آئی ایم ایف کے پاس loan لینے گئی ہے۔

تین سال کی محنت کے بعد آج ہمارے foreign exchange reserves 23.2 billion پر پہنچ گئے ہیں۔ اللہ کا بہت شکر ہے۔ 30 جون 2016 کے بعد سب سے زیادہ آج ہمارے پاس بینک میں ہیں۔ اس وقت یہ کہا جاتا تھا جب ہمارے reserves 6.9 billion تھے۔ اس وقت بڑا شign مارتے تھے، بڑا شور تھا کہ 5.9% ہماری growth ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ جہاں 5.8% growth ہو، وہاں پر reserves کرنے ہونے چاہیے۔ تین سال کی محنت کے بعد ہمارے reserves 23.2 billion growth rate 4% ہے۔ پہلے والے forged figures 4% کی حکومت آئی تو ہم نے یہ دیکھا کہ FATF نے پاکستان کی حکومت کو grey list میں ڈالا تھا۔ وہ کیوں ہوا، کیسے ہوا، کیوں ہم grey list میں گئے کیونکہ ہمارے ملک میں money laundering اور terror financing کی وجہ سے ہمیں FATF کی grey list میں ڈالا گیا۔ ہم نے نہیں ڈالا، یہ 2018 میں ہوا۔ 2018 میں کس کی حکومت تھی؟ ہم سب کو پتا ہے۔

اس کے بعد FATF کی طرف سے 40 points کی طرف کے 40 points کے action کر کے ہمیں دکھائیں ورنہ آپ کو blacklist کر دیا جائے گا۔ ہم نے دوساروں میں اس پر قانون سازی بھی کی، bills کی، pass کی، rules کی، bills کی، bills کی بنائے۔ میں بہت فخر سے کہتی ہوں کہ ہم نے 31 points complete کر لیے ہیں۔ اب صرف 9 باقی رہ گئے ہیں۔ وہ بھی اللہ کے فضل سے جلدی ہو جائیں گے۔

یہ سوچنے کی بات ہے کہ ہم grey list میں گئے کیوں۔ اس وقت اتنی money laundering کیوں تھی۔ اگر FATF کی ایک basic laundering چیز ہے کہ وہ check کرتے ہیں کہ آپ کے ملک میں جو پیسا ہے، وہ لوگوں کی حلال کی نمائی ہے یا نہیں۔ اس وقت ہم نے یہ دیکھا کہ نہ صرف ہمارے بینک میں پیسا نہیں تھا، ہمارے ملک کے قوانین ایسے تھے، حالات ایسے تھے کہ پورے کا پورا structure تباہی کی طرف جا رہا تھا۔ ہمیں structural changes کرنے پڑے، ان changes کی وجہ سے کچھ لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر آج، تین سال کے بعد، ہم اس تباہی کی طرف نہیں بلکہ خوشحالی کی طرف جا رہے ہیں۔

یہ بحث غریبوں کے لیے ایک امید کی کرن ہے۔ غریبوں، کسانوں، کم آمدنی والے لوگوں کے لیے یہ بحث آیا ہے۔ یہ پہلے وزیر اعظم ہیں جن کے دل میں غریبوں کا درد ہے۔ ان کے دل میں یہ احساس ہے کہ انہوں نے اپنے ملک کے غریبوں کو اٹھانا ہے، تخفیط کے لوگوں کو اپر لے کر آنا ہے۔ اس کے لیے ہم طرح طرح کی اسکیں لے کر آئے ہیں۔ ہم 'نیا پاکستان ہاؤسنگ اسکیم' میں لوگوں کو گھر دیں گے۔ پاکستان میں بچوں کی stunted growth ہے، بچوں کو صحیح نشوونما دیتی ہے۔ ہم نے لوگوں کو اچھے طریقے سے کھانا مہیا کرنا ہے۔ ہم نے women empowerment کی طرف جانا ہے۔ مائیں، بیٹیاں، عورتیں ہیں مگر ہم نے ان کو کاروباری خواتین بھی بنانا ہے۔ جیسے کہ ہم نے اپنی اسلامی تاریخ میں دیکھا کہ حضرت خدیجہؓ تھیں، ہم نے حضرت خدیجہؓ کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ اسی طرح ہم نے چل کر عورتوں کو خوشحالی کی طرف لے کر جانا ہے۔

جناب چیئرمین! روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ آپ نے سنایا ہوا۔ آج تک یہ نعرہ پورا ہوا؟ یہ پورا نہیں ہوا مگر یہ نعرہ ہم پورا کر کے دکھائیں گے۔ ایک Welfare State بنانے کے لیے پہلا قدم ہے۔ بہت شور مچاتے ہیں، ان کو تو یہ لفظ بھی پسند نہیں ہے کہ ہم نے ریاست مدینہ بنانی ہے۔ ریاست مدینہ ایک Welfare State ہے جہاں کے لوگ خوشی سے رات کو اپنے گھروں میں جا کر، جن کی چھت ان کی اپنی ہو، وہ رات کو اس میں سوئیں، وہ خالی پیٹ نہ سوئیں، ان کے پچے تعلیم و تربیت حاصل کریں۔

ریاست مدینہ بنانے کے لیے ہمارا سب سے بڑا پروگرام 'احساس پروگرام' ہے۔ پوری دنیا میں ایسے welfare programmes 300 ہیں، پاکستان کا یہ programme چوتھے نمبر پر ڈالا گیا ہے۔ یہ دو major programmes ہیں، ایک 'احساس کفالت' پروگرام ہے، دوسرا "Ehsaas Emergency" پروگرام ہے۔ احساس کفالت پروگرام میں آتا ہے احساس آمدن، Ehsaas Loan Programme احساس سکول پروگرام، احساس نشوونما پروگرام، ریٹریٹ میں بان پروگرام۔ غریبوں کو ریٹریٹ میں دینا تاکہ وہ کچھ مکا سکیں، رات کو اپنے گھر میں کچھ لے کر جاسکیں۔

پھر احساس پروگرام میں لنگر خانہ آتا ہے، پناہ گاہ آتا ہے۔ جو لوگ footpaths پر سوتے تھے، آج آپ کو لوگ footpaths پر سوتے نظر نہیں آئیں گے۔ وہی لوگ آج پناہ گاہ میں سو رہے ہیں، لنگر خانہ میں کھانا کھارہ ہے ہیں۔ احساس ایر جنسی پروگرام کے لیے 139.96 billion روپے گئے ہیں۔ جب COVID-19 pandemic آیا، اس میں لوگوں کو lockdown میں جو تکمیلیں ہوئیں، اس سے ان کا ذریعہ معاش ختم ہو گیا، اس سے نکالنے کے لیے شروع کیا گیا۔ اس میں ہر مہینے ہر خاندان کو پورے پاکستان میں 12000 روپے دیے گئے۔ 12 ملین خاندان اس سے مستفید ہوئے، اس سے ہم نے 12 ملین روپے لوگوں کو احساس پروگرام کے ذریعے دیے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ ایک بالکل نیا پروگرام احساس کا جواب ہم شروع کر رہے ہیں وہ ہے 'کوئی بھوکانہ سوئے'۔ یہ public donations کا پروگرام ہے، اس کے تحت آپ خود جا کر اس میں donations دے سکتے ہیں، آپ خود جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ آپ نے غریبوں کے لیے جو کچھ رکھا ہوا ہے وہ اس فند میں جا کر دیں تاکہ لوگ رات کو بھوکنے سوئیں۔ ایک تو لنگر خانہ ہے، پناہ گاہ ہے پھر یہ بھی پروگرام ہے کہ یہاں عام لوگ اس میں funding کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد پھر آپ آجائیں Public Sector Development Programme (PSDP) پر۔ PSDP کے لیے total 2.1 trillion روپے رکھا گیا، جس میں سے 900 بلین وفاقی حکومت کے لیے ہیں اور 1235 بلین روپے صوبائی حکومتوں کے لیے ہیں۔ اس پر بہت عرصے سے کام ہو رہا ہے۔ یہ ملکی development میں کام آئے گا۔ پھر ہم نے دیکھا جو آج ہمارا سب سے بڑا پروگرام ہے وہ health insurance ہے۔ جب کسی کے گھر

میں کوئی بیماری آتی ہے، آپ نے دیکھا ہوا کہ ان کے گھر بک جاتے ہیں، ان کی زمینیں بک جاتی ہیں، وہ بچوں کو سکولوں سے نکال لیتے ہیں، ان کے پاس فیس دینے کے لیے پیسے نہیں ہوتے، کیونکہ ایک بینسر کے مریض کے لیے یا کسی اور بیماری کے علاج کے لیے انہوں نے پیسے رکھنے ہوتے ہیں۔ اس کا نام ہے 'صحت سہولت پروگرام' اور اس پروگرام کے تحت اب تک ہم 10 لاکھ لوگوں کو رقم دے چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیرمن: سینیٹر صاحب! کوشش کریں، conclude کریں۔

سینیٹر سکی لیزدی: 10 لاکھ ان کو پورے سال میں ملیں گے اور اس سے ان کو health کے موقع ملیں گے۔ ملک میں کسی بھی ہسپتال میں جاسکتے ہیں، اگر ان کو بڑے آپریشن کروانے کی ضرورت ہے، اگر ان کو heart surgery کی ضرورت ہے یا stent ڈلوانا ہے، یا کسی کا accident ہو گیا ہے، یا کوئی جل گیا ہے، اس کے لیے اضافی پیسے دیے جائیں گے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ہمارے overseas پاکستانی ہمارے ملک کی شہرگ ہیں۔ جتنا کہ باہر رہنے والے ہمارے ملک کے لوگوں کے دل میں درد ہے اور جس طرح سے وہ اپنے ملک میں پیسے بھیجتے ہیں اپنے خاندانوں کے لیے، آج تک اتنی remittances ملک میں نہیں آئی تھیں جتنی کہ آج آرہی ہیں اور یہ ہے کہ اس سال کے آخر تک وہ 29 بلین ڈالرز تک پہنچ جائیں گی۔

اس کے علاوہ 2018 میں جب ہم آئے تو وزیر اعظم ہاؤس کا خرچ 517 بلین روپے تھا۔

وزیر اعظم صاحب نے austerity drive چلائی اور ہم نے 52 کروڑ روپے اس میں سے بچائے۔ آج اسی بجٹ میں ہمیں 92 کروڑ ملاہے کہاں 517 کروڑ اور کہاں 92 کروڑ۔

جناب ڈپٹی چیرمن: براہ مہربانی موبائل بند کریں۔ ہاؤس میں موبائل کی اجازت نہیں ہے۔

سینیٹر سکی لیزدی: اس کے علاوہ tree tsunami 10 billion کے لیے 15 ارب روپے رکھنے گے ہیں جس میں سے ایک بلین درخت ابھی تک لگ چکے ہیں۔ Pension and salaries میں 10% اضافہ ہوا، کم از کم دہڑی جو ایک مزدور کو ملتی ہے جو کہ ہمارے گھروں میں کام کرنے والے لوگ ہوتے ہیں ان کے لیے 20000 روپے ماہانہ کر دی ہے۔ 1.1 billion یعنی 1.1 بلین کی has been allocated for COVID-19 vaccines.

vaccines خریدی جائیں گی۔ اس کے علاوہ 100 بلین COVID کے ایر جنسی پروگرام فنڈ کے لیے رکھا گیا۔ Higher Education Programme میں جتنا بھی پہلے ہوتا تھا اس مرتبہ اس سے یہ 29.4 بلین بڑھا ہے یعنی کہ 42.4 بلین آج ان کو ملا ہے۔

پھر آپ آجائیں climate change پر۔ 14 بلین Ministry of Climate Change کے لیے رکھا گیا ہے۔ یہاں پر ہم نے دیکھا کہ پاکستان میں پانی کی شدید کمی ہے، ہمارے دریا جو ایک زمانے میں flourish کر رہے تھے، پانی سے بھرے ہوئے تھے، آج وہ دریا خالی ہیں، وہ دریا سوکھ گئے ہیں۔ اس سے پہلے کبھی کسی کو ڈیمز بنانے کا خیال نہیں آیا، جب بھی کسی کو خیال آتا تھا پچھلی حکومتوں میں تو ان کی سوئی کالا باع ڈیم پر آ کر رک جاتی تھی۔ پہلے ہر حکومت کالا باع ڈیم ہی بنانا پاہتی تھی۔ ہم نے آ کر اس کا موازنہ کیا اور ہم اس کے علاوہ بہت سے ڈیمز پر کام بھی کر رہے ہیں، میں آپ کو اس کی list بھی بتاتی ہوں۔ Water Resources کے لیے بجٹ میں رکھے گئے، ان میں سب سے بڑا یامر بھاشا ڈیم ہے، اس کے لیے two billion rupees Power China and FWO کی 442 billion rupees funding ہوئی اور یہ joint venture کے لیے Neelum-Jehlum Hydel Project، 7 billion rupees کے لیے 14.7 billion rupees کے لیے 2 billion rupees رکھے گئے۔ پھر داسو ڈیم کے لیے 80 billion rupees رکھے گئے۔ مہند ڈیم کے لیے 2 billion rupees Rکھے گئے۔

Five billions were allocated for the upgradation of Mangla Dam and 8.9 billion rupees for the expansion of Tarbela Dam.

مگر سوچنے کی بات پھر وہی ہے کہ ---

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوشش کریں کہ اب conclude کر لیں۔

سینیٹر سیکی ایزدی: دوسری حکومتیں یہ کیوں نہیں سوچ سکیں۔ آج ہم نے ان کو بتا دیا ہے کہ ہم نے ڈیمز بنائیں گے، پانی کی کمی پوری ہو گی تو پاکستان خوشحالی کی طرف جائے گا۔ اس سے ہماری زراعت کو بہت فرق پڑے گا اور اس میں بہتری آئے گی۔ آج جو سندھ اور پنجاب میں پانی کے مسئلے پر جھگڑا ہو رہا ہے، وہ ختم ہو جائے گا۔ زراعت جو پاکستان کی backbone ہے، اس کے لیے

ان میں special initiative دیا گیا کہ ان کو پانچ 12 billion rupees لاکھ روپے کا loan free of interest دیا جائے گا۔ یہ قرض حصہ ہو گا جس میں کسان کو اس کی فصل کے لیے ڈھائی لاکھ روپے میں کے اور ٹریکٹر اور دیگر مشینری کے لیے بھی ڈھائی لاکھ روپے میں گے۔

پھر نیا پاکستان ہاؤسنگ سیکم ہے، اس پروگرام کے لیے بھی 30 ارب روپے رکھے گئے ہیں اور یہ پروگرام ہمارے وزیر اعظم عمران خان کے دل کے بہت قریب ہے، اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس سے نہ صرف یہ کہ لوگوں کے سروں پر چھٹ میسر آئے گی بلکہ اس میں 40 industries میں ایسی ہوں گی جو revive ہو جائیں گی۔ اس میں اگر کسی نے گھر خریدنے کے لیے قرضہ لینا ہے تو اس کو 20 لاکھ روپے دیے جائیں گے وہ بھی بہت ہی low interest rate پر۔ یہاں پر میں یہ بھی بتاتی چلوں کہ اس میں tax concessions بھی دی گئی ہیں اور یہ بھی low income لوگوں کے لیے ہیں۔ یہ بجٹ لوگوں کے لیے ایک امید کی کرن ہے، اس میں engine capacity 800 CC کی locally manufactured vehicles Sales کو exempt سے value added tax (VAT) کر دیا گیا ہے۔ اس پر Federal Excise Duty کو کر کے 17% سے 12% کر دیا گیا ہے۔ یہ اتنے غریب لوگ ہیں کہ یہ tax نہیں دے سکتے who are not in the tax net. اور آمدن بہت کم ہے، ان کے لیے Withholding Tax مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے۔ Withholding Tax on cash withdrawals remove یعنی اس کو 17% سے 16% پر لے آئیں گے۔ Withholding Tax on Electricity Bills for domestic users یہ اتنے غریب لوگ ہیں کہ یہ tax نہیں دے سکتے who are not in the tax net. non-banking transactions سے بھی ختم کر دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور خوشخبری بھی ہے ان لوگوں کے لیے جو بہت travel کرتے ہیں air fare کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اس سے Withholding Tax پر بھی

بہت سستی ہو جائے گی۔ Airlines کے tickets کی قیمت بہت کم ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوشش کریں conclude کریں۔

سینیٹر سکی لیزدی: 2018 میں ہم کیا تھے، آج ہم کیا ہیں۔ میں آپ کو figures کے ساتھ بتا رہی ہوں۔ 2018 کا بجٹ 5,932 billion تھا۔ آج ہمارا بجٹ 8.487 trillion fiscal deficit تھا آج ہمارا 2018 میں ہمارا 1.819 trillion foreign currency exchange deficit ہے۔ 2018 میں 3,420 بلین ہے۔ آج وہ بڑھ کر 23.2 billion reserves, 6.59 billion tax revenues ہیں۔ آج کے زمانے میں یہ بہت کم ہیں۔ اس کے علاوہ اگر آپ Defence services کی طرف جائیں تو اس پر ہم نے 1.1 trillion ہر خرچ کیا ہے۔ آج ہم اس پر خرچ کر رہے ہیں PSDP 2018 پر 1.37 trillion میں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے، شکریہ، conclude کریں۔

سینیٹر سکی لیزدی: دو منٹ میں کروڑی ہوں۔ 800 billion کو دیا گیا، آج وہ بڑھ کر 900 billion ہے۔ بارہ سو بلین صوبوں کے لیے ہے۔ Federal current account deficit 2018 میں 18 بلین تھا آج deficit surplus میں ہے اور ایک کروڑ پر ہے۔ ہم ترقی کی راہ پر گامزن ہیں، ہم خوشحالی کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ملک کو کس طرح فائدہ پہنچا سکتے ہیں، کس طرح بہتری لاسکتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کو صرف گدھے نظر آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب! شکریہ، بس کرو دیں، شکریہ۔

سینیٹر سکی لیزدی: ہمیں سب کچھ یاد ہے ان کا loss memory ہوتا ہے۔ جب بھی ہم پرانی بات کرتے ہیں یہ ہم پر attack کرنے لگ جاتے ہیں۔ میں ان کو صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ، 'مجھے یاد ہے ذرا، ذرا، تمہیں یاد ہو کر نہ یاد ہو۔' شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دورانا صاحبان کے نام ہیں، ایک رانا مقبول صاحب ہیں، دوسرا رانا محمود الحسن صاحب ہیں۔ رانا مقبول صاحب نے کہیں جانا ہے۔ پلیز رانا مقبول صاحب۔

Senator Rana Maqbool Ahmad

سینیٹر رانا مقبول احمد: لَمْسَ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ (عربی) بڑا احسان ہے جناب چیزِ میں! ہماری بھی باری آگئی جب سب تھک گئے۔ میں زیادہ دیر تک سمع خراشی نہیں کروں گا انہ کوئی جذباتی تقریر کروں گا، نہ جھوٹے سے figures کروں گا۔ میں مختصر سی بات کروں گا کہ آج صحیح سے جتنا پچھہ کھا گیا ہے، چار بجے سے اب تک، اگر آپ on ground دیکھیں تو کیا اس کی شہادت ملتی ہے؟ کیا غرباء کے لیے آناستا ہو گیا ہے؟ کیا غربا کے لیے بجلی سستی ہو گئی ہے؟ کیا گھنیستا ہو گیا ہے؟ کیا دوائیاں ملنی شروع ہو گئی ہیں؟ جناب چیزِ میں! یہ litmus test ہے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں آپ جتنی مرضی تقریریں کرتے رہیں۔ کسی نے کیا خوب کھا ہے۔

میں اگر بھوک کی شدت کا گلہ کرتا ہوں

تم عقیدوں کے غبارے مجھے لادیتے ہو

یہ کھلونوں سے بہلا جتنا بہلا سکتے ہو، ایمانداری کے ساتھ کوئی ٹھوس اقدامات کرنے پڑیں گے۔ صرف اپنی تعریفیں، یہ جو انجمن ستائش باہمی بنی ہوئی ہے، تعریفیں اپنی ہی تعریفیں ہو رہی ہیں۔ On ground دیکھیں کیا ہو رہا ہے۔ کس طرح غریب ترپ رہا ہے، کس طرح بوڑھے بغیر دوائی کے مر رہے ہیں؟ کہانیوں کی ملجم سازی سے کام نہیں چلے گا۔

جناب والا! مجھے خوشی ہوئی، مجھے یاد آگیا کہ ایک نئی دلہن آئی تھی، جب اس نے اپنا سوال دیکھا تو حالات ٹھیک نہیں تھے تھنخ تھا، گندگی تھی، اس نے اپنی ساس سے کھا کہ میں اس کا پچھہ کرتی ہوں۔ پندرہ دن بعد اسی دلہن نے اپنی ساس کورپورٹ کی کہ خالہ جی معاملات تو ٹھیک ہو گئے ہیں، تھنخ بھی بند ہو گیا ہے اور گھر بھی ٹھیک ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں یہی صرف تم یہاں پر رہنے کی عادی ہو گئی ہو فرق کوئی نہیں پڑا۔ اس کو پندرہ دن لگے تھے، ہمارے وزیر موصوف کو جوزیر خزانہ ہیں ان کو صرف سات دن لگے۔ سات دن پہلے وہ کہہ رہے تھے کہ نظام بر باد کر دیا ہے۔ سب کچھ مسماਰ کر دیا ہے اور سات دن کے بعد جب وہ وزیر خزانہ بنے تو فوری طور پر ان پر حقیقت آشکار ہو گئی۔ ان کے چودہ طبق رونٹ ہو گئے، انہوں نے کھا کہ growth rate یکدم بڑھ گیا ہے۔ اب اس سادگی پر کیا کہا جا سکتا ہے۔ مجھے وہ یاد آ رہا ہے علامہ صاحب کہتے تھے کہ خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے

کہ تیرے بحر کی موجودوں میں اضطراب نہیں

صحیح اضطراب نہیں ہے، یہ ملجم سازی ہے جب کچھ کر کے دکھائیں گے تو سب مانیں گے۔ جب تک یہ غربت ہے، افلas ہے اس وقت کون آپ کی کہانی کو مانے گا، کون آپ کی بات پر یقین کرے گا۔ آپ ذرا باہر نکل کر دیکھیں ہو کیا رہا ہے۔ اب جو تعریفیں وزیر خزانہ نے کیں، میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں، میرے بڑے پرانے واقف ہیں۔ جناب چیزِ میں! پرانا زمانہ تھا، آپ پڑھے لکھے ہیں۔ شبلی صاحب جار ہے ہیں وہ بڑے عالم فاضل ہیں اس زمانے میں لیکن کو'لیک، بھی لکھا جاتا تھا۔ میر کا ایک شعر ہے:

فقيه شہر نے قبلہ بدلا
لیک خطے کی وہی رواني ہے

خطبہ اسی طرح سے رووال ہے۔ انہوں نے جو کر دیا ہے وہ کردیا اب آگے دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ میرا سب سے زیادہ سخت اعتراض بجٹ پر اور بجٹ بنانے والوں کی imagination پر ہے۔ اعجاز صاحب ماشاء اللہ بڑے دین دار آدمی ہیں یہ اس بات کو جانتے ہیں ہر دوسرے روز مسلمانوں پر حملہ ہو رہا ہے۔ کینیڈا میں ہوا، آسٹریلیا میں ہوا، باقی جگہوں پر ہوا تو کیا ہم نے اس کا کوئی بندوبست کیا ہے؟ اس کے لیے ہم نے کوئی نیزز شخص کیے ہیں۔ کیا ہم نے اس نظام کو galvanized کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہمارے لوگ بلکہ دوسرے ملکوں کو ساتھ لے کر کوئی ایسے syndicates بنائے جائیں جو ان ملکوں میں لوگوں کے ساتھ گفتگو کریں۔ لوگوں کو اللہ کے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچانے میں صحیح طریقے سے مدد کریں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کینیڈا میں واقع ہوا، آپ نے سنا ہوا Dr. Gary Miller مشہور پروفیسر انہوں نے Amazing Quran کتاب لکھی اور انہوں نے دعویٰ کر دیا کہ میں نے تو قرآن پاک کو غلط ثابت کرنے کی کوشش ہے، کوئی ہے دنیا کا آدمی جو اس کو غلط ثابت کر کے دکھائے۔ ہم کیوں وہاں نہیں جاتے، گیری ملر کو ساتھ کیوں نہیں لیتے، وہاں کے پڑھے لکھے لوگوں کو ساتھ کیوں نہیں لیتے۔ یہ فاران آفس کے کرنے کا کام نہیں ہے، یہ بیورو کریٹس نہیں کر سکتے یہ بہت بڑے جذبے والے لوگ کر سکتے ہیں۔ کیوں نہیں یہ پھیلاتے، ان نفرتوں کو ہم کیوں کم نہیں کرتے، اس پر تھوڑے بہت پیسے ہم کیوں خرچ نہیں کرتے، کیا بجٹ میں

اس کو provide کرنا ضروری نہیں تھا؟ یہ mechanical بجٹ سے کام نہیں چلے گا، پپر ورک سے کام نہیں چلے گا۔

جناب والا! اسی طرح آپ امریکہ میں آجائیں، Michael Hart ہے اور بہت سارے ہیں۔ لندن کا Bishop of Canterbury ہے، وہ وہاں چلا گیا، مسلمان ہے دین کی تبلیغ کرتا پھر رہا ہے۔ اسی طرح لندن میں آجائیں، Martin Lenz دیکھ لیں جنہوں نے کتاب Prophet کھھی ہے۔ ہذا القیاس آپ فرانس میں آجائیں، جہاں پر حملے بھی ہوئے ہیں۔ Maurice Bucaille نے، قرآن، باعبل اور سائنس basically انہوں نے قرآن پاک کی سچائی اور تقدس کو ثابت کیا ہے۔ وہی دین ہے جو انہوں نے interpret کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب ان کے لوگ شہادت دے رہے ہیں تو ہم ان کی شہادت سے کیوں فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ We are grouping in the darkness. play to the gallery کام نہیں ہو رہا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر غور کرنا چاہیے۔ یہ Islamophobia کی جو بلا ہے اس پر فڑاز آپ کو اور لوگ بھی دیں گے۔ وہ بھی دیں گے جو ہاں پر ہیں، شاید عرب بھی تیار ہو جائیں۔ اب تو ہم بھی عربوں کے ساتھ جا کر ملے ہیں ہم ریاست مدنیہ کی روزانہ بات کرتے ہیں، مدنیہ شریف تو وہیں ہے، ہم بھی اسی قافلے میں ہیں، ہماری activity بھی ان سے ملتی جلتی ہے اور ان سے زیادہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب بجٹ پر آئیں۔

سینیٹر رانا مقبول احمد: میں بجٹ کی بات ہی کر رہا ہوں یہ بجٹ ہی ہے، یہ کتاب پر پیسے خرچ کرنا، دیکھیں آپ مجھے confine نہ کریں، میں ایک طالب علم آدمی ہوں، میں کوئی بندہ نہیں ہوں، میں وہی اول فول نہیں کہتا جیسے ہوتا ہے۔ علامہ صاحب نے کہا تھا، آپ سن لیں آپ کہیں گے شعر بھی بجٹ کے خلاف ہے۔

کیا نہیں اور غزنوی کا رگہ حیات میں

بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سو منات

قافلہ جاز میں ایک خُسین بھی نہیں

گرچہ ہے تاب دار بھی گیسوئے دجلہ و فرات

شدت وہی ہے، حالات وہی ہیں، کوئی اٹھے گا، کوئی آئے گا۔ میں نے جو بات کی ہے بجٹ کے بارے میں ہی کی ہے، آپ کچھ funding کریں، Islamic fund involve OIC بنائیں، you are the only Islamic Atomic power. آپ لیں، آپ کچھ کر لکل کر بھی بات کریں۔ یہ کہتے ہیں اس لیے آپ تھوڑا، اس confined reference سے باہر نکل کر بھی بات کریں۔ یہ کہتے ہیں کہ سرمنڈواٹے ہی اولے پڑے، بجٹ ابھی announce ہو رہا تھا تو petroleum کی قیمت چڑھ گئی، LPG کی قیمت چڑھ گئی اور چڑھے گی، وہ کہتے ہیں نا:

ابتدائے عشق میں ہم ساری رات جائے

اللہ جانے کیا ہو گا آگے، مولا جانے کیا ہو گا آگے

کیا ہونا ہے آپ کو پتا ہے، ہم تو ایسے ہی بات کر رہے ہیں، ہونا یہ ہے بر بادی ہو گی اور زیادتی ہو گی، گنگو کی حد تک یہ کہانیاں نہیں چلیں گی۔ بجلی کا crisis آگی، وہ بجلی جو پہلے ہی چل رہی تھی جس پر اربوں ڈالر لگے تھے، آپ کو جو plants بنا کر دیے تھے، آپ سے وہ plants ہی نہیں چل رہے، آپ کو بس دی جائے، آپ سے بس نہیں چلتی، آپ کو کوئی کل پر زد دیا جائے وہ نہیں چلتا ہے اور اس پر پیسے بھی خرچ کیے گئے ہیں۔ لوگ آگ میں جل رہے ہیں، load shedding کی جو کیفیت ہے، آپ machines کو چلا ہی نہیں سکتے، میرا ذاتی خیال ہے اور میرے جیسے طالب علم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ان لوگوں میں وہ skills نہیں ہیں، وہ ہوتا ہے sense of team implementation میں وہ کمی ہے۔ جتنا چاہیں کہتے رہیں کہ ہم Einstein میں ہیں، کہنے سے تو نہیں ہوتا، دیکھنا ہے on ground کیا ہو رہا ہے، کوئی machine تو یہ چلا سکیں، اس لیے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہ جتنے پیسے خرچ کیے جا رہے ہیں وہ ضائع ہو جائیں گے، اگر ان پر skills focus کا جذبہ اور اس کی مہارت نہ ہوئی، اس پر بہت ضرورت ہے، یہ provincial subject ہے یا کیا ہے، لاہور میں cameras کے safe city 60% خراب ہیں، کیا یہ بھی میاں نواز شریف اور شہباز شریف صاحب نے خراب کیے ہیں؟ ان کو کس نے ٹھیک کرنا ہے، میں جو عرض کر رہا ہوں اس پر غور کریں، صرف باتوں سے کام نہیں چلے گا، کیا کہتے ہیں کہ

اتنی نہ بڑھا پا کی دامن کی حکایت

دامن کو ذرا دادیکھ ذرا بند قیادیکھ

میاں نواز شریف صاحب کو بہت condemn کرتے ہیں، صحیح ہے آپ کی دشمنی ہے یادوستی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضار بانی صاحب kindly آپ speech سن لیں۔

سینئر رانا مقبول احمد: دوستی ہے یادشمنی ہے، آپ نے عدالتوں سے بھی فیصلے کروالیے، ہو جاتے ہیں، ذوقفار علی بھٹو کا ہوتا تھا، منیر احمد نے مولوی تمیز الدین کا کیا تھا، میں ladies عرض کرتا ہوں، مولوی تمیز الدین کا فیصلہ ہوا تھا، منیر احمد نے فیصلہ کیا تھا، ارشاد حسن خان نے فیصلہ کیا تھا کہ مشرف کو تین سال بھی دے دو اور اکیلے آدمی کو آئین میں ترمیم کرنے کی power بھی دے دو، تو کیا ہم ان سارے فیصلوں کو مان لیں؟ کیا یہ سارے فیصلے صحیح ہیں؟ نہیں، جو فیصلہ لوگوں کا دل قبول نہیں کرتا وہ فیصلے نہ پائیں ہوتے ہیں، آپ نے اس کو نکال دیا ہے، سارے نظام کو تل پٹ کر دیا ہے، continuity آپ کی growth 5.8% ہو رہی تھی، جو بعد میں 1.2% پر آگئی، وہ کہتے ہیں (ان) لیگ والے جاتے جاتے تیلی لگا گئے ہیں، یہ بات تو درست نہیں ہے، تیلی لگا کر وہ آپ کو موڑ دے دے کر گئے ہیں؟ تیلی لگا کر وہ آپ کو ایک بم دے کر گئے ہیں، جو آپ کی کا ضامن ہے، اندیا آپ کو استری، پلستر کر دیتا اگر آپ کے پاس وہ نہ ہوتا، آپ اپنے محسین کے ساتھ یہ کر رہے ہیں کہ جس بندے نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر، جس کی وجہ سے اس کو سزا نہیں بھی ملیں، آپ کو بم دیا ہے، اس سے آپ defence capability economic stability کا مالک ہو گئی ہے۔ آپ اس احسان کا بدلہ کیسے دے سکتے ہیں، جو احسان فراموش communities ہوتی ہیں، قدرت بھی ان کے خلاف آتی ہے، اس لیے ہم جب بھی کوئی دعویٰ کریں سوچ سمجھ کر کریں، عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالنے سے کام نہیں چلے گا۔ اب میں expertise speed پر ہو رہا ہے، یہ کام تو شہباز شریف کی speed پر ہو رہا ہے، کیا وہ ہماری خوشنامد کرتے تھے؟ جو کام سالوں میں ہوتے ہیں وہ دونوں میں کیوں ہوئے؟ چائیز ہمیں اتنی تیز، مختنی community ہے وہ کیوں appreciate کرتی تھی، وہ کیوں admire کرتی تھی۔ ہم نے

کر کے دکھایا ہے، جب میں اس کمیٹی کا ممبر تھا جب ہم ہر plant پر جاتے تھے اور دیکھتے تھے ایسے کام ہو رہا ہے جیسے کوئی جنات کام کر رہے ہیں۔ ایسے نہیں ہو گا کام کرنے کے لیے ایک اور جذبے اور محنت کی ضرورت ہے۔ اب آپ دیکھیں قوم اور ملک کے ساتھ کیا ہوا ہے، انہوں نے آٹا 32 روپے کلو چھوڑا، اب 80 روپے کلو ہے، 80 روپے میں غریب آدمی آٹا خرید سکتا ہے؟ بھوکا مرے گا نا؟ پھر انہوں نے چینی 52 روپے کلو کے حساب سے چھوڑی، اب 130 روپے کی ملتی ہے، آپ تھوڑا compression تو کریں، آپ نے بجلی اور گیس کے جوبل بڑھائے ہیں اور بل، آپ نے جو کہا تھا کہ ہم واپس کریں گے، قوم کو یقین دلایا تھا ان میں سے ایک پائی بھی واپس نہیں ہوئی۔ وعدہ خلافی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، اتنی وعدہ خلافی بھی نہیں ہوتی، آپ کہتے ہیں افراط از ر، اس وقت افراط از ر کا 4% rate پر تھا، اب 13% ہے، خوراک جو انسانوں کے لیے نہایت ہی ضروری ہے، اس کا 3% inflation تھا، اب 15% ہے، پچاس لاکھ لوگ بے گھر ہوئے اور دو کروڑ لوگ خط غربت سے نیچے چلے گئے اور آپ سمجھتے ہیں دس دنوں کے اندر اندر شرح نمو jump کر کے آسمان پر چلی گئی ہے، ایسا نہ کریں چیزوں کو rationalize کریں اور ایمانداری سے سوچیں، جو works مرضی کر لیے جائیں لیکن اس کے اثرات تبھی test ہوں گے جب اس کا trickle down effect ہو گا، دیکھیں آپ نے جو کیا ہے، آپ کی policy یہ ہے کہ جبر کرو، اپنے ساتھیوں پر جبر کرو، اپنے مخالفین پر جبر کرو، اپنے مخالفین پر fabricate کرو، ان کو ہتھڑیاں لگائے، ان کو اندر بند کرو، یہ تو مناسب نہیں ہے اس سے کام نہیں چلتا۔ آپ نے لوگوں کو چھتیں بنائیں کر دینی تھیں، لوگوں کی چھتوں کو demolish کر دیا گیا، لاکھوں لوگ روتے پھر رہے ہیں، بد دعائیں بھی دے رہے ہیں اور پتا نہیں وہ کیا کیا کر رہے ہیں، اللہ ان کی بد دعاؤں سے بچائے کیوں کہ غریب کی بد دعا جب آسمان تک جاتی ہے تو جناب چیزِ میں! کوئی راستہ نہیں نکلتا ہے۔ میں نے medicine کا ذکر کیا۔

جناب ڈپٹی چیرمین: سینیٹر رانا مقبول احمد صاحب! کوشش کر کے conclude کریں۔

سینیٹر رانا مقبول احمد: ابھی کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیرمین: شکریہ۔

سینیٹر رانا مقبول احمد: میں آپ کو assist کرنے کے لیے ہوں، آپ کے لیے میری ایک
 in future, try to ensure discipline in the House request
 ہم کس پس منظر سے تعلق رکھتے ہیں، یہ آپ پر بھی reflect ہوتا ہے، آپ کی
 management پر بھی reflect ہوتا ہے، آپ میر کارواں ہیں، اگر میر کارواں اپنے کارواں
 کو اس طرح تتر بترا منتشر کر دے گا تو پھر اس کے نتائج کیا نکلیں گے؟ میر کارواں کا role یہ ہی ہے کہ
 اپنے سارے قافلے کو سنچال کر رکھے، جو بھی ہوا ہے آپ کے سامنے ہی ہوا ہے۔ میں جلدی ختم
 کروں گا آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ اب آپ بات کرتے ہیں کہ ان کی artificial
 economy تھی اور ہماری real economy ہے، اگر real economy سے لوگوں کو یہ فیض مل رہا
 ہے تو پھر artificial economy ہی اچھی تھی۔ الزام لگانے سے پہلے سوق لینا چاہیے جو
 آپ کا دل گواہی دے اس دل کی آواز سننی چاہیے صرف وقتنی مصلحتوں اور فوائد کو آگے رکھنے ہوئے
 آپ کو یہ نہیں کرنا چاہیے تو ہم کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ساری چیزوں کا بہادری سے مقابلہ کیا
 ہے۔ سزا میں اور قیدیں کاٹی ہیں اس میں کوئی شک ہے؟ مسلم لیگ کا یہ culture نہیں تھا لیکن یہ
 مسلم لیگ کا بیان جنم ہوا ہے۔ They have become a party of struggle and credit یہ ان کا strong struggle. They are facing the hardships.
 بنتا ہے اور میں آپ سے عرض کروں روز بکتے ہیں، اتنے سالوں میں ان کا مستارب کا قرضہ تھا۔ آپ
 کے پونے تین سالوں میں ایک سو دس ارب ڈالر کا قرضہ ہو گیا ہے۔ اس لیے ان باтолوں کو سمجھنے کی
 ضرورت ہے۔ کل آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہمارے ایک دوست نے کرپشن کے بارے میں یہاں تقریر
 کی وہاں میجر طاہر صادق نے کی، اس سے پہلے خیر پختونخوا کے MNA نے تقریر کی تو یہ ساری سچی
 باتیں نکل آتی ہیں۔

میں سب دوستوں سے کہوں گا، کم دوست بیٹھے ہوئے ہیں لیکن پیغام تو جائے گا کہ اپنے دل
 سے مسلم لیگ کا خوف نکال دیں۔ اس خوف کی وجہ سے آپ بڑی غلطیاں کر رہے ہیں۔ ان کو دبانے
 کے لیے آپ پتا نہیں کیا کیا کر رہے ہیں۔ مریم نواز کو کپڑلو، سب کو گرفتار کرلو، جس نے آپ کو موڑ
 وے دی، سی پیک دیا، ایٹم بم دیا، عزت، stability اس کے ساتھ یہ سلوک کرنا چاہتے ہیں تو
 پھر آپ کا نقصان تو ہو گا۔ ہم دیکھیں جب وہ وقت آئے گا جب گندم سستی ہو گی اور گندم آپ

import نہیں کریں گے۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ہم گندم سارا food growing region کا ٹھہر جس میں یہ food basket ہے، یہ حال ہو گیا ہے۔ آپ چینی import نہیں کریں گے، گندم کے ٹرک ختم ہی نہیں ہوتے تھے۔ آپ کی چینی کدھر گئی؟ جو لوگ آپ نے پکڑے تھے ان کے خلاف کیا کیا ہے؟ آٹے کی صورت حال دیکھ لیں، لگھی اب پتا نہیں غریب لوگ کھانوں میں کون ساتیل ڈالیں گے۔ اس کے علاوہ کیا بتاؤں کہ لوگوں کے لیے کیا مشکلات ہیں۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے اس خوف کو نکالیں۔ مریم نواز آپ کے لیے خوف کی علامت ہے، she is a crowd. She is a popular person. جب آزادی ملی تو آپ دیکھیں گے کہ ہوتا کیا ہے۔ اگلے الیکشن میں، آپ puller کرتے رہیں، کوشش کرتے رہیں لیکن کوئی بھی manage کامیاب نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ سچ کامیاب ہو گا اور جو ambassador of truth ہیں وہی کامیاب ہوں گے، جیسے آپ فرمادے تھے۔

وقت بدل رہا ہے، پرویز مشرف نے نواز شریف کو روکا تھا، قید کیا تھا، ہم سب کو قید کیا تھا، باہر نکلا تھا۔ لوگ مجھے کہتے تھے اب نہیں آ سکتے اور میں کہتا تھا کہ اللہ کے بندوں وہ popular ہے اس نے آنا ہے۔ اب بھی اس نے آنا ہے، اب بھی اس نے power میں آنا ہے۔ ان کی بیٹی، شہباز شریف، سب نے power میں آنا ہے۔ یہ سامنے تاریخ میں لکھا ہوا ہے its written on the wall because they are popular people. They have contributed something in the service of the people. اس لیے میں آپ سے عرض کروں look if hopes were dupes fears may be liars. زندگی دے، آپ تو ابھی نوجوان ہیں تو ہم سارے مل کر تاریخ کا فیصلہ پڑھیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید شبی فراز صاحب، Minister for Science and Technology please.

Senator Syed Shibli Faraz, Minister for Science and Technology

سینیٹر سید شبی فراز: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے team کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے Prime Minister Sahib

ان سخت حالات میں ایک ایسا بجٹ پیش کیا جس پر ہم نہ صرف فخر کرتے ہیں بلکہ اطمینان بھی محسوس کرتے ہیں، جب ہم سب جانتے ہیں اور اس کو بار بار کہنا اس لیے واجب ہو جاتا ہے کہ جب آپ دیکھیں کہ ہمیں آئے ہوئے صرف چونتیس ماہ ہوئے ہیں۔ چونتیس ماہ میں جو اقدامات ہماری حکومت نے یہی ہیں خاص طور پر جب ہم آئے، حکومت سنبھالی تو ملک معاشری طور پر ICU میں پڑا ہوا تھا۔ (N) PML کی حکومت کو معلوم تھا کہ جو بھی حکومت آئے گی وہ اس حکومت کو نہیں چلا سکے گی کیونکہ ان کو پتا تھا کہ جو حالات وہ چھوڑ کر جارہے ہیں ان کو حل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ ہم جب حکومت میں آئے تو ملک قرضوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ ہمارے foreign exchange reserves بھی reserve پر لگے ہوئے تھے۔ ہماری economy کی حالت بری تھی کیونکہ کوئی بڑے مصنوعی طور پر چلایا جا رہا تھا۔ ابھی میرے colleague نے بتیں کیں تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح سے ماضی میں حکومتیں چلائی گئیں۔ جس طرح import-led, exchange rate کو مصنوعی طور پر رکھا گیا جس کی وجہ سے consumption led economy foreign exchange rate رکھا اور ملک میں جو بڑے کم market کے مصنوعی طور پر reserves تھاں کو آپ نے کرنازیادہ ستاپتا تھا بنسیت اپنی چیزوں بنانے کے۔ اس کو رکھا جس کی وجہ سے import کرنازیادہ ستاپتا تھا بنسیت اپنی چیزوں بنانے کے۔ اس سے کیا نقصان ہوا کہ ہماری deindustrialization economy کو نقصان local چھپایا گیا جس میں نہ صرف ہم ہر چیز کرنے کے عادی ہو گئے بلکہ investors industry کو بری طرح سے نقصان پہنچا، کئی بند ہو گئیں۔ یہ اسے economically feasible گانے سے اس لیے انکاری تھے کہ یہ build کرنا، اپنی ارب کا current account deficit کو دوبارہ stabilize کرنا، اپنی ارب کا tare�ی reserves تھا اور economy کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا یہ ایک بہت ہی کٹھن مرحلہ تھا۔ یہ ہمارے لیڈر کی استقامت اور یقین کی بنیاد پر آہستہ ہم نے اس کی مرمت کرنا شروع کی۔ ہمارا پہلا سال normalize کو لگا، چیزوں کو stabilization پر لگا۔ جس طرح سے ہم نے قرضے

ادا کرنے تھے اس میں بھی الحمد للہ ہم کامیاب ہوئے۔ کچھ کو reschedule کیا اور کچھ کو pay کیا، کچھ ہمارے دوست ممالک نے ہماری مدد کی۔

اس کے ساتھ ساتھ ابھی ہم بہتری کی طرف جا رہے تھے ایک وبا نے پوری دنیا کو گھیر لیا۔ ایسی صورت حال جس میں economy ابھی پاؤں پر کھڑی ہی ہوئی تھی ایسی صورت حال میں وبا کا آ جانا جس نے پوری دنیا کے معاشی نظام کو تھس نہس کر دیا۔ الحمد للہ پھر بھی ہماری حکومت کی بہترین حکمت عملی جس کی بنیادی سوچ تھی کہ ہم نے روزگار بھی بچانا ہے اور زندگی بھی بچانی ہے۔ اس فلسفے کو follow کرتے ہوئے ایک بڑے ہی informed طریقے سے ہم نے اس وبا کا مقابلہ کیا اور روزگار بھی چلتا رہا اور زندگیوں کو بھی وہ نقصان نہیں ہوا جو کہ دیگر ممالک میں ہوا۔ یہاں تک کہ پاکستان ایک case study بن گیا کہ کس طرح سے باوجود اس کے کہ یہاں پر نہ تو صحت کا نظام ہے اور نہ ہی معاشی طور پر ایسی کوئی مضبوطی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ اس وبا سے اتنے بہتر طریقے سے نکل آئے ہیں۔ Prime Minister کی پہلی priority یہ تھی کہ دہازی دار لوگ اپنے کام سے محروم نہ ہو جائیں تو ان کے لئے کیا پروگرام کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے احساس کے through پھر پروگرام کو ترتیب دیا۔ اس سے lowest tier of economy میں پیسے آنا شروع ہوئے اور یہ پہلی دفعہ ہوا۔ اس سے چھوٹے level پر economic activity generate کو بہت حد تک کامیابی کے ساتھ deal کیا تو ہماری economic activity ہو تھا کہ حکومت کو بہت حد تک کامیابی کے ساتھ incentives دیے اور یہ ہر level پر دیے۔ پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ حکومت کی patronage سے ملک کا ایک خاص طبقہ مستفید ہوتا تھا۔ یہ وہ issues ہیں جنہوں نے اس ملک کو پیچھے رکھا ہے۔ تیس سال سے زائد حکومتیں کرنے والے آج ہم سے 34 میلیونوں میں یہ توقع کر رہے ہیں کہ ملک میں دودھ اور شہد کی نہریں بہنے لگیں گی۔ الحمد للہ ہم نے ایک ایسی معاشی حکمت عملی ترتیب دی کہ جس کی وجہ سے جب دوسرے ممالک کی economies نے shrink کیا جس میں ہمارے neighbor India کی 7- economy کو surprise کر کے سب کو growth کر دیا۔

جناب! اپوزیشن ایک گردنان ہمیشہ رٹ رہی تھی کہ ہم تو economic growth 5.8 per cent پر چھوڑ کر گئے تھے۔ ابھی اگر ہم کہتے ہیں کہ ہماری economic growth 3.8 per cent کے قریب ہے اور ان شاء اللہ اگلے سال ہو گئی تو یہ کبھی دودھ کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی آٹے کا ذکر کرتے ہیں۔ میں اس پر بعد میں بات کروں گا۔ اس بجٹ میں inclusive growth کے لئے ایک حکمت عملی ترتیب دی گئی ہے، اس میں bottom-up کے لئے احساس پروگرام کے ذریعے ہم نے 260 ارب روپے کا بخچ دیا ہے۔ چونکہ economic activity trickle down ہوتی ہے لہذا ہم نے industries کو رعایتیں دی ہیں۔ جتنے بھی economic machinery کے پر زے ہیں، ہم نے ان سب کو address کیا ہے۔ ان شاء اللہ ہم یہ امید کرتے ہیں کہ ہمارے اگلے سال کی growth ہو گی۔ ہماری economy and foreign exchange reserves ہمیشہ بہتر ہو گئے ہیں۔ ہماری remittances ہمیشہ بڑھ گئی ہیں۔ ہماری agriculture growth ہمیشہ بہتر رہی ہے اور ان شاء اللہ اگلے سال بھی بہتر ہو گی۔ یہ ساری چیزیں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں جب حکومت صحیح معنوں میں عوام کا سوچے گی، عوام کے interest میں فیصلے کرے گی تو اس کے نتائج بھی بہتر آئیں گے۔

جناب! میں اب پارلیمنٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ پارلیمنٹ جو اس ملک کا supreme court ہے، جو عوام کے مسائل کے لئے قانون سازی کرتی ہے، مختلف issues پر بحث و مباحثہ کرتی ہے، وہ اب کافی کمزور پڑ چکا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ ایک تو یہ کہ اس ملک میں 1971 کے بعد elections ہوتے ہیں، وہ ہمیشہ متنازعہ رہے ہیں۔ Elections ہارنے والا کبھی ہار نہیں مانتا۔ چاہے قومی اسٹبلی کے الیکشن ہوں یا سینیٹ کے، ہم نے یہی دیکھا ہے کہ ہمیشہ پارلیمنٹ پر سوالات اٹھنے لگتے ہیں۔ ہر الیکشن متنازعہ ہو جاتا ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ماضی میں reforms ہوئی تھیں۔ 2017 میں بھی reforms ہوئیں۔ میں اتفاق سے اس کمیٹی کا ممبر بھی تھا لیکن جو بنیادی issues ہیں، انہیں کبھی بھی address نہیں کیا گیا۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی چیز کام نہیں کر رہی ہے تو بحیثیت ایک mature nation ہمیں اس پر بحث کرنی چاہیے۔ Prime Minister یہ ہمیشہ کہتے رہے کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ہمیں

voting and i-voting کی طرف جانا ہوگا۔ خاص طور پر جو ہمارے پاکستانی باہر مالک میں مقیم ہیں، انہیں ووٹ کا حق دینے کے لئے کوئی نہ کوئی قانون سازی کرنی ہوگی۔ یہ وہ تاریخیں وطن ہیں جنہوں نے ہمیشہ اپنی ترسیلات کے ذریعے اور اپنی دوسری contributions کے ذریعے اس ملک کے لئے جتنا کرنا تھا، انہوں نے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے تیس سال سے پاکستان میں balance of exports جو ایک narrow band میں چل رہی ہیں، انہوں نے address کرنے کے لئے ایک بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ خاص طور پر پچھلے ایک، دوساری سے جب سے ہماری حکومت آئی ہے، یہ ترسیلات بہت بڑھ کر ایک record level پر پہنچ چکی ہیں۔ اس سے جو ہمارا 19 ارب ڈالر کا current account deficit ہے۔

خدا، وہ اب positive ہے اور 800 million dollars surplus میں ہے۔

جناب! وزیر اعظم صاحب نے electronic voting task کا میری منشی کو دیا ہے۔ جوں ہی میں نے منصب سنگھala، پہلی priority کی تھی کہ ہماری منشی اور اس کے ذیلی اداروں نے اس پر کام شروع کر دیا کہ کس طرح ایک prototype machine جو بنا میں جو ہمارے elections conduct کر سکے۔ اس کے ساتھ، ساتھ ہم ایک Bill بھی لائے ہیں۔ اس بل کو بجائے دیکھنے کے، ہماری prototype machine کو بجائے test کیے، انہوں نے واپس اکٹھا کر دیا ہے کہ ہم تو اسے نہیں مانتے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اپوزیشن نے پچھلے تیس سال سے elections کو rig کرنے اور اسے ایک خاص طریقے سے کرنے کے art میں master کر لیا ہے۔ اب یہ نہیں چاہتے کہ ایسا ہو حالانکہ اس میں ان سب کی بھی بھلانی ہے۔ Electronic voting ہونی چاہیے کیونکہ elections میں جو تنازعے جنم لیتے ہیں، ان کا حل نکالا جائے۔ اسی لئے ہم نے بل پیش کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ اپوزیشن اس پر بحث کرے، وہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کو ملنے کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ پارلیمنٹ کو محروم نہ کریں۔ آپ پارلیمنٹ میں ان شقتوں پر بحث کریں۔ ہمارا democratic system جو ہمیشہ controversial system رہتا ہے، اس پر اپنی رائے دیں۔ اپنے مشورے دیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ ایک بہترین سسٹم ہے کیونکہ باقی ساری چیزیں ہم نے try کر لی ہیں۔ ان سے نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا۔ پرائم منشی کی instructions پر ہم اس پر پوری طرح committed ہیں۔

ہیں کہ ان شاء اللہ نہ صرف ہم electronic voting کروائیں گے بلکہ بیرون ممالک پاکستانیوں کو i-voting کے ذریعے یہ حق بھی دیں گے۔ Opposition کی leadership یہ کہتی ہے کہ باہر جو پاکستانی بیٹھے ہیں، انہیں ملک کا کیا پتا ہے۔ آپ ان لوگوں کی اتنی تصحیح کرتے ہیں جنہوں نے ہمیشہ آپ کی مدد کی۔ آپ کی معاشری صورت حال کو بہتر کرنے کے لئے ان ہی لوگوں نے اپنا حصہ ڈالا۔

جناب! یہ ان کو یہ حق ہی نہیں دینا چاہتے۔ یہ تو ہمارے manifesto میں تھا۔ ہم ہمیشہ یہ کہتے رہے کہ جو بیرون ملک پاکستانی بیٹھے ہیں، ہم انہیں ووٹ کا حق دلا کر رہیں گے۔ ہم اس وعدے پر کار فرما ہیں۔ اپوزیشن کو بھی چاہیے کہ وہ اس کوشش میں اپنا حصہ ڈالیں تاکہ جو ہمارے بہن، بھائی بیرون ملک مقیم ہیں، وہ بھی پاکستان کی جمہوریت میں شامل ہو جائیں اور mainstream میں آجائیں۔ کسی بھی society کی ترقی کا درود مدار law rule of law پر ہوتا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جب پاکستان کے context میں ہم دیکھتے ہیں کہ law کو کون implement کرتا ہے تو یقیناً یہ سب ریاست کی ہی ذمہ داری ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے ہاں ایک گلگھر نے جنم لیا ہے کہ، کچھ خاص لوگ ہیں اور کچھ، عام لوگ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلم لیگ (ن) کی leadership بجائے اپنے آپ کو قانون کے سامنے پیش کرتی بلکہ وہ اس ملک سے باہر بھاگی ہوئی ہے۔ اس ملک میں انہوں نے حکومت کی ہے۔ ان کی تمام جائز ادوان اور networks میں ان کے دور حکومت میں بے انہذا ضافہ ہوا۔ جواب تو اب، آپ کو دینا ہی ہو گا۔ اگر مجھے یا پھر سینیٹر رضار بانی صاحب کو کوئی ادارہ بلائے تو ہم سے وہ پوچھیں گے کہ جی، آپ کا تو ایک گھر تھا اور اب 10 گھر کیسے ہوئے۔ آپ بتائیں کہ یہ پیسا کہاں سے آیا؟ ہم سے تو پوچھا جاتا ہے میں ابھی تک attend کر رہا ہوں۔ میرا تو پچھلے 2 سالوں سے مسلسل audit چل رہا ہے۔ میں نے کاروبار 2016 میں سینیٹر بننے کے بعد چھوڑ دیا تھا۔ ہم سے سوالات پوچھے گئے اور میں نے ان کے جواب بھی دیے اور آج تک دے رہا ہوں اور یہ ہمارا فرض بنتا ہے۔ میرے Prime Minister، Imran Khan کیسے بنایا؟ بنی گاہ اس وقت ایک ایسا علاقہ تھا کہ وہاں کوئی بھی نہیں رہتا تھا۔ انہوں نے نہ صرف یہ بتایا کہ وہ گھر کیسے خریدا بلکہ پوری money trail بھی دی تو پھر عدالت نے ایک فیصلہ سنایا۔ وہ

اس ملک کے ایک ایسے Prime Minister ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں کوئی کاروبار نہیں کیا۔ وہ ایک sportsman تھے۔ انہوں نے جو پسے as a sportsman کیا اُس کی تمام money trail, Supreme Court میں جمع کروائی۔

جناب والا! ہم نے NAB Courts, Supreme Court کے سامنے جا کر کوئی ہلڑ بازی نہیں کی۔ ہم سے جو پوچھا گیا تو ہم نے سب باتوں کا جواب جمع کروا یا۔ یہ تو نہیں ہوتا کہ جو فیصلہ آپ کے حق میں آئے، آپ کہیں کہ یہ انصاف ہے اور جو آپ کے خلاف آئے تو آپ کہیں یہ نا انصافی ہے۔ آپ کو جواب دینا ہو گا۔ ہم اور آپ میں دو واضح فرق ہیں۔ ہمارا لیڈر ایک ایسا شخص ہے جو ایماندار ہے۔ اس کا پاکستان میں اور ملک سے باہر کوئی کاروبار بھی نہیں ہے۔ وہ ملک کی بہتری چاہتا ہے۔ عمران خان جب 22 سال جدوجہد ملک کی بہتری کے لیے کر رہے تھے تو یہ لوگ اقتدار میں اپنی جاندیدیں بنارہے تھے۔ یہ یہ وہ ملک پسے لے کر گئے اور اپنے بچوں کو ملک سے باہر بھیج دیا اور انہوں نے وہاں پر کاروبار کیے۔ کسی بھی معاشرے میں، جو لوگ اقتدار میں ہوتے ہیں تو یہ عوام دیتے ہیں کہ وہ عوام کے interests کی حفاظت کریں۔ یہ اقتدار عوام اس لیے نہیں دیتے کہ آپ اپنے کاروبار کو ترقی دیں۔ ایسا کون سے معاشرے میں ہوتا ہے کہ ایک کاروبار کر رہا ہو اور اُس کے بچے اپنے باپ کے اقتدار میں کہیں بھی کاروبار کے لیے جائیں گے تو انہیں ایک advantage ہو گا۔ سب سے بڑا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم قانون سے بالاتر ہیں۔ جب اُن سے کوئی سوال پوچھتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ political victimization کے لیے اپنے آپ کو پیش نہیں کرتے ہیں۔

جناب والا! اسلام آباد ہائی کورٹ نے آج ہی ایک appeal reject کی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ کسی بھی مفرور شخص کا یہ حق نہیں بتتا۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو ہمیں دیکھنا ہوں گی۔ یہ ملک اب ایسے نہیں چلے گا۔ یہ جو میرے دوست دائیں جانب بیٹھے ہوئے ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ اب ان کی باری نہیں آنے والی۔ یہ حکومت اپنے economic اہداف حاصل کر رہی ہے۔ ملک اب ترقی کی طرف گامزن ہے۔ ان کی اب سیاست ختم ہونے والی ہے۔ اب پاکستان پیچھے نہیں جا سکتا، یہ ملک اب صرف آگے ہی جائے گا۔ وہ پاکستان جہاں قانون کی بladستی ہو گی۔ ایک ایسا پاکستان جس

میں ہر شخص کو economic prosperity level playing field ملے گی۔ اب دور آئے گا۔ ہماری حکومت بہت محنت کر رہی ہے اور اپنا پورا کردار ادا کر رہی ہے۔ ملک میں اور پر جو بھی مسائل ہمیں درپیش ہیں چاہے وہ، international level Islamophobia، Palestine and Kashmir issues ہوں ان تمام پر ہماری حکومت نے بہت کام کیا۔

جناب والا! ہمیں فخر ہے کہ ہمارا لیڈر standing tall amongst the world leaders. Islamic countries کے ساتھ جو تعلقات آج ہمارے ہیں وہ شاید پہلے کبھی نہ تھے اور اُس کی ایک وجہ ہے کہ، ہمارے leader کی ایک credibility ہے۔ برابری کی سطح پر تمام ممالک کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ اُن ممالک اور ان کے سربراہان مملکت کو بھی پتا ہے کہ ماضی میں دوسرے leaders اپنا سرمایہ ملک سے باہر لے جاتے تھے اور یہ دونوں ممالک میں اپنی جائیدادیں بناتے تھے اور وہ ہمیشہ اپنے business interests کی بات کرتے تھے۔ وہ ملک کو defend نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی نظریں ہمیشہ یونچے ہوتی تھیں۔ میں یہاں تک کہوں گا کہ وہ ملک کے مفادات پر comprise کر دیتے تھے۔ اب ایسی صورت حال نہیں ہے۔ اب ہمارا Prime Minister کسی بھی ملک میں جاتا ہے یا پھر کوئی سربراہ مملکت ہمارے ملک میں آتا ہے تو انہیں پتا ہے کہ وہ ایک ایسا leader ہے جو نہ تو corrupt ہے اور نہ ہی اس کا کوئی business ہے۔ اُن کا ایک ہی business ہے کہ اس ملک کو کیسے آگے لے کر جائیں۔ اس ملک میں economic prosperity آرہی ہے۔

جناب والا! جہاں تک مہنگائی کی بات ہے، جی بالکل مہنگائی ہے اور ہر چیز کی کوئی وجہ بھی ہوتی ہے۔ ہمارا food import bill ہے وہ 7 billion dollars سے commodities prices because of چکی ہیں وہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ ہماری COVID-19 historically بہت زیادہ ہو چکی ہیں۔ ہم یہ اشیا کی قیمتیں چاہے، سو یا یعنی تیل ہو، دالیں ہوں، چینی ہو، گندم ہو، ان تمام اشیا کی قیمتیں گزیادہ ہو چکی ہیں اور جب دنیا میں مہنگی ہوں گی تو ظاہر ہے کہ اس کا اثر ہمارے ملک میں بھی ہو گا۔ ہماری حکومت ان اشیا پر subsidies فراہم کر رہی ہے۔ ہماری کوشش یہی ہے جو middle class and

below ہیں اُن کو کیسے incentives دیے جائیں تاکہ اُن کا بہتر گزارہ ہو سکے اور ان پر مہنگائی اتنی اثر انداز نہ ہو۔ ملک میں ایک ایسی situation ہے جس میں ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک آپ ملک میں بہتر نظام نہیں لائیں گے تو ملک ترقی نہیں کرے گا۔ جلوٹ مار اور طرز حکمرانی اس ملک میں پچھلے 30-35 سالوں میں ہوئی اور حکمرانوں نے صرف اپنے کاروبار میں اضافہ کیا۔ اس ملک میں جس طرح وفاداریوں اور سفارشوں کی بنیاد پر لوگوں کو نو کریاں دی گئیں۔ اپنے لوگوں کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا گیا جس کی وجہ سے ہمارا بہت نقصان ہوا۔

جناب والا! آخر میں، میں یہ بات بھی کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں آبادی میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمیں، حکومت، اپوزیشن اور سب کو مل کر یہ سوچنا ہو گا کہ ایسا اقدامات کیے جائیں کہ ہم اس پر قابو پا سکیں۔ جس رفتار سے ملک کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے تو ہماری economy and social services or pورے نظام میں بہت strain آ رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ جس طرح ہماری حکومت نیک نیتی سے، ایک leader جن کاموں پر عمل درآمد کر رہی ہے، خصوصاً نوجوان طبقہ کے لیے بہت جلد ایک سنہری دور آنے والا ہے اور اُن منصوبوں پر کام شروع ہو چکا ہے اور ان شاء اللہ الکلے مالی سال میں ہماری economic activity and progress پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہو گی۔ اس ملک میں خوشحالی بھی آئے گی اور امن بھی ہو گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی، سینیٹر کامر ان مر ٹنسی صاحب۔

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامر ان مر ٹنسی: جناب! آپ کا شکریہ۔ ہم tail پر بیٹھے ہیں، ہماری بڑی دیر سے باری آتی ہے بلکہ بڑے دنوں کے بعد باری آتی ہے اور شاید اس وقت تک کہنے کو کوئی اتنی باتیں نہیں رہ جاتیں۔ میں نے ایک چیز اس دن بھی point out کی تھی کہ چیزوں کو اپنی ترتیب پر ہونا چاہیے۔ آپ دیکھیں کہ recommendations چلی گئی ہیں اور ان کے بعد بھی تقاریر ہوتی رہتی ہیں۔ ٹھیک ہے، شاید اس کا کوئی تعلق نہ ہو، جنہوں نے recommendations دینی تھیں، انہوں نے اپنی الگ بھی recommendations دی ہیں لیکن جو ترتیب ہوتی ہے، اس

ترتیب کو برقرار رکھا جائے۔ بہر حال آپ دیکھ لیں کہ آپ کے rules permit کرتے ہیں تو کرتے جائیں اور چلاتے جائیں۔

جناب! اب recommendations آئی ہیں اور lay bھی ہو گئی ہیں اور آپ نے قومی اسمبلی کو بھجوa بھی دی ہیں۔ یہاں پر کچھ دستوری سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ آپ نے recommendations bھجوائی ہیں اور قومی اسمبلی کی مرخصی ہے کہ وہ accept کرے یا accept نہ کرے۔ آپ اس ایوان کو ایوان بالا کہتے ہیں، anomaly ہے، ایک طرف اس ایوان کو ایوان بالا کہتے ہیں اور دوسری طرف دستور میں لکھا ہوا ہے کہ National Assembly may not accept the recommendations اور اس کا مطلب ہے کہ may accept the recommendations میں جانتا ہوں کہ میرے ملک میں ہمارے پاس چادر چھوٹی ہے لیکن ہمارے مسائل زیادہ ہیں، اگر ہم پاؤں چھپاتے ہیں تو ہمارا اوپر والا حصہ نگا ہو جاتا ہے، اگر اوپر والا حصہ چھپاتے ہیں تو ہمارے پاؤں نگے ہو جاتے ہیں لیکن کچھ ایسی چیزیں ہیں، ہم جن کو درست کریں تو ان کے لیے کوئی وسائل کی ضرورت نہیں ہے۔ وسائل کے نہ ہوتے ہوئے بھی اگر ہمارے اندر ایک political will ہو تو ہم اس وفاق کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ وہ کیا چیزیں ہیں۔ اس میں پہلی بات Article-73 والی ہے کہ the National Assembly may accept the recommendations and the National Assembly may not accept the recommendations. ہم اس بات کو وسائل کا بہانہ نہیں بن سکتے، یہاں پر ایک political will develop ہونی چاہیے، اس ایوان میں develop ہونی چاہیے اور اس ایوان سے ایک proper message جانا چاہیے کہ اس بات کو کم از کم ٹھیک کر لیں، اس سے آپ کے اپنے ایوان یا ایک بڑے ایوان کا وقار متاثر ہوا کرتا ہے۔

جناب! اسی angle سے ایک اور بات ہے، یہ Federal PSDP کی بات ہے، اس کے لیے معاملہ شروع ہو جاتا ہے، بجٹ سے تین سے چار مہینے پہلے شروع ہو جاتا ہے یعنی ہم جون میں بیٹھے ہیں تو جنوری، فروری یا بہت زیادہ ہو تو مارچ میں معاملہ شروع ہو گیا ہو گا۔ فروری یا مارچ میں کوئی معاملہ شروع ہوا تھا جبکہ ہم جون میں بیٹھے ہیں اور جون کے آخری دن ہوں اور ہم نے آخری

دوسروں میں کوئی recommendations دینی ہوں گی تو کیا یہ practicable recommendations ہے کہ ان recommendations میں کوئی چیز reverse anomaly ہو سکے۔ دوسری recommendations اور ایک اور مذاق ہے جس کو ٹھیک کرنا چاہیے، اگر ہم اس کو ٹھیک نہیں کریں گے اور جو لوگ سمجھتے ہیں، وہ لوگ اپنے دل میں یہ سوچتے ہوں گے کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں، یہ دس دن بیٹھے ہیں اور کہیں بھی بیٹھی ہے اور پندرہ دن سے اجلاس بھی چل رہا ہے۔ اس کے بعد یہاں سے recommendations جاتی ہیں، ان recommendations کا ایک حصہ اس لیے reverse ہو سکتا کہ Federal PSDP کا معاملہ دو، چار اور پانچ مہینے پہلے شروع ہوا تھا اور دوسرا حصہ قومی اسمبلی کی مشاپر ہے۔ ان باتوں کو درست کر لیا جائے جن کے لیے وسائل نہیں سیاسی سوق کی ضرورت ہے تو میرا خیال ہے کہ بہت بہتری آئے گی۔

جناب! ایک اور چیز ہے کہ ہم ایوان بالا میں ہوتے ہوئے بھی بڑے مجبور ہیں کہ ہماری recommendations کو قومی اسمبلی accept کرے یا نہ accept کرے اور ایوان زریں بھی مجبور ہے، اس میں بھی بجٹ کے دو حصے ہیں۔ ایک Article-81 Fund ہے، آپ Article-81 کو لیں اور دوسرا اس کے علاوہ ہے۔ قومی اسمبلی کے اراکین دونوں پر بحث کر سکتے ہیں، اس میں بہت بڑے problems ہے ادارے بھی آتے ہیں جبکہ میں ان کا نام نہیں لیتا کیونکہ اس میں لوگوں کو بہت زیادہ vote ہے۔ اس حصے پر بحث کر سکتے ہیں اور اس پر political will required فائدہ ہے جس پر vote نہیں کر سکتے۔ یہاں پر بھی ایک vote کے لیے بھی کسی قسم کے وسائل کی ضرورت نہیں ہے، اگر ہم ان دو چیزوں کو ٹھیک کر لیں تو کم از کم لوگوں کو پتا چلے گا کہ واقعی یہ پارلیمنٹ supreme ہے، اگر ہم ان دو چیزوں کو ٹھیک نہیں کرتے۔ مجھے نظر نہیں آتا کہ آپ FCF پر جاتے ہیں اور اس میں بہت چیزوں پر بحث کر کے اس پر vote نہیں کر سکتے اور اس میں بڑے اداروں کا نام آتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ شاید پارلیمنٹ ان کی subordinate ہے، خدا نخواستہ۔ ایک غلط message جاتا ہے تو ان چیزوں کو درست ہونا چاہیے۔

جناب! ایک اور anomaly ہے، سات سال سے بجٹ آتا ہے، ہم سات سال سے Article-160 کو violate کر رہے ہیں۔ NFC Award نہیں ہوا اور NFC Award کے بغیر بجٹ چل رہا ہے۔ اور ایک بھائی نے سندھ کے حوالے سے فرمایا کہ نہیں، نہیں ان کو پھر بھی 25% مل رہا ہے اور ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوئی۔ 100 روپے تھے اور ان کو 25 روپے مل رہے ہیں، اس بھائی کی بات کوفرض کر لیتے ہیں کہ وہ درست فرمار ہے تھے، ان کو زیادہ مل رہا ہے تو وہ زیادہ کسی اور کی جیب سے جارہا ہوگا، صوبہ بلوچستان، خیر پختونخوا اور پنجاب کی جیب سے جارہا ہوگا۔ یہ سوال بھی نہیں کیا جاتا کہ وہ کسی کی جیب سے جارہا ہوگا، سوال یہ ہے کہ ایک دستوری provision ہے، آپ اس کو violate کرتے ہیں اور دیدہ دلیری سے violation کرتے ہیں۔ اس کے باوجود کہتے ہیں کہ آپ سندھ کی بات نہ کریں، سندھ کو تو 25% مل رہا ہے۔ میں بلوچستان کی بات کرتا ہوں، دوسرے دوست ہیں، وہ پنجاب کی بات کرتے ہیں، کچھ دوست خیر پختونخوا کی بات کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ہم سارے دستور کی بات کرتے ہیں۔ جب ایک دستوری provision موجود ہے یا آپ ایک amendment لے آئیں اور اس Article-160 کو اس سبز کتاب سے نکال دیں، آپ کی بھی جان چھوٹ جائے گی اور ہماری بھی جان چھوٹ جائے گی، آئندہ ہم بھی دستور کی بات نہیں کریں گے۔ یہ تین باتیں تھیں۔

جناب! ان کے علاوہ ایک اور چیز ہے، ہم دوسرے ملکوں سے قرضے لیتے ہیں، وفاق IMF سے قرضے لیتا ہے اور قرضہ چکوال میں خرچ ہوتا ہے اور میرے پاس PSDP ہے، میں اس میں بتاؤں گا کہ چکوال میں یونین کو نسل کی سطح پر بھی خرچ ہوتا ہے۔ منڈی بہاؤ الدین میں یونین کو نسل کی سطح پر بھی خرچ ہوتا ہے، وہ ہمارے بھائی ہیں گو کہ اس چکوال کا فیض ہمیں نہیں ملتا، آپ اس کو دیکھیں، وہاں پر دو دو سال میں project complete ہو رہا ہے، آپ منڈی بہاؤ الدین میں دیکھیں، یونین کو نسل کی سطح پر Federal PSDP سے بجٹ جارہا ہے، آپ گجرات میں دیکھیں، وہاں پر بجٹ جارہا ہے۔ یہ ساری باتیں ہیں لیکن جب آپ قرض کی لے کر پہنچتے ہیں تو پھر کم از کم اس ایوان سے جو کہ House of the Federation ہے، اس سے تو منظور کروایا کریں۔ قرضہ واپس سب نے کرنا ہے، صرف چکوال والوں نے تو نہیں کرنا، صرف گجرات والوں نے تو واپس نہیں کرنا، صرف منڈی بہاؤ الدین والوں نے تو واپس نہیں کرنا یا صرف بلوچستان والوں نے تو واپس نہیں

کرنا، اس کو سب نے واپس کرنا ہے اور اس وفاق نے return کرنا ہے، اس ملک نے return کرنا ہے تو کم از کم وہ جتنے agreements ہیں، وہ اس ایوان میں آنے چاہیے، ان agreements کو批准 کریں کیونکہ کل ان کی طرف سے یہ پیسے واپس ہونے ہیں، ان agreements کو پتا چلے کہ وہاں چکوال میں یو نین کو نسل کی سطح پر خرچ ہو رہے ہیں، گجرات میں خرچ ہو رہے ہیں، منڈی بہاؤ الدین میں خرچ ہو رہے ہیں اور سیالکوٹ میں خرچ ہو رہے ہیں تو بلوچستان میں بھی خرچ ہونے چاہیے، صوبہ خیر پختونخوا میں بھی خرچ ہونے چاہیے یا کم از کم اس تناسب سے خرچ ہونے چاہیے جس تناسب سے صوبوں کا حق بنتا ہے کیونکہ انہوں نے وہ پیسے کل return کرنے ہیں۔

جناب! یہ بجٹ پیش ہوا، ہمارے پاس حسب معمول کوئی عوامی نمائندہ موجود نہیں ہے، اسی طرح پہلے بھی غیر عوامی نمائندے بجٹ پیش کرتے رہے، اس مرتبہ بھی غیر عوامی نمائندے نے بجٹ پیش کیا اور وہ اتنے معصوم آدمی ہیں کہ انہوں نے NAB کے لیے بھی پانچ ارب روپے سے زیادہ رکھے ہیں۔ مجھے اگر NAB نے وہ تکالیف پہنچائی ہوتیں، خدا نخواستہ! میں ان کا مذاق اڑانے کے لیے نہیں کہہ رہا، ان کو جو تکلیف NAB نے پہنچائی ہے، اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو وہ پانچ ارب روپے سے زیادہ NAB کے لیے رکھتا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ یا تو وہ اللہ کے ولی ہیں یا اتنے سادہ ہیں کہ ان کو پتا نہیں ہے اور یہ کہیں اور سے بن کر آیا ہے۔ یہ زیادتی اور contradiction خود بول رہی ہے اور زور زور سے چلا رہی ہے کہ یہ بجٹ کہیں اور سے بنانا یا آتا ہے۔ آپ ایک عام انسان ہوتے ہوئے بھی اس میں تبدیلی نہیں کر سکتے ہیں۔ آپ اس تکلیف سے گزرنے کے باوجود اس میں تبدیلی نہیں کر سکتے ہیں۔ پچھلے بجٹ سے زیادہ آپ نے نیب کے لیے اس بجٹ میں رقم مختص کی ہے باوجود اس کے کہ آپ کو وہ تکلیف سننی پڑی۔

جناب چیئرمین! ہمارے ہاں ایک اور رواج ہے وہ یہ کہ ہم تمام کمزوریاں اور برائیاں پچھلے والوں پر ڈال دیتے ہیں۔ آج تحریک انصاف کی حکومت ہے، کل شاید ہو، کل شاید ہم حکومت میں ہوں یا کوئی اور ساتھی حکومت میں ہو تو وہ کہے گا کہ یہ تمام کے تمام مسائل پچھلی حکومتوں کی وجہ سے ہیں۔ اب آپ پچھلی حکومتوں کی بات ختم کر دیجیے، پچھلے والے شاید بہت بڑے ہوں گے اور آپ شاید بہت اچھے ہوں گے لیکن اس اچھائی کا کوئی trickle down effect ہونا چاہیے، لوگوں

کو اس اچھائی کا فائدہ پہنچنا چاہیے۔ آپ کہتے ہیں کہ بہت اچھی ہے، میں اور میرے ساتھی کہتے ہیں کہ بہت خراب ہے مگر عوام کیا کہہ رہے ہیں اور وہ کیا رونارور ہے ہیں، کیا ان تک وہ benefits پہنچ رہے ہیں، اگر وہ benefits ان تک پہنچ رہے ہیں پھر تو ٹھیک ہے اور اگر وہ ان تک نہیں پہنچ رہے ہیں پھر تو غلط ہے۔ ہم جو اتنے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں اور اگر فرض کر لیں کہ کل یہ دعوے پورے نہیں ہوتے، عوام تو پہلے سے ماہیوس ہیں تو ان کی وہ ماہیوسی اور بڑھ جائے گی اور multiply ہو جائے گی۔ جب یہ چیزیں اور ماہیوسی multiply ہوں گی تو پھر یہ پاکستان کے لیے غیر مناسب ہو جائے گا، سیاست اور سیاست دانوں کے لیے غیر مناسب ہو جائے گا جو کہ غلط ہے۔

جناب چیئرمین! صوبوں کو 3412 ارب دینے کی بات ہوئی۔ ظاہر ہے اس میں صوبہ بلوچستان کا بھی حصہ ہے۔ ہم ایک چیز اکثر سنتے ہیں اور میری سمجھ میں بات نہیں آتی کہ صوبہ بلوچستان اچھے بچوں کی طرح میں ارب روپے، تمیں ارب روپے، چالیس ارب روپے یا پچاس ارب روپے جوں کے میئنے میں surrender کر دیتا ہے کہ جناب ہم میں وہ capacity موجود نہیں ہے۔ پہلے تو یہ بہت بے عزتی کی بات ہے کہ کسی صوبے کے حوالے کوئی پیسے کیے جائیں اور وہ پیسے کر دیے جائیں، اگر کوئی دوست اس طرف سے موجود ہے تو کم از کم وہ وضاحت کرے کیونکہ بحث کے یا اس معاملے کے حوالے سے میں ایک layman ہوں مگر میں اس بات کو digest نہیں کر پاتا ہوں کہ کس طرح سے چالیس یا پچاس ارب روپے ہر سال surrender ہو جاتے ہیں۔ چلیں فرض کریں کہ میں نے وہ رقم surrender کر دی ہے، فرض کریں کہ اس سال مجھ میں وہ capacity موجود نہیں تھی، فرض کر لیں کہ میں اچھا بھائی ہوں بلکہ بھائی کیا بلوچستان کے ساتھ تو آپ بہنوں والا سلوک بھی نہیں کرتے ہیں بلکہ بہنوں کیا آپ اس کے ساتھ منتہوں والا سلوک بھی نہیں کرتے ہیں۔ چالیس یا پچاس ارب روپے میں واپس کر دیتا ہوں اور جب واپس کر دیتا ہوں تو کیا یہ ایوان اس بات کو طے نہیں کر سکتا ہے کہ وہ تمام کی تمام رقم جو اس جوں اور اس سے پہلے جتنے بھی جوں کے مہینوں میں میری طرف سے surrender کی گئی ہے کیا وہ اسی بلوچستان کو واپس نہیں جاسکتی ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ اچھے بچوں کی طرح ہر سال جوں کے مہینے میں وہ پیسے میں surrender کر دیتا ہوں اور پتا نہیں میری یہاں تو وہ وہ ہو جاتی ہو گی لیکن وہاں تو اس بات پر لوگ گالیاں دے رہے ہوتے ہیں۔ اس ایوان کو بھی اس طرح رقم surrender کرنے

کا نوٹس لینا چاہیے اور دیکھا جانا چاہیے کہ کیا وہ رقم اپنے ایک بھائی یا بچے کو اور وفاق کے ایک unit کو واپس لوٹانی جاسکتی ہے یا نہیں لوٹانی جاسکتی ہے۔

جناب یہاں ایک اور چیز کا دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ اس سال 5800 بلین روپے کا revenue اکٹھا کریں گے۔ اس سال یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ساڑھے چار ہزار بلین کے لگ بھگ revenue اکٹھا کیا ہے۔ ایک توبات یہ ہے کہ کیا ایک آدمی کے بدلنے سے، ترین صاحب کے بدلنے سے، اس وقت کی ساری کمی میں اتنی increase ممکن ہے۔ کیا آپ prudent کا mind اس بات کو accept کرتا ہے کہ اتنا increase ہو پائے گا۔ یہ 4400 یا 4500 بلین کی جو بات گزشتہ سال کے لیے کی گئی یہ بھی refunds روک کر کی گئی ہے، انہوں نے بلین کے حساب سے refunds روکے ہوئے ہیں، ابھی اگلے دو چار مہینوں میں وہ بھی release ہو جائیں گے، یہ بھی in fact fudged figures ہیں تو fudged figures کی چاہیں، وہ دینے چاہیں جو ہیں۔ آپ وسائل ایک دن میں پیدا نہیں کر سکتے ہیں، آپ وسائل تین سال میں بھی پیدا نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے ایک جہد مسلسل کی ضرورت ہے، آپ کو مسلسل سفر کرنے کی ضرورت ہے، اردو والا سفر، انگلیزی والا suffer نہیں، اس لیے اردو والا سفر کرتے ہوئے آپ کئی سالوں میں معاملات کو سدھاریں گے مگر سدھارنے کے لیے جو چیز چاہیے وہ یہ ہے کہ کم از کم ہم اپنے لوگوں کے ساتھ تج بولیں اور انہیں حقیقت بتائیں کہ یہ جو revenue collection ہے وہ 4500 ارب کی نہیں ہے بلکہ یہ اس سے کم کی ہے اور اس میں ہم نے refund amount بھی شامل کیا ہے، ہم نے jugglery کی ہے تو یہ جادو گری چھوڑ دیجیے، مجھے نہیں لگتا کہ انہوں نے جو 15800 ارب روپے کا ہدف دیا ہے یہ ممکنہ طور پر پورا کر سکیں گے اور اگر یہ پورا نہ کر سکے تو پھر کیا ہو گا۔ اس کے consequences بھی لوگوں کو جگتنا ہوں گے۔

جناب چیرین! ایک اور بات کی گئی اور یہ impression دیا گیا کہ یہ tax free budget ہے۔ ایک اور بات بھی شاید غلطی سے ہوئی تھی کہ Cabinet نے بجٹ کے حوالے سے جو documents sign or approve کیے تھے وہ یہاں آتے آتے شاید راستے میں کہیں تبدیل بھی ہو گئے تھے۔ پتا نہیں میری یہ بات غلط ہے یا درست ہے لیکن اس طرح کی کچھ

انواعیں تھیں لیکن اگر ہمارا سسٹم اس حد تک بیٹھ چکا ہے کہ وہ کاغذات جو کابینہ کے سامنے تھے اور جو documents اس کے بعد اس ایوان میں آئے ان میں فرق تھا تو یہ ایک اور بہت بڑی اور خراب بات ہو گی، کم از کم اس کے لیے آئندہ احتیاط کی جانی چاہیے۔ میں 303 ارب روپے کے نئے ٹیکس میں کی تجویز کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔ اس سے بھی مہنگائی کا ایک طوفان آئے گا، ایک طرف آپ نے کہا کہ بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں ہے اور دوسری طرف 303 ارب کے نئے ٹیکس ہیں تو اس میں سے جس حد تک ممکن ہو کیونکہ یہ معاملہ غریبوں سے related ہے، اس میں کمی کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب conclude کرنے کی کوشش کریں۔

سینیٹر کامر ان مرتضی: جناب لوگوں نے تو 35/35 منٹ بات کی ہے۔ ایک تو آپ مجھے ویسے ہی آخر میں time دیتے ہیں اور بھایا بھی آخر میں ہوا ہے، ایسا تو نہ کریں جناب۔ ابھی صرف 17 منٹ ہوئے ہیں اور لوگوں نے 50/40 منٹ لیے ہیں۔ وہ وہاں کھڑے تھے اور ان کی تقریر میں شور ہو رہا تھا، انہیں time out بھی دے رہے تھے اور انہیں آپ نے اس وقت بھی 40/50 منٹ دیے ہیں۔ جناب 100 سے زیادہ ایسے items ہیں جن پر tax کی جو چھوٹ تھی وہ ختم کر دی گئی ہے۔ Sales tax کی چھوٹ ختم کرنے سے دوبارہ وہ چیزیں مہنگی ہو جائیں گی، جب مہنگی ہوں گی تو وہ عوام نے ہی خریدنی ہیں، ہم انہیں باہر تو نہیں بھجوار ہے ہیں۔ کم از کم edible پر اس چھوٹ کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! ایک اور چیز اس Finance Bill کے حوالے سے دیکھیے گا، اگرچہ کو تو میری بہن سعدیہ نے اور رضار بانی صاحب نے بھی point out کیا Section 203-A ہے اور دوسری طرف سے commitment بھی آگئی کہ اسے ختم کر دیں گے۔

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: دس منٹ کے لیے نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر نماز مغرب کے لیے دس منٹ کا وقفہ ہوا)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ جناب ڈپٹی چیئرمین کی زیر صدارت شروع ہوا)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر کامر ان مرتضی صاحب۔

سینیز کامران مرٹھی: جناب! میں فناں بل، 2021 کی بات کر رہا تھا، اس کا page 68 ہے۔ اس میں item 43 ہے جس میں سیشن 127 میں ایک substitution introduce کروانے کے لیے کہا گیا ہے۔ 203 کے حوالے سے تو یہاں commitment بھی چل گئی مگر اس 127 میں گئی ہے یا نہیں، اس میں ایک problem ہے۔ اپیل کرنے کے لیے جو amount اس کے against assess کی گئی ہے، وہ جمع کروانا ضروری ہو گیا ہے۔ اگر اس طرح سے منظور کیا گیا تو یہ denial کے حق کا appeal ہو گا۔ اگر میرے پاس پیسے نہیں ہیں تو میں اپیل file کر دی اور وہ اس dismiss ہو گئی کر سکوں گا یا اگر پیسوں کے بغیر میں نے اپیل file کر دی اور وہ اس ground پر ہو گئی تو اس کا مطلب ہے کہ میں non-suit ہو جاؤں گا اور میں technical knock-out ہو جاؤں گا تو یہ غلط ہو جائے گا۔ اس سیشن 127 میں جو تبدیلی کی بات کی گئی ہے، یہ بھی غیر مناسب اور غلط ہے۔ کہیں بھی ایسا نہیں ہوتا کہ ایک حق کو پیسے جمع کروانے سے یا کسی اور چیز سے مشروط کر دیا جائے۔

جناب! اس کے ساتھ ساتھ ایک اور سبز کتاب میرے پاس ہے۔ ایک تو سبز کتاب ہمارے دستور کی ہے جس پر ہم عمل نہیں کرتے یا اس میں ہم نے جان بوجھ کر flaws چھوڑ دیے ہیں۔ یہ سبز کتاب جو بنائی گئی ہے، یہ PSDP Federal columns ہے۔ اس کے دس ہیں۔ اگر اس کے صفحے 12 سے ہم دیکھیں تو بقول کسی کے پڑھتا جا، شرمناتا جا۔ پھر اگر میں شہروں کے نام لے لوں کہ فلاں فلاں شہر کے لیے جو منصوبے ہیں یا فلاں فلاں صوبے کے لیے جو منصوبے ہیں، وہ دو دو اور تین تین سالوں میں مکمل ہو رہے ہیں۔ اس میں نام ہیں اور میرے دوستوں نے انہیں encircle کیا ہوا ہے۔ جب میرے صوبے کا نام آتا ہے تو صرف نام ہی آتا ہے، اس کے لیے پیسے کچھ اس طرح سے رکھے جاتے ہیں کہ اس project کو زندہ رہنے دیا جاتا ہے اور نہ مردہ۔ میں نے اس میں بہت ساری figures note کی ہوئی ہیں، آپ نے چونکہ مجھے وقت کا اٹھی میٹھی بھی دے دیا ہے

حالات

جناب ڈپٹی چیرمین: میری تمام سینیٹریز سے ایک گزارش ہے کہ جس جس نے speech کرنی ہے، آج speech کریں کیونکہ کل منظر صاحب کی wind up speech کی ہو گی۔ جس نے speech کرنی ہے وہ kindly اپنام لکھوائے۔

سینیٹر کامر ان مر رشی: میرے خیال میں، میرے بعد تو ایک scheduled caste دوست ہی رہ گئے ہیں۔ جناب! اس PSDP کے دس columns دیکھ لیجیے گا۔ ان میں پہلا سیریل نمبر ہے، پھر اس کے بعد project کا نام ہے، پھر approval status ہے، estimated ہے، پھر project کا name ہے، چنانچہ گلے ہیں۔ اس سے آپ کو 30-6 cost کو expenditures ہوئے ہیں، اس کے بعد اگلے ہیں۔ اس سے آپ کو چلتی ہے کہ project کب شروع ہوا تھا اور کب end ہو گا۔ کس project کے لیے کتنی amount میں صرف وقت بچانے کے لیے اس سبز کتاب کے دس columns آپ کے سامنے refer کر رہا ہوں، اس کو آپ جتنا جتنا پڑھتے جائیں گے، صوبوں میں بیٹھے ہوئے چھوٹے صوبوں کے لوگ جتنا جتنا پڑھیں گے، پڑھتے جائیں گے اور شرمناتے جائیں گے۔ ان کو شرم اس بات پر آئے گی کہ اس وفاق میں ہمارے ساتھ سلوک کیا کیا جاتا ہے۔ یہ ایک زیادتی کی بات ہے۔ اس کا redressal ہونا چاہیے۔ جب ایسے شہر آ جاتے ہیں جو thickly populated یا بڑے اور مضبوط لوگوں کے ہیں تو ان کے projects دو یا تین سال میں مکمل کر دیے جاتے ہیں۔ دوسرا طرف بلوچستان کی بات ہو، سندھ کی ہو یا آپ کے اپنے صوبے کی ہو تو وہ دس سال اور پندرہ سال تک چلتے جاتے ہیں۔ ان کے لیے صرف اتنی رقم رکھی جاتی ہے کہ جسے دیکھ کر محض تکلیف کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔

ایک اور مسئلہ جو میرے صوبے کا ہے، میرے شہر کا بھی ہے اور میرے ملک کا بھی ہے۔ وہ مسئلہ missing persons کا ہے۔ یہ ہاؤس آف فیڈریشن ہے اور آپ نے اس ملک کو چلانا ہے، دستور کو بہتر کرنا ہے، معاملات کو بہتر کرنا ہے، لوگوں کو sense of participation کی ہے۔ میرے صوبے میں لوگوں کو اٹھایا جاتا ہے، کئی سالوں سے اٹھایا جا رہا ہے۔ اس کے بعد ان کی مائیں اور بہنیں سڑکوں پر بیٹھ کر احتجاج کرتی ہیں۔ بعض کی ہڈیاں کسی جگہ سے مل جاتی ہیں جبکہ بعض کی ہڈیاں تک بھی دستیاب نہیں ہوتیں۔ بعض کے بارے میں یہ بھی پتا نہیں چلتا کہ وہ زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ان کی ماؤں سے، ان کے بھائیوں سے، ان کے باپ سے کیا یہ expect ہے۔

کرتے ہیں کہ اس کے بعد پھر وہ ملک کی بات کریں گے، وہ ساتھ چلنے کی بات کریں گے، اکٹھے رہنے کی بات کریں گے۔ اگر انہوں نے کوئی جرم کیا تھا تو انہیں قانون کے سامنے پیش کر دیتے، evidence پیش کرواتے۔ اگر انہوں نے بہت بڑا جرم کیا تھا تو انہیں evidence کی بنیاد پر موت کی سزا دلواتے۔ ان کے گھر والوں کو کم از کم پتا ہوتا کہ ہمارے بچوں نے کیا ظلم کیا تھا جس کے نتیجے میں ہمارے بچے کے خلاف عدالت نے یہ فیصلہ کیا ہے اور ultimately اس کی dead body ہے۔ اگر اس ملک کے مسائل کو سنوارنا ہے، اگر کم از کم بلوچستان کو سنوارنا ہے، اگر بلوچستان کے معاملات کو ٹھیک کرنا ہے تو اس کا جواب ابتدائی دھاکا ہے، وہ missing persons کو منظر عام پر لانا ہے۔ نہ صرف منظر عام پر لانا ہے بلکہ درمیان میں جو mishaps ہو گئے ہیں، وہ بچے جو کسی نہ کسی طرح سے مار دیے گئے ہیں یا وفات پا چکے ہیں، ان کے بارے میں وفاق کو، سرکار کو، ریاست کو یہ بات سامنے لا کر کم از کم اس کی معافی تلاشی طلب کرنی چاہیے۔ کیا آپ نے ان کی ماؤں کو اور ان کی بہنوں کو آئندہ دس سالوں تک بھی سڑ کوں پر بٹھائے رکھنا ہے؟ کیا وہ اسی طرح سے کبھی سامنے آکر بیٹھیں گی، کبھی کوئی میں پر لیں کلب کے سامنے بیٹھ کر کمپ لگائے رکھیں گی؟ اگر اسی طرح یہ کمپ لگے رہے اور یہ معاملہ سیدھا ہے تو اس کا نتیجہ ٹھیک نہیں نکلے گا۔ یہ ابھی جو چھوٹا سا پودا ہے، اب شاید بڑا ہو گیا ہے مگر اس کے بعد یہ اتنا بڑا ہو جائے گا اور کانٹوں بھرا ہو گا تو پھر وفاق سے سنبھالا نہیں جائے گا۔ پھر اس کے بعد وفاق اسے کاٹ نہیں سکا ہے، نگل سکا اور نہ اگل سکا گا۔ یہ جو missing persons کا زہریلا پودا لگایا گیا ہے، اس مسئلے کا حل ہونا چاہیے۔ اس کی معافی تلاشی ہونی چاہیے۔ ان باقتوں کو منظر عام پر لایا جانا چاہیے۔ اس کے لیے جو responsible ہیں، انہیں منظر عام پر لانا چاہیے، پھر یہ بلوچستان کا ظرف ہے کہ بھلے انہیں معاف کرتا ہے یا نہیں۔

جناب! میں نے اتنا وقت نہیں لیا جتنا میرے باقی دوستوں نے لیا ہے، میں بالکل relevant ہوں۔ میرے بعد صرف ایک آدھ دوست رہ گیا ہے۔ میں ابھی اپنی بات کو ختم کر دوں گا۔ بات صوبوں کی چل رہی تھی، میں نے آپ کو دیکھا مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے گپڑی پہنی ہوئی تھی۔ میں آپ کی تعریف اس لیے نہیں کر رہا کہ مجھے آپ وقت دیں گے، آپ بھلے مجھے وقت نہ دیجیے کا مگر اس لیے کہ آپ اپنے cultural dress میں آئے ہیں۔ آپ culture کے کو دستور بھی protect کرتا ہے۔ جب رانا صاحب بات کر رہے تھے تو درمیان

میں پنجابی میں بات کر رہے تھے تو مجھے بہت اچھا لگ رہا تھا کہ انہوں نے پنجابی میں بات کی۔ میں اور ربانی صاحب باہر بیٹھتے ہیں تو پنجابی میں بات کر لیتے ہیں۔ کتنا اچھا ہوتا کہ آج اس ایوان میں پشتو میں بھی تقاریر ہوتیں، کتنا اچھا ہوتا کہ آج اس ایوان میں بلوچی میں بھی تقاریر ہوتیں، کتنا اچھا ہوتا کہ آج اس ایوان میں سندھی میں بھی بات ہوتی، پنجابی میں ہوتی، اردو میں بھی ہوتی، آپ انگریزی میں کر سکتے ہیں تو پتا نہیں مجھے بھی انگریزی صحیح سمجھ آتی ہے یا نہیں آتی۔ آپ اس وفاق کی علامت ہیں اور کم از کم ان معاملات کے لیے کوئی وسائل درکار نہیں ہیں۔ میں نے جو بہت ساری چیزیں آپ کے سامنے عرض کی ہیں، ان کے لیے صرف ایک سیاسی سوچ درکار ہے، اب تو translation کی سہولت میسر ہے، آپ نے صرف system کو upgrade کرنا ہے، اس کے بعد بلوچی سے بھی translate ہو جائے گی، اس کے بعد پشتو سے بھی translate ہو جائے گا، اس کے بعد سندھی سے بھی translate ہو جائے گا۔ اس لیے ساتھیوں کو اس چیز کو دیکھنا چاہیے۔

جناب والا! اس کے بعد تنخوا ہوں کی اور مہنگائی کی بات آتی ہے۔ ہم نے تنخوا ہوں میں 20% اضافہ recommendation کیا ہے، اب وہ recommendation مانی جائے یا انہ مانی جائے لیکن تنخوا ہیں واقعی کم ہیں۔ 20% بھی اس قابل نہیں ہے کہ لوگ اس مہنگائی کو meet کر سکیں۔ ان تین سالوں میں گیس کے rates 200% بڑھ گئے، میں ڈاکٹر صاحب کو، وسیم صاحب کو، ان کی حکومت کو blame نہیں کر رہا یہ حقیقت ہے، وہ کہیں کہ ربانی صاحب کی وجہ سے، چلیں کامران کی وجہ سے، کسی کی وجہ سے ہے لیکن اب آپ کے پاس incidentally حکومت ہے، اس لیے ان معاملات کو ٹھیک ہونا چاہیے۔

جناب والا! آخر میں ایک بات ہے کہ سندھ کی بات بھی کی تھی، شبی فراز صاحب نے judgement کے حوالے سے بھی بات کر گئے تو میں دو باتیں کر کے conclude کروں گا۔ انہوں نے جس judgement کی بات کی، اگر میاں نواز شریف والی judgement کا conclusion پڑھیں، میں legal fraternity سے تعلق رکھتا ہوں، میں انہیں appeal کر دیتا ہوں۔ اس کا آخری paragraph دیکھ لیں، ایک طرف وہ WhatsApp dismiss کر رہے ہیں، دوسری طرف انہیں right of restructuring ہوئے رہے ہیں، تیری طرف وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر application file ہوئی تو قانون کے مطابق اس کے ساتھ

deal کیا جائے گا، میرے خیال میں آخری paragraph میں اتنا تضاد ہے، عدالت کا ادب اور احترام ہے لیکن judgement کے آخری paragraph سے یہ ایسی مناسب بات نظر نہیں آ رہی ہے، کوئی غیر مناسب سی ہے۔

جناب والا! میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ دن پہلے بلوجستان اسمبلی میں ایک واقعہ ہوا۔ بلوجستان اسمبلی میں جو لوگ احتجاج کر رہے تھے، لوگ احتجاج کرتے ہیں، ہم بھی کرتے ہیں، آپ بھی کرتے رہے ہوں گے، آپ بھی کبھی اپوزیشن میں رہے ہوں گے، ربانی صاحب کے وقت ممکن ہے آپ نے بھی چیزوں کو oppose کیا ہو گا۔ ان لوگوں پر گاڑی چڑھانا، کیا یہ ہمارا culture تھا یا یہ جمہوریت ہے کہ لوگ اس طرح احتجاج کے لیے بیٹھے ہوں اور ان پر گاڑی چڑھادی جائے، انہیں اس طرح مارنے کی کوشش کی جائے؟ وہ صوبائی اسمبلی کے ممبران تھے۔ یہ سارے کام لوگ تو نہیں کرتے، ہاں البتہ selected کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈی چیئرمین: سینیٹر اسد جو نجیو صاحب۔ سینیٹر محمد ایوب خان آفریدی صاحب۔

Senator Muhammad Ayub

سینیٹر محمد ایوب: شکریہ، جناب چیئرمین! آج ہمارے خاندان کے لیے اور پورے قبائل کے لیے بڑے فخر کی بات ہے کہ ایک نوجوان اپنے culture اپنی پگڑی کے ساتھ سینیٹ اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں، یہ بڑے فخر کی بات ہے۔
(اس موقع پر ڈیک بجائے گئے)

سینیٹر محمد ایوب: مجھے یقین ہے کہ سارے قبائل اس پر فخر محسوس کر رہے ہوں گے، ہم اس کے لیے وزیر اعظم صاحب کے بھی شکر گزار ہیں کہ انہوں نے عزت کی پگڑی قبائل کے سر پر رکھی۔ جناب والا! میں سب سے پہلے وزیر اعظم اور ان کی معاشی team کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے سخت مشکل وقت میں زردست عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ انہوں نے اس بجٹ میں show approximately 4% growth target ہے کیونکہ اگر آپ معاشی indication دیکھیں گے تو میں سمجھتا ہوں یہ 4% بہت محتاط ہے کیونکہ اس growth پر بہت پریشان بھی ہے اور حیران بھی ہے۔ یہ کہ یہ 4.5% پر جا سکتا ہے۔ اپوزیشن اس growth پر بہت پریشان ہے اور حیران بھی ہے۔ یہ اس بات پر حیران ہوں گے کہ انہوں نے جو معیشت ہمارے حوالے کی تھی جس کی ایک مثال یہ بنتی

ہے کہ ایک کینسر کا مریض جب آخری سانسیں لے رہا ہوتا ہے، اس حال میں انہوں نے یہ ہمارے حوالے کی تھی۔ ان کو یقین تحاکہ آنے والی کوئی بھی حکومت اس معیشت کو سنپھال نہیں سکے گی لیکن میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم عمران خان ایک عام وزیر اعظم نہیں ہیں، یہ ولی اللہ ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے، میں آپ کو اس کی وجہات بتاتا ہوں کہ جب یہ نہیں، پچھیں سال پہلے شوکت خانم ہسپتال بنارہے تھے تو انہوں نے بیس ڈاکٹروں کو اکٹھایا اور ان سے مشورہ لیا کہ میں کینسر ہسپتال بنارہا ہوں تو میں میں سے انیس ڈاکٹروں نے کہا کہ یہ نہیں بن سکتا۔ ایک ڈاکٹر نے کہا کہ یہ بن سکتا ہے لیکن یہ donation پر نہیں چل سکتا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اللہ پر بھروسہ ہے، یہ ہسپتال بننے کا، ہسپتال بننا اور چل بھی گیا۔ اس کے علاوہ پشاور میں ہسپتال چل رہا ہے، اس کے ساتھ ساتھ کراچی میں بھی ہسپتال بن رہا ہے۔ اس لیے جسے اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے تو پھر اللہ اس کی مدد کرتا ہے کیونکہ ان کی نیت اور کام میں خلوص ہے۔ انہوں نے پاکستان کو بدل دیا ہے۔ جس کی نیت اور کام میں خلوص ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ میں برکت ڈالتا ہے، ان کے ہاتھ میں برکت ہے۔

آپ یقین جانیں کہ جب ہم نئے نئے آئے تھے، میں as a businessman، یکہ رہا تھا، میں finance کو سمجھتا ہوں، میں خود مایوس ہوتا تھا کہ ہم اسے کس طرح سیدھا کریں گے؟ اس کے ساتھ کرونا آگیا، پوری دنیا کرونا کی وجہ سے تباہ و بر باد ہو گئی ہے۔ وزیر اعظم نے جو لائچہ عمل تیار کیا اور اس پر چلے، باقی سارے professionals، doctors، یہ سمجھ رہے تھے کہ پاکستانی قوم سڑکوں پر مرے گی، ہمارے ہسپتالوں کا نظام بہت weak ہے، ہم انتظار میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے کتنا فضل کیا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر فضل کرتا ہے تو اسے کوئی ایمانار لیڈر دیتا ہے، ہمارے وزیر اعظم عمران خان صاحب politician نہیں ہیں، پہلے آنے والے politicians تھے جن کی نظریں elections پر تھیں، جن کی نظریں اپنی جائدوں پر تھیں، جن کی نظریں اپنے بیگلوں پر تھیں، لندن کی جائدوں پر تھیں۔ ان کی نظریں ان چیزوں پر نہیں ہیں، ان کی نظر اپنی نسل پر ہے، جو لیڈر ہوتا ہے وہ اپنی نسل پر نظر کرتا ہے اور politician صرف اپنے election پر نظر رکھتا ہے، اس لیے اس میں فرق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ولی ہے، اس پر فضل ہے۔ پوری دنیا میں economy یچے کی طرف جا رہی ہے، امریکہ، یورپ، ایشیا کو دیکھیں کہ یہ 10% قرضدار ہو گئے، minus میں چلے گئے جبکہ ہماری growth ہوئی اور یہ growth اس

طرح نہیں ہے۔ اپوزیشن والے سمجھتے ہیں کہ ہم جو growth دکھارہ ہے میں شاید ہم جھوٹ بول رہے ہیں، اس طرح نہیں ہے، ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:
ہمارے منہ سے جو نکلے وہی صداقت ہے
ہمارے منہ میں تمہاری زبان تو نہیں ہے

ہم صرف حق بولتے ہیں۔ فضل صرف سچے لوگوں پر ہوتا ہے۔ ہماری پارٹی کے بارے میں آپ جو بھی بات کریں لیکن وزیر اعظم کی صرف یہی نیت ہے اور ان کا یہی mission ہے کہ پاکستان کے غریب عوام کو کسی طرح اچھی زندگی مل سکے۔

جناب والا! اکثر یہ بات کرتے کہ ہم کون دیکھیں کہ ہم نے کیا کیا، اپنے آپ کو دیکھیں، آپ کو اڑھائی سال ہو گئے ہیں لیکن ہم جب تک یہچے کی طرف نہیں دیکھیں گے، ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہم اسے دیکھ کر آگے کی طرف جاسکتے ہیں، اپنی رفتار بتاسکتے ہیں۔ جب یہ گئے اور ہمارے حوالے کیا تو current account deficit 20 billion dollars کا تھا، یعنی یہ جو import کرتے تھے اور ہماری جو exports ہوتی تھیں اس میں 20 billion dollars کا تھا جو بہت زیادہ تھا۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا دور بہت سنہری تھا، اگر ہم اسی سنہری دور کو follow کرتے تو پھر ہمیں اسی طرح ہر سال 20 billion dollars کا قرض لینا پڑتا لیکن وزیر اعظم نے یہ نہیں کیا۔ ہمیں فخر ہے اور اللہ کا شکردا کرتے ہیں کہ آج 20 billion dollars کا خسارہ بھی نہیں ہے اور ہم surplus میں ہیں، ہم تقریباً 800 million dollars surplus میں ہیں۔

انہوں نے دوسرا بجٹ خسارہ چھوڑا تھا، آمدنی اور خرچ میں تقریباً 60% کا فرق تھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تین، سارے تین ہزار ارب روپے نقصان میں تھے، وہ کیسے نقصان پورا کرتے تھے؟ وہ commercial banks سے قرض لیتے تھے اور اس کو پورا کرتے تھے اس کا ایک اور نقصان یہ ہوتا تھا کہ جب حکومت بینک سے قرض لیتی ہے تو پھر وہ اندھسری کو قرض نہیں دیتی کیونکہ ان کا target sales and income ہو جاتا ہے، اس وجہ سے ہماری اندھسری رک گئی اور بینک حکومت کو پیسے دینے لگے۔ آج اللہ کا شکر ہے کہ وہ خسارہ صفر پر آگیا ہے اگر آپ اس میں سود کی payment کالیں گے تو ہم surplus میں ہیں اور ہمارا بجٹ خسارہ بھی surplus میں

Economy کی زبان میں اس کو prime surplus کہتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

ہے۔

تیسرا انہوں نے جب حکومت چھوڑی تو ہمارے reserves بہت کم تھے اس وقت ہمارے reserves کے قریب تھے کیونکہ سب کچھ امپورٹ ہو رہا تھا۔ اس ملک میں سب کچھ امپورٹ ہو رہا تھا جس کی وجہ سے reserves میں کمی تھی اور انہوں نے مصنوعی طور پر ڈالر کو 100 روپے پر رکا ہوا تھا جس سے یہ ہوا کہ باہر کی چیزیں سستی ہو گئیں، ہماری اندھری بند ہو گئی اور سب کچھ باہر سے آنے لگا۔ جب باہر کی چیزیں مہنگی ہو گئیں تو ہمارے ہاں بھی سب کچھ مہنگا ہو گیا کیونکہ ہم امپورٹ پر تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج reserves سے زیادہ ہیں۔ اب آپ دیکھ لیں کہ یہ تین چیزیں انہوں نے ہمارے لیے چھوڑی تھیں اور دو، ڈھائی سال میں کورونا اور ساری مصیبتوں کے باوجود وزیر اعظم صاحب اور ان کی ٹیم نے کیسے comeback کیا۔ اس سب میں انسان کی مہارت سے زیادہ ہمارے وزیر اعظم صاحب پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور برکت ہے جس کی وجہ سے ساری direction اللہ تعالیٰ نے سیدھی کر دی اور اس وقت صحیح سمت میں جا رہے ہیں۔

اس کے ساتھ یہ لوگ بات کرتے ہیں کہ غریبوں کے لیے کچھ نہیں کیا تو غریبوں کے لیے ہی تو سب کچھ ہے۔ یہ پورا بجٹ غریبوں کے گرد گھومتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ احساس پرو گرام میں بہت زیادہ شعبے ہیں جس کے لیے 260 billion روپے رکھے گئے ہیں اور احساس پرو گرام ایسا پرو گرام نہیں ہے جیسے ان کے پرو گرام تھے کہ اپنے رشتہ داروں، ورکرز کو دو اور سب کو دو بلکہ یہ پرو گرام بڑا ہے اور اس کی نادر اسے merit based programme ہے اور اس کی نادر اسے checking ہوتی ہے اور یہ حقداروں تک پہنچتا ہے جس کی گواہی World Bank نے بھی دی ہے کہ پاکستان کا احساس پرو گرام بہترین پرو گرام ہے، یہ ان کے الفاظ ہیں۔ اس کے علاوہ وزیر اعظم صاحب کو health card کی وجہ سے دعائیں ملتی ہیں، لوگوں کو صحت کی سہولت مل رہی ہے۔ میں ایک دن پشاور میں تھا تو جگرے میں ایک شخص آیا جو وزیر اعظم صاحب کو دعائیں دے رہا تھا جس کا نام غلام حسین ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ آپ ہمارے وزیر اعظم صاحب سے اتنے خوش ہیں اور دعائیں دے رہے ہیں تو اس نے کہا کہ میں دل کا مریض تھا اور جب ہسپتال گیا تو ڈاکٹر نے کہا کہ

تمہارے علاج پر تین لاکھ روپے خرچ ہوں گے، میں غریب آدمی ہوں میرے پاس تین لاکھ روپے نہیں تھے، جب میں واپس آیا تو کسی نے مجھے بتایا کہ آپ جا کر health card بنا لیں، جب میں وہاں گیا تو بغیر سفارش کے مجھے آدھے گھنٹے میں health card مل گیا پھر میں دوبارہ ڈاکٹر کے پاس گیا جس نے دس لاکھ میں سے تین لاکھ minus کیے اور میری bypass surgery ہوئی جس سے مجھے نئی زندگی مل گئی۔ وہ شخص ہمارے وزیر اعظم صاحب کو دعائیں دے رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری آدمی عمر انہیں دے تو آپ بتائیں کہ ایسا آدمی کیسے ناکام ہو سکتا ہے جب اس کے ساتھ اتنی ساری دعائیں ہوں۔ سب سے زیادہ مشکل وہ ہوتا ہے کہ جب مریض آپ کے گھر میں ہوتا ہے والدین پر بیشان ہوتے ہیں لیکن وہ کچھ نہیں کر سکتے، بے چارے اور ہرا در بھاگتے ہیں لوگوں سے قرض مانگتے ہیں لیکن آج کے دور میں قرض بھی کوئی نہیں دیتا لہذا health card ایک بہت بڑی نعمت ہے جو ہر خاندان کو ملا ہوا ہے، یہ غربیوں کے لیے انہوں نے بہت بڑا کام کیا ہے۔

پاکستان میں جو wholesale growth ہے، اور retail میں overall growth میں ساڑھے آٹھ فیصد کی growth ہے جو کہ پہلے کبھی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ LSM جس کو large scale manufacturing کہتے ہیں 2011 کے بعد آج اس میں ساڑھے نو فیصد growth ہے۔ ہمیں ہر طرف سے positive indication مل رہی ہے جو بہت زیادہ stock exchange ایشیا کی بہترین پوزیشن پر ہے جو ایشیا کی نمبر 1 اور دنیا میں نمبر 4 پر ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ ہماری stock exchange پر لوگوں کو بھروسہ ہے اور وہ اس میں پیسا invest کرتے ہیں۔

پاکستان پر ایک اور مہربانی remittance سے ہوئی۔ آپ دیکھیں کہ آج ریکارڈ remittances باہر سے آئے جو پہلے کبھی نہیں آئے لہذا 30 فیصد growth سے اس مہینے کے آخر میں remittances تقریباً 29 billion کی پہنچ جائیں گے۔ ان exports کی وجہ سے ہم بچے ہوئے ہیں کیونکہ ہماری exports تھیں اب تو export شروع ہو گئی ہیں جو ان کے زمانے میں نہیں تھیں اور کم تھیں لیکن اب-----

جناب ڈپٹی چیئرمین: جس جس نے تقریر کرنی ہے وہ kindly اپنے نام دے دیں کیونکہ کل منشی صاحب کی winding up speech ہو گی تاکہ سب کی باری آج آجائے۔

سینیٹر محمد ایوب: ٹھیک ہے ان شاء اللہ سارے کریں گے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو overseas Pakistanis ہیں اور جو پاکستان سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں انہوں نے پاکستان کو بہت زیادہ پیار دیا اور بہت پیسے بھیجے۔ اس لیے ہماری حکومت انہیں ووٹ کا حق دلائے گی جو ان کا حق ہے اور وہ پاکستان سے شاید یہاں رہنے والوں سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور ان کو ووٹ کا حق دینا چاہیے معلوم نہیں کہ اپوزیشن والے اس میں کیوں نکتے نکلتے ہیں لیکن ہمارے وزیر اعظم صاحب کی یہ commitment ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو یہ حق دلائیں گے۔ ایک اور بات کہ ہماری exports بہت بڑھی ہیں۔ Exports 3 فیصد growth سے آج 25 billion dollars سے زیادہ ہیں اور جو ہمیں ملی تھیں وہ 18 billion dollars تھیں لہذا یہ growth continuation ہے جو دو، تین سالوں میں بہت زیادہ ہو جائے گی، ہمارا ٹارگٹ ہے کہ یہ تقریباً 40 billion dollars ہونی چاہیے۔ جو نئی انڈسٹریاں لگ رہی ہیں اور جنہیں ہم ٹیکس معاف کر رہے ہیں کہ ان پر کوئی import tax نہیں ہے تو اس میں textile export 16 billion dollars آ رہی ہے۔ اس میں investment I.T. export 2 billion dollars سے کافی زیادہ ہو جائے گی۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ربائی صاحب! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ Speech سنیں، پلیز آجائیں نا اس کے بعد آپ کی speech بھی ہے۔

سینیٹر محمد ایوب: ہماری حکومت کا جو target area ہے وہ construction، agriculture اور خاص طور پر export industry ہے۔ اب construction میں ہماری حکومت نے کیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوتا تھا کہ foreclosure loan لائے ہیں جو کہ ساری دنیا میں ہوتا ہے۔ یہ انڈیا میں 20 فیصد ہے، امریکہ میں تو 80 فیصد ہے لیکن ہمارے ملک میں یہ نہیں تھا۔ ابھی ایک تو یہ فائدہ ہے کہ ہر شخص کے پاس گھر ہو گا، ہر غریب آدمی گھر خرید سکتا ہے اور جو اس کا کرایہ ہے وہ بینک کو دے گا۔ پاکستان میں پہلے یہ طریقہ کارہی نہیں تھا، بینک غریب کو loan انہیں دیتے تھے۔ یہ جو بات کرتے ہیں کہ غریب کے لیے کیا کیا تو ہم نے غریب کے لیے بینک کے دروازے کھول دیے جو سب سے بڑی بات ہے۔ میرا بیکوں کے ساتھ personal

بھی ہے جب آپ بینکوں کے پاس جاتے تھے تو banker آپ سے پوچھتا ہے experience کہ آپ کے پاس کیا ہے جس پر آپ بڑی بڑی باتیں کرتے تھے کہ میرے پاس پلازہ ہے، میرا یہ بنس ہے پھر وہ mortgage کرتے تھے اس کے بعد کام آگے چلتا تھا لہذا غریب آدمی کے لیے تو بینکوں کے دروازے بالکل بند تھے لیکن آج سارے بینک اس کے لیے تیار ہیں اور ہماری 40 industries directly or construction industry چل چکی ہے جسے growth نہیں بلکہ چل چکی ہے اس سے indirectly support کریں گی۔ اس سے growth نہیں بلکہ گی تو اور کیا ہو گا اس سے ان شاء اللہ بہت زیادہ growth ہو گی۔

اب agriculture کی بات کروں تو ہمارے لیے یہ اچھی بات نہیں ہے کہ ہم کھانے کی چیزوں امپورٹ کر رہے ہیں کیونکہ پچھلے 20 سالوں سے حکومتوں نے agriculture کے لیے کچھ نہیں کیا۔ اس حکومت نے کسانوں کو بغیر سود کے قرضے دیے، انہیں ڈھانی لاکھ روپے کیش دیا اور دو لاکھ سے وہ ٹریکٹر، equipment یا پھر کوئی بھی اس سے related چیز کر سکتے ہیں۔ جب آپ ان کو پیسے دیں گے تو وہ بہت زیادہ آگے جائیں گے لہذا ان کو پیسے بھی ملتے ہیں جس پر سود بھی نہیں ہے جس سے زراعت کو کافی فائدہ ہو گا۔ جب agriculture کی ہے production یا ٹریکٹر کی ہے اور جب control کی ہے تو جو مارکیٹ میں مہنگائی آتی ہے جس کے بارے میں ہر شخص شکایت کرتا ہے تو مہنگائی کو ہم کیسے control کریں گے؟ مہنگائی کو آپ ڈنڈے یا کورٹ کے آرڈر سے control کر سکتے ہیں یا مہنگائی کو آپ supply and control کی demands کریں گے۔ آپ مارکیٹ میں زیادہ سپلائی کریں تو جب آپ کی demand گرے گی تو چیزیں کم ہو جائیں گی۔ جب آپ کے پاس چیزیں نہیں تھیں تو وہ مہنگی ہوتی گئیں اور اب آپ نے کسانوں کو قرضہ دیا تو یہ چیزیں بہت زیادہ کاشت ہوئیں جس سے ہماری production یا ٹریکٹر کی تونہ صرف پاکستان کے اندر بلکہ ہم ان شاء اللہ export کرنے والے ملک میں شامل ہو جائیں گے۔ ایک اور اچھی بات اندھر سڑی کی ہے کہ انہوں نے جو فائدہ export industry کے لیے دیا ہوا ہے کہ جتنے لیکس تھے وہ ختم کر دیے اور ان کے لیے raw material کی import کوئی customs duty نہیں ہے، اس پر کسی قسم کا کوئی لیکس نہیں ہے۔ اس سے آپ کے سارے کارخانے چل پڑیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے لیے یہ بنے گا۔

دوسری حکومت نے جو اچھا کام کیا ہے۔ ان کو جو بھلی اور گیس فراہم کی گئی ہے وہ بہت کم نرخ پر دیے گئے ہیں۔ Export والوں کو تقریباً ساڑھے چھ اور ساڑھے سات فیصد پر دے رہے ہیں۔ ابھی بنگلادیش یا انڈیا کو ہم کیسے compete کریں گے اگر ہم نے مہنگی بھلی اور گیس دی۔ اس حکومت نے بہت کم نرخ پر یہ چیزیں فراہم کی ہیں۔ اس وجہ سے ہماری export نے 25 billion dollars cross کر لیا ہے۔ ہماری حکومت کی یہ پالیسی بہت بہترین ہے۔ ان کو raw material بھی اسی طریقے سے مل رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں health card کے بارے میں کہنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے لوگ بڑے بڑے شہروں میں اپنے ذاتی ہسپتال بناتے تھے۔ بڑے شہروں میں امیر لوگ رہتے تھے اس لیے یہ ہسپتال بڑے شہروں میں بناتے تھے تاکہ ان کو علاج معالجہ کی سہولت آسانی سے حاصل ہو۔ اب ان صحت کارڈوں کی وجہ سے ہر گاؤں امیر ہو گیا۔ ہر گھر میں دس لاکھ روپے پڑے ہیں۔ یہ ہسپتال اب ان شاء اللہ ہر گاؤں میں بنتیں گے۔ غریب لوگ بھی اب ان ہسپتالوں میں جا کر علاج کر سکتے ہیں۔ اس طرح غریب لوگ اب اپنے گاؤں میں صحت کی سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں گے اور بڑے بڑے شہروں پر جو کثیر آبادی کا دباؤ ہے وہ بھی کم ہو جائے گا۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے جو merged tribal areas ہیں۔ فیڈرل حکومت نے تقریباً 54 billion dollar کے ہوئے ہیں۔ اس میں جو development fund ہے یا اس سے زیادہ ہو گا۔ میری حکومت سے ایک request ہے۔ وہ شاید 30 billion dollar کو گیری یہ بات حکومت کو convey کر سکتے ہیں کہ انہوں نے جو فاتا یعنی of the House of the Leader کے لیے merged tribal areas کے لیے amount رکھی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایوب صاحب! یہ روپے ہیں ڈالرز نہیں ہیں۔ سینیٹر محمد ایوب: ہاں، یہ روپے ہیں۔ یہ روپے بھی ہمارے لیے ڈالروں سے کم نہیں ہیں کیونکہ ہم نے 20 سال بہت بڑے وقت دیکھے ہیں۔ اگر حکومت نے یہ روپے ہمیں دیے ہیں تو یہ ہمیں ڈالروں کی طرح قبول ہیں۔ 30 billion روپے جو development funds ہیں ہمیں ڈالروں کے ذریعے خرچ ہوں اور KP حکومت کو نہ ملیں۔ KP حکومت نے پہلے سے ہی وہ رقم MNA یا سینیٹر کے ذریعے خرچ کریں۔ اگر یہ فیڈرل بجٹ ہے تو اس کا استعمال اپنا بجٹ دیا ہوا ہے۔ وہ اپنے MPAs کے ذریعے خرچ کریں۔

بھی MNA اور سینیٹر کے ذریعے ہو تو بہت صحیح جگہ پر یہ پیسے خرچ ہوں گے۔ جناب چیئرمین! میری ایک اور request ہے کہ ہماری ایک پارلیمانی کمیٹی بھی ملنی چاہیے تاکہ فاتا میں جو کچھ ہو رہا ہے ان پر وہ نظر رکھے اور چیزوں کو monitor کرے۔ اس کمیٹی میں صرف فاتا کے ممبران نہ ہوں بلکہ پورے پاکستان کے ممبران اس کمیٹی میں شامل ہوں۔ اس کمیٹی میں MNA صاحبان بھی ہوں اور سینیٹرز بھی شامل ہوں۔ ایک strong Committee ہوتا کہ جو کچھ وہاں پر ہو رہا ہے اس کو monitor کرے۔ جناب چیئرمین! ہمارے فاتا کی جو history ہے وہاں پر جو سیکرٹریٹ بنا تھا وہ کرپشن کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ انہوں نے ان لوگوں کو آگے پیچھے کر دیا ہے کیونکہ ان کو تجربہ حاصل تھا۔ جب یہاں پر ہماری ایک کمیٹی بنے گی اور جب وہ لوگ سارے معاملات کو دیکھیں گے تو بہت اچھے کام وہاں پر پایہ تک پہنچ جائیں گے۔ وہاں لوگوں میں یہ تشویش ہے کہ شاید حکومت یہاں پر کچھ بھی نہیں کرنا چاہتی۔ حکومت بہت کچھ کرنا چاہتی ہے لیکن وہاں پر جو نظام ہے اس کی وجہ سے لوگوں کو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اس کمیٹی کا فائدہ یہ ہو گا کہ ان شاء اللہ کام بہت اچھے اور تیز ہوں گے اور لوگوں کو نظر بھی آئیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، conclude کر دیں۔

سینیٹر محمد ایوب: میں conclude کرنا چاہ رہا ہوں لیکن فاتا کے بارے میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں Prime Minister Sahib اور وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ فاتا میں گھنی اور سینٹ کے کارخانوں پر جو 20 فیصد ٹیکس لگا ہوا تھا وہ سارے ٹیکس انہوں نے معاف کر دیے۔ اس سے FATA کے عوام بہت خوش ہیں۔ اب یہاں پر ایک مافیا ہے۔ اس مافیا میں KP اور مرکزی حکومت کے بھی کچھ منہضہ صاحبان ہیں ان کا بھی شاید اپنا interest یا شاید ان کی بھی اس قسم کی امنسٹری ہے۔ مجھے اس کے بارے میں معلوم نہیں ہے لیکن یہ مافیا کو شکش کر رہی ہے کہ حکومت وہ ٹیکس دوبارہ لگائے۔ میری حکومت سے اپیل ہے کہ یہ ٹیکس دوبارہ نہ لگائے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس وجہ سے ہماری امنسٹری رک جائے گی۔ کیسے رکے گی۔ 70 سال سے یہ امنسٹریز چل رہی تھیں۔ ان کی بھی چل رہی تھیں۔ اب تو دو سال ویسے بھی رہے گے۔ اس لیے مہربانی کر کے یہ جو دو سال ہیں ان پر یہ ٹیکس دوبارہ لاگونہ کیا جائے کیونکہ وہاں کے عوام ویسے بھی مایوس ہیں۔ اگر ہم نے

دوبارہ یہ تکیس نافذ کیا تو مایوسی بڑھے گی۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ یہ تکیس دوبارہ نافذ نہ کیا جائے تاکہ وہاں پر انڈسٹریز چلتی رہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر میاں رضا ربانی صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ سینیٹر ثنا جمالی صاحب۔

Senator Sana Jamali

سینیٹر ثنا جمالی: شکریہ، جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں سیاسی حوالے سے بات نہیں کرنا چاہتی بلکہ صرف بجٹ پر بات کرنا چاہتی تھی۔ میرے اپوزیشن کے ساتھی بھی چلے گئے ہیں مگر میں اپنے صوبے کی خاطر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ جناب چیئرمین! میرے ideal حضرت محمد ﷺ ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کو شش کریں کہ بجٹ پر بات ہو۔

سینیٹر ثنا جمالی: ہی، بالکل۔ جناب چیئرمین! میرے ideal leader حضرت محمد ﷺ ہیں اور میرا عوام ہوتے ہیں۔ حکومت ہمیشہ جو بجٹ بناتی ہے اس میں ان کی Unlikely Pakistan is 5th largest priority جس کو بجٹ بنانا ہوتا ہے اس کو اپنے resources، infrastructure and accommodation سب Mr. Chairman, I will stress on three points. Agriculture sector 24% of سے پہلے contribute کرتا ہے۔ ہمارا foreign exchange reserve 39% employees, labours ہم ہوتا ہے۔ اس حکومت میں ہمارے پاس فصلیں بہت آئی but still a lot is needed to be done in agriculture sector. جناب چیئرمین! ایک تو ہمارے پاس اچھا incentive and technology ہونی چاہیے۔ اس tunnel irrigation technology میں ہم drip irrigation کی طرف جائیں۔ ہم flood irrigation کی طرف جائیں۔ ہم farming کی وجہ سے

ہمارا پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر ہم پنجاب میں desert areas کو دیکھیں گے۔ وہ سارا drip irrigation کی وجہ سے cultivate میں agriculture fund میں جبکہ جو stress پر drip irrigation and tunnel farming میں اس میں پیسار کھا گیا ہے اس میں road farmers بہت سادے ہیں۔ ہم نے connectivity تو لگا دی ہے لیکن ہم کیا کوئی اس طریقے سے input and output کے ذریعے seed کے ذریعے invest کیے ہیں۔ جو انہوں نے دے رہے ہیں جو انہوں نے کے ذریعے fertilizer کے درمیان input and output کے ذریعے invest کیے ہیں۔ ہمیں balance کو لانا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کو بتا regarding my Province Balochistan ہے کہ بلوجستان کے area میں 40% agriculture facilities available ہیں یعنی water level ہے وہ بہت low ہو گیا ہے۔ ہمارے پاس but unlucky irrigate کرنے کے لیے دس سال Pistachio کو best pistachio world گلتے ہیں۔ اس کے درخت کو بیماری سے بچاؤ کے لیے دس سال ہمیں save کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ہمارے پاس Cherry ہے۔ اسی طرح ہمارے پاس best walnut ہے۔ ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی ہمارے پاس best Chestnut ہے۔ ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی International agriculture research increase market میں جو trend چل رہا ہے ان چیزوں کو preserve کرنے کے لیے ہمیں وہ irrigated market کو احادیث پاکستان میں لانے چاہیں۔ The other aspect کہ بلوجستان کا واحد area ہے نصیر آباد، جعفر آباد اور بولان اس جبکہ میں ان علاقوں کو بالکل neglect کر دیا گیا ہے۔ ضلع جعفر آباد میں 250 husking mills Middle East کے ملکوں ہے۔ سارے book میں پورا geographic level "O" کی rice export ہوتا ہے۔ ہم نے what is in Punjab, Balochistan and Sindh location پڑھا ہوا ہے کہ ہم کس طرح ان چیزوں کو اپنے ملک میں utilize کریں۔

جناب چیزِ مین! ایک اور مسئلہ rehabilitation of canals ہے، سندھ کی canals کی تو rehabilitation ہو رہی ہیں، پنجاب کی canals کی بھی rehabilitation ہو رہی ہے۔ ہماری واحد canal جو 1888 سے بنی ہوئی ہے، جو ضلع جعفر آباد، نصیر آباد اور بولان کو irrigate کرتی ہے، میں اس کی rehabilitation کے لئے حکومت سے گزارش کروں گی کہ اس کے لئے فنڈ رکھ جائیں۔

جناب چیزِ مین! اس کے علاوہ میں آپ کو بتاؤں کہ اس حکومت نے ہمارے صوبے کو بہت فنڈ دیے ہیں لیکن Southern بلوچستان کے نام سے، Northern ہو، Western ہو، Eastern ہو، بلوچستان ہو، ہم ایک صوبے کا حصہ ہیں۔ قائدِ ایوان بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سے گزارش کروں گی کہ جب بھی حکومت بلوچستان کو فنڈ دیا جائے تو Southern بولا جائے اور نہ Eastern بولا جائے، it should be said that this is for Balochistan. ادھر ایک negativity پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ خان صاحب جسیا لیڈر پہلے تھا نہ ہے کیونکہ اس کے اپنے ذاتی interests نہیں ہیں۔ اس کا اپنا interest یہ ہے کہ میری غریب عوام کی کیا پوزیشن ہے، میرے بلوچستان کے عوام کی کیا پوزیشن ہے۔ آج unlucky time میں ان کو بتاؤں کہ ان کے بلوچستان کا یہ حال ہے۔ جناب چیزِ مین! بجٹ ہمیں اس طرح feel کرایا جاتا ہے کہ Eastern بلوچستان میں کچھ نہیں ہے، بلوچستان میں کچھ بھی نہیں ہے تو میں نے کہا کہ میں یہ چیزیں Western میں میں یہ چیزیں limelight میں لاؤں۔

جناب چیزِ مین! ایک اور factor کہ اللہ تعالیٰ نے صوبہ بلوچستان کو 365 days 70 districts of sun light کے لئے 350 days دی ہوئی ہے۔ آپ نے but you never grid stations کو grid station دے دیے Southern Balochistan hottest کر ضلع جعفر آباد، ضلع نصیر آباد، ضلع بولان جہاں temperature 57 degree, last year ہم کوئی grid station upgrade کر دیں۔

جناب چیئرمین! ہم اس لئے گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے سارے صوبے کو آپ Solar grid stations پر لا کیں، جب آپ solar grid stations پر لا کیں گے تو وہاں کاربن کم ہو جائے گی، وہاں fuel consumption کم ہو جائے گی، لوگوں کو سہولیات ملیں گی۔ کوئی میں اٹھا رکھنے بخل نہیں ہوتی، I am resident of Chaman Housing، اسی طرح بلاج صاحب Kamran Murtaza is resident of Jinnah Town. بیٹھے تھے who is resident of Saryab Road آپ کوئی کا حشر دیکھیں۔ میں اس لئے چار گھنٹے سے آپ سے کہہ رہی تھی کہ اپنی اپوزیشن اور حکومت سے بولوں کہ میں قائدِ اعظم کے پاکستان میں تقریر کرنا چاہتی تھی کہ ان کو ہمارے facts and figures پتا چلیں، ہم ادھر دیواروں کو سنانے نہیں آئے کہ ہمارے صوبے میں کیا ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے بجٹ اجلاس کے پہلے دن واک آؤٹ کیا کہ میرے صوبے میں یونیورسٹی نہیں ہے۔ ہمارے ڈھانی کروڑ بنچے out of schools میں، میں، not as a member of Muslim کروں گی Pakistani citizen request آپ لوگ ہماری League, not as a member of PTI, being Pakistani قوم کو educate کریں، ہماری قوم کے لئے آپ لوگ وہ services provide کریں کیونکہ بیٹیوں کو rural areas میں پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ نے احساس پروگرام کے لئے ڈھانی سو بلیں روپے رکھے ہیں۔ کسی نے سوچا ہے کہ بلوچستان میں صرف چار ضلعوں میں احساس پروگرام ہے۔ پاکستان میں کتنے اضلاع ہیں؟ میں ثانیہ نشرت سے وزارتی ہوں کہ مجھے آپ وزیرِ اعظم کے پاس لے چلیں، میں روز قائدِ ایوان کے پاس جا کر اڑتی ہوں کہ ہمارا وزیرِ اعظم بلوچستان کے خلاف نہیں ہے۔ آپ ہمارے بلوچستان کی ہر تھیمل میں احساس پروگرام شروع کرائیں۔ ہم one window shop سے مستفید ہوں۔

جناب چیئرمین! ایک اور aspect climate change ہے، اس میں پاکستان tenth most effected countries of the world recognize ہے۔ آپ نے تو climate change کے لئے پیسار کہ دیا thought to protect the worlds' second largest forest of

Ziarat. جہاں قائد اعظم کی Lodge residency ہے۔ ہمیں گیس سلنڈر نہیں چاہیں، ہمیں آپ ایک production plan دیں۔ ہم نے یہ لڑائی بھگڑاں تین اپوزیشن پارٹیوں سے بیکھا رہے کہ ہم ابھی اپنا حق مانگیں گے، ہم ایسے نہیں جائیں گے۔

آج میں چار گھنٹے انتظار کرتی رہی ہوں، میرے گھر میں شادی تھی، میں نے کہا کہ نہیں آج میں کچی کینال کے لئے ضرور بولوں گی وہ کچی کینال جس کے لئے تین وزراء اعظم کی حکومتوں نے support کی ہے، وہ کیوں مکمل نہیں ہوتی ہے۔

Mr. Chairman, I need answer from my Opposition parties, from my Government parties. These benches are empty. That's why I am waiting that I should tell them.

آپ کے پاس چار ارب کا project ہے، آپ آئی ایم ایف کے پاس چلے جاتے ہیں کہ ہمیں قرضہ دو۔ آپ کو کچی کینال چار ماہ میں چار ارب دے گی۔ اس کا کیا قصور ہے؟ That it is PSDP میں رکھو، اس کے لئے پیسے کھاؤ۔ آگے آپ complete in Balochistan نہیں کریں۔ گوادر تو ہم سے چلا گیا، گوادر میں سارے باہر کے investors آگے ہیں۔ کچی کینال سے ساڑھے سات لاکھ ایکٹا باد ہو گی۔ اس کو نواز حکومت نے support کیا ہے، اس کو جزل مشرف نے support کیا ہے، اس کو زرداری حکومت نے support کیا ہے اور اس کو خان صاحب نے support کیا ہے۔ I need the answer that why this project is not being completed?

revenue کے دردے گا۔

آپ گوادر کے plan تو بنارہ ہیں، future of Pakistan lies in Kachi canal. جہاں Balochistan, future of Pakistan lies in Kachi canal. ہر آٹھویں بندے کو آٹھ آٹھ ایکٹا ملیں گے۔ چار گھنٹے میں آپ کو revenues میں گے۔ واپس انے تقریباً کام مکمل کر دیا ہے۔ اور ہم concerned bندوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ بڑا technical project ہے۔ بھی اسے follow کیسے ہے؟ جب آپ کا ملک agriculture based tributary پانچ آپ نے آگے follow کر کے بنانے ہیں۔ یہ چیزیں میں limelight میں لانا چاہتی تھیں۔

جناب چیئرمین! other aspect is health sector! اور اس میں ہماری حکومت نے بہت اچھا بجٹ رکھا ہے 2% but according to world report it کیونکہ ہم نے آگے اچھی صحت دینی should be increased to five per cent.

Last year, I appreciate COVID patients deal ہے، ہم نے کرنے ہیں۔ all my Opposition parties, all my Treasury Benches نے COVID crisis میں ہمارا ساتھ دیا۔ کوئی شہر کی یہ حالت تھی کہ ہمارے پاس آٹھ ویلنی لیٹرز نہیں تھے۔ آپ اندازہ کریں کہ ہم کس طرح کا lifestyle گزار رہے تھے۔ ہمیں کوئی موڑویں پر رہنے کا شوق نہیں ہے۔ اسلام آباد میں بھلی نہیں جاتی تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں۔ ہمیں ادھر کا خیال روز آتا ہے۔ آپ لوگوں کو میری speech harsh گلی ہو گئی but these are bitter facts کرنا چاہتی تھی unfortunately میں نے کہا کہ نہیں، ہمارے قائد ایوان میٹھے ہیں، ان کا شکر یہ کہ انہوں نے سنایا کیونکہ آگے وہ pursue کریں گے۔ ہم ان سے لڑ کر بھی کہیں گے کہ آپ نے بجٹ میں پیسے رکھے ہیں تو ان چیزوں کو آپ consider کریں۔ ہم ان چیزوں کو limelight میں لائے ہیں جو in better interest of the country and in better interest of the public ہیں۔ میری ذات پر لاثکانہ کا کوئی effect نہیں ہے، میری ذات پر رائے و نڈ کا کوئی effect نہیں ہے، میری ذات پر بنی گالہ کا کوئی effect نہیں ہے پر میں اپنے دوستوں سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ لاثکانہ، بنی گالہ اور رائے و نڈ کی سیاست سے نکلیں اور پاکستانی بن کر سوچیں کہ ہم نے باہر کے ممالک سے مقابلہ کرنا ہے، ہم نے بنی گالہ میں بیٹھ کر مقابلہ نہیں کرنا، ہم نے رائے و نڈ سے مقابلہ نہیں کرنا، ہم نے لاثکانہ سے مقابلہ نہیں کرنا۔ میں لاثکانہ کو اس لئے appreciate کرتی ہوں کہ ہماری first Prime Minister اس کے بارڈر کے علاقے کی ہوں تو میرے گھروالے بھی شاہجہانی کو سینیٹ میں نہیں لاتے۔

Mr. Chairman, these are the bitter facts of the life.

آن نواز شریف صاحب کے لئے ہمارا احترام ہے، وہ موڑوے بنتے ہیں، سکھرتک بنتے ہیں۔ اس کا کیا قصور ہے کہ سکھر سے سبی تک موڑوے نہیں بن سکتا ہے جو تین صوبوں کو connect کر سکتا ہے۔ Have you ever thought this? سال 1992 میں خان

صاحب کرکٹ ورلڈ کپ جیت کر آئے اور سب سے پہلے حکومت بلوچستان when Taj Jamali was C.M. انہوں نے شوکت خانم ہسپتال کے لئے نددیا on the basis کہ آپ چاروں صوبوں سے patients لیں گے مگر ہمارے صوبے میں لینکنسر ہسپتال اب بن رہا ہے۔ یہ میرے صوبے کے bitter facts ہیں۔ ہم اڑائی نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہم تماشابنا چاہتے ہیں۔

ہم اپنے crises کو کہیں کے کہ اگر آپ نے پاکستان کو Treasury Benches سے نکالنا ہے تو آپ بلوچستان کے ایک ایک کونے میں آئیں، وہ آپ کے لیے سونا بنا ہوا ہے، آپ کیوں باہر کے investors کے پاس جاتے ہیں؟ جب ہمارے پاس ایک ایک چیز اپنے صوبے میں موجود ہے۔ We are among the four intelligent nations of the world، ہمارے پاس اتنا skill ہے کہ ہم چانگی سے سونا کال سکیں، ہمارے پاس اتنا skill ہے کہ Gwadar Deep Sea Port, which is a largest sea port, we have one of the best shrimps in the world. Have you ever thought کہ ہم اس کو کس طرح utilize کر سکیں۔

جناب چیئرمین! یہ چیزیں تھیں، میں آپ کو limelight میں لانا چاہتی ہوں۔ Lastly, Khan Sahib has done a great work regarding 40% public PSDP میں اس سال women empowerment. women's wellbeing کے لیے رکھا گیا ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے universities کے لیے پیسار کھاہے۔

I want your permission to read a few points:

- i. Development of Fatima Jinnah Women University, Campus-II, Chakri Road, Rawalpindi.
- ii. Establishment of Azad Jammu and Kashmir Women University, Bagh.
- iii. Establishment of new campus for Government College Women University, Faisalabad.
- iv. Establishment of University campus for Women at Bannu.

- v. Strengthening of infrastructure, academic programmes of Government College Women University, Sialkot.
- vi. Women University campuses at Pishin and Khuzdar Districts.
- vii. Establishment of new campus of Lahore College for Women University.

یہ پچھلی حکومت نے نہیں رکھا۔ اس لیے آج میں آپ لوگوں سے لڑائی کرنے آئی ہوں کہ ہم نے جو points discuss کیے ہیں، ہمارے وہ request کریں۔ قائد ایوان کو میں ہوئی ہے اور آپ مجھ سے expect کریں گے کہ میں آپ کو budget pass کرنے میں ووٹ دوں گی۔ میں خان صاحب کے پاس بھی جاؤں گی کہ ہمیں کچی کینال مکمل کرو کر دیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تمام اراکین سے میری گزارش ہے کہ وہ آئیں اور اپنے نام لکھوائیں کیونکہ کل وزیر خزانہ کی winding up speech ہو گی۔ جو Senators Lobbies میں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو بھی بلائیں۔ جی سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب۔

Senator Rana Mahmood-ul-Hassan

سینیٹر رانا محمود الحسن: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ، جناب چیئرمین!

رفاقتوں کے نئے خواب خوشنما میں مگر

گزر چکا ہے تیرے اعتبار کا موسم

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بھی شاعر ہیں؟

سینیٹر رانا محمود الحسن: جی، موقع ملتا ہے تو ضرور بات کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ، آج آپ نے جو قبائلی گلزاری پہنچی ہے، وہ بھی آپ پر بڑی فوج رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: یہ بڑی اچھی روایت ہے جو آپ نے اسے بڑھاوا دیا ہے۔ آئندہ میں بھی کوشش کروں گا کہ راجہستان والی گلزاری باندھ کر آؤں۔ جناب والا! حبیب جالب نے کہا تھا کہ

”بیس روپے من آٹا، اس پر بھی سڑکوں پر سناتا“، صدر ایوب زندہ باد۔ اس وقت تو بیس روپے من آٹا ہوا تھا اور لوگ سڑکوں پر آگئے تھے۔ شاعر جو ہوتے ہیں، عوام کی نبض پر ان کا ہاتھ ہوتا ہے۔ وہ سلگتے ہوئے مسائل کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، وہ زمانے کی رفتار کو note کر رہے ہوتے ہیں۔ انہیں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں، جیلوں میں بھی جانا پڑا۔

ایوب خان صاحب کی حکومت تھی، انہوں نے ایک Fact Finding Commission بھیجا یا اور باقاعدہ پولیس کی ڈیوٹی لگادی کہ ہر گاؤں میں جا کر check کریں کہ ہماری حکومت کے خلاف کوئی سازش تو نہیں ہو رہی۔ اس وقت تو بیس روپے من آٹا تھا، سڑکوں پر سناتا تھا۔ ابھی 80 روپے کلو آٹا اور اس پر بھی سڑکوں پر سناتا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں کس کو زندہ باد کہوں۔ اس سے مسلک ایک لطیفہ ہے کہ ایوب خان نے پولیس کی ڈیوٹی لگادی کہ ہر گاؤں میں جا کر check کریں۔ پولیس کے ایس۔پی ففری کے ساتھ ہر گاؤں میں گئے۔ گاؤں کے میراثی نے بولا کہ حضور! کیا مسئلہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ تم check کرنے آئے ہیں کہ یہاں پر آئے کا بحران کیوں پیدا ہوا ہے۔ کیا لوگوں نے گندم ذخیرہ کر لیا؟ پہلے وہ گاؤں کے نمبردار کے گھر گئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ مرغیوں کو دنا کھلا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کیا کھلا رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ مرغیاں رکھی ہوئی ہیں اور ان کو دنا کھلا رہا ہوں۔ ایس۔پی نے کہا کہ انسانوں کے کھانے کے لیے تو گندم ہے نہیں، تم مرغیوں کو کھلا رہا ہے، لہذا تمہیں دوسال کی قید اور پچاس ہزار جرمانہ ہو گا، اسے ملتان جیل بھیج دیا۔

دوسرے کے گھر گئے اور پوچھا کہ تم بتاؤ۔ اس نے کہا کہ میں مرغیاں چھوڑ دیتا ہوں، وہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر جا کر کھائیتی ہیں، شام کو آ جاتی ہیں تو ہمیں گوشت بھی مل جاتا ہے اور اٹھے بھی مل جاتے ہیں۔ ایس۔پی نے باہر جا کر دیکھا تو واقعی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر مرغیاں دنا دنا کا چک رہی تھیں، انہوں نے کہا کہ یہ تو بڑی گندگی کا ڈھیر ہے، مرغیاں یہ کھائیں گی تو پیار ہو کر مرجائیں گی اور ایک نیا بحران پیدا ہو جائے گا۔ تم اب گوشت کا بھی بحران پیدا کرنے جا رہے ہیں، لہذا تمہیں بھی تین سال قید ہے، تمہیں میانوالی جیل بھیجتے ہیں۔ اس طرح check کرتے کرتے جب آخری گھر میں پہنچے تو وہ میراثی صاحب تھا، اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضور! یہ میرا گھر ہے۔ ایس۔پی نے کہا کہ تم بتاؤ؟ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضور! سارا دن آپ کی خدمت کی ہے، اگر آپ مجھے

سزا نہیں دیں گے تو میں سب کچھ سچ بتا دیتا ہوں۔ ایس۔ پی نے کہا کہ بتائیں۔ میراثی نے کہا کہ میں صحیح مرغیوں کو نقد پیسے دیتا ہوں، ان کا دل کرے جا کر بازار سے جو مرضی کھالیں۔

جناب چیئرمین! یہ کون لوگ ہیں، کون ان کے مشیر ہیں؟ بھی! کیا کر رہے ہو؟ بھی گندم کو برآمد کر رہے ہوا و کبھی درآمد کر رہے ہو۔ کبھی چینی کو برآمد کر رہے ہوا و کبھی درآمد کر رہے ہو۔ آپ سے کوئی معاملہ سنن جل ہی نہیں رہا۔ آپ اپنی پوری ٹیم کو لے کر بیٹھیں، اس پر سوچیں کہ ہمارا ذرعی ملک ہے، ہم درآمد نہیں کریں گے۔ ابھی کہا جا رہا ہے کہ 27 لاکھ ٹن گندم برآمد ہو رہی ہے اور تیس لاکھ ٹن باہر سے منگوارہے ہیں۔ بھی! آپ کے پاس کتنے عالی دماغ لوگ ہیں۔ غالباً نے کہا ہے کہ:

دامن پر کوئی چھینٹ نہ خجھر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

اللہ کے بندو! آپ کے دائیں بائیں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، جو نائب قاصد ہیں، lift operators ہیں، ان سے میں روز آ کر پوچھتا ہوں کہ تمہاری زندگی میں کیا فائدہ ہوا۔ کوئی مطمئن نہیں ہے بلکہ لوگ حد سے زیادہ پریشان ہیں کہ مہنگائی کا ایک طوفان ہے جو بڑھتا جا رہا ہے۔ گاڑیوں کی قیمتیں کم کرنے سے عام آدمی پر کیا فرق پڑے گا؟ وہ ستر ہزار مہنگی بھی خرید لے گا۔ وہ دولاٹ مہنگی بھی خرید لے گا، دولاٹ ستی بھی خرید لے گا۔ حکومت کو روزمرہ کی ضرورت کی چیزوں کو focus کرنا چاہیے تھا، ان کی طرف آپ توجہ دیں کہ لوگوں کو روز دو وقت آنا چاہیے، اس کو کیسے سستا کیا جاسکتا ہے، اس کو کیسے لوگوں کو باہم پہنچایا جاسکتا ہے۔ ہم کس طرح چینی کو سستا کر سکتے ہیں، اگر بھی تین گناہ مہنگا ہو گیا، کس طرح اگر کو سستا کر سکتے ہیں۔ اس میں کیا rocket science ہے؟ جہاں آپ دس ارب درخت لگانے جا رہے ہیں تو دو تین ارب درخت زیتون کے لگادیں۔ بجائے اس کے کہ آپ Motorways کے ارد گرد غیر پھل دار درخت لگا رہے ہیں، سارے کے سارے پھل دار درخت لگائیں۔ اگر اس سے کوئی security issues ہو رہے ہیں، اس کا پورا انتظام کریں۔ دیکھیں کہ جن علاقوں سے موثر وے گزر رہی ہے، ملتان سے گزر رہی ہے تو آپ ملتان میں آم کے درخت لگائیں۔ اگر سکھر اور میر پور خاص سے موثر وے گزر رہی ہے تو وہاں آپ کجھوں کے درخت لگائیں۔ اگر پہاڑی علاقوں سے موثر وے گزر رہی ہے تو وہاں آپ

زیتوں کے درخت لگائیں۔ آپ جتنا زیادہ زیتوں کے درخت لگائیں گے تو میرے خیال میں یہ اس قوم پر احسان ہو گا کہ آنے والے دنوں میں لوگوں کو اس ملک میں ایک صحت مند چیز دستیاب ہو گی۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ بھلے اعشار یہ بجٹ کے حوالے سے جو الفاظ کے گور کو دھندا ہے ہیں اس کو جتنا بھی بڑھا چڑھا کر یا گھٹا کر پیش کریں عام آدمی کے پاس کیا موقع ہیں۔ اس کے پاس ایک ہی موقع ہے کہ وہ ووٹ کی پرچی سے اپنا حساب و کتاب پورا کر سکے۔ اگر آپ نے ان کے ساتھ کوئی نیکی یا بھلائی کی ہے تو وہ ووٹ کی پرچی آپ کے صندوق میں ڈال دے گا۔ ووٹ کی پرچی کے ذریعے سے ہی اپنا انتقام لے سکتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا تھا

تاکہ پسپائی کامکاں ہی نہیں رہے باقی
ایک بار پھر سے سفینوں کو جلا دینا ہے
اکبھی ہم چپ ہیں یوم حساب آ لینے دو
ہم کو معلوم ہے کیا لینا ہے کیا دینا ہے

جناب والا! الحمد للہ میرا یہ چوتھا term ہے۔ 2002 میں پہلی مرتبہ میں قومی اسمبلی کا ممبر بن کر آیا تھا۔ اس وقت شہزاد و سیم صاحب بھی بڑے جوان تھے اور آج بھی جوان ہیں میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ شہزاد و سیم صاحب موجود ہیں۔ چینی کا آپ کو مسئلہ پیش آ رہا ہے، بڑے زمانے سے پیش آ رہا ہے۔ جناب والا! اس کا حل موجود ہے، آپ ملک میں چھوٹی شوگر میں لگانے کی اجازت دے دیں۔ آپ کے برادر میں ہندوستان ہے، انہوں نے دو ہزار چھوٹی شوگر میں لگانے کی اجازت برازیل نے لگادی ہیں، امریکہ نے لگادی ہیں Ecuador نے لگادی ہیں ہمارے لیے کیا مسئلہ ہے، صرف میں خاندانوں کے اندر ہی دولت کا ارتکاز رہے گا۔ ملک میں چھوٹی شوگر میں لگانے کی اجازت دے دیں، اس کا یہ خیال رکھا جائے کہ وہ کپاس والے علاقوں میں نہ ہوں۔ پہلے بھی ہمیں نقصان ہوا ہے، بنیادی طور پر تو گناہ میں ہے، گناہ ملک کی فصل ہے جہاں گیارہ سے بارہ مہینے بارشیں ہوتی ہیں۔ یہ ہمارے ملک کی فصل نہیں ہے یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، ظلم ہوا ہے۔ خاص طور پر ساؤ تھہ پنجاب میں، سندھ کے علاقوں میں قطعی طور پر اجازت نہیں ملنی چاہیے تھی۔ گنے سے تو صرف اور صرف چینی بن سکتی ہے۔ آپ چھوٹی شوگر میں لگادیں، اس کو آزاد کر دیں، چینی پوری دنیا سے امپورٹ کر سکتے ہیں۔ کپاس ایسی فصل تھی کہ زمینداروں کے لیے وہ ایک بہترین

چوائیں تھی۔ اب ان کے پاس اور choice بھی آگئی کہ وہ کپاس کے علاوہ مکی کاشت کر رہے ہیں، گناہ کاشت کر رہے ہیں اور چیزیں کاشت کر رہے ہیں۔ کپاس کے کم کاشت ہونے کا ملک کو نقصان ہو رہا ہے۔ ملک کو اس کا بہت بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ میں کوئی میش داں تو نہیں ہوں لیکن چار ارب ڈالر کی ہم نے کپاس باہر سے منگوائی ہے۔ ہم اب سے کچھ سال پہلے ہمترین پوزیشن میں تھے، ایک کروڑ بیچن لاکھ bales ہم نے export کی تھیں، اس وقت انڈیا اسی لاکھ پر کھڑا ہوا تھا۔ پھر آہستہ، آہستہ ہم اور انڈیا برابر ہو گئے اب انڈیا چار کروڑ پر چلا گیا اور ہم بیچن لاکھ bales پر آگئے۔ جناب والا! اس پر ہمارے جتنے بھی اعلیٰ دماغ کے لوگ ہیں اس پر بیٹھیں، اس پر سوچیں اور کپاس کی zoning کریں۔ انڈیا نے Monsanto کے ساتھ معاهدہ کیا، آپ اور ہم اس وقت ایک ہی مکیٹ میں تھے آپ ہمارے چیئر میں تھے۔ جب روئی باہر سے ہمارے پاس آئے گی تو کتنے ارب ڈالر ہمارا باہر جائے گا۔ اس میں جینگنگ کی انڈسٹری ہے، تھی ہے، اس کے سو مرافق ہیں۔ اس سے کپڑا بننے گا، دھاگا بننے گا، ساری چیزیں بیٹھیں گی۔ اوج ثریا تک جا کر ہم اس کو touch کر سکتے ہیں، بہت آگے تک جا سکتے ہیں۔ بہت سارے ممالک نے ہمارے سامنے ترقی کی ہے۔ ہمارے سامنے بنگلادیش ہے، ویٹ نام ہے، جو بالکل زیر و پر کھڑے ہوئے تھے وہ کہیں سے کہیں جا پہنچے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر کے لوگ اس میں آگئے ہیں، سفار آگیا ہے، فاطمہ ہے، نشاط ہے اور جو چند گروپ آگئے ہیں، ملتان کا محمود گروپ ہے۔ آپ ان کی حوصلہ افزائی کریں، ان کے ساتھ بیٹھیں، ان سے مشورے لیں۔ اس بات پر میرا قوی یقین ہے کہ بزرگ حکومت کا کام نہیں ہے، حکومت کے کرنے کا کام نہیں ہے، آپ پرائیویٹ اداروں کو موقع دیں، ان کی مدد کریں ان کے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھیں۔ کپاس کے لیے ہمیں جو بھی قربانیاں اٹھانی پڑیں، اس کے لیے جو بھی قدم ہمیں اٹھانا پڑے وہ ہم کریں۔

جناب والا! میں بہت شکر گزار ہوں اور پوچھنا چاہتا ہوں کہ زرعی تعلیم کے لیے ہم نے کتنے پیسے مختص کیے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: تھوڑا سا مختصر کریں۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: جناب والا! ہم ساؤ تھ والوں کی تو باری نہیں آتی، ہمارے پاس تو آتے آتے پانی ختم ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: آپ نے ہمیں کوئی دس شعر سنادیے۔

سینیز رانا محمود الحسن: شعر تو میرے پاس ابھی دو تین ہزار اور بھی ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ زرعی تعلیم، ہمارا بزرگتھے کے اوپر focus ہو رہا ہے، جس کو کہہ رہے ہیں کہ زراعت سے ہمارا مستقبل وابستہ ہے، اس کے لیے ہم نے لکھنے پیسے رکھے ہیں۔ شہروں کو تو ہم نے develop کر دیا، کیا ہم نے اپنے دیہاتوں کے بارے میں سوچا ہے، کیا ہم نے اپنے گاؤں کے بارے میں سوچا ہے۔ ہماری اسی فیصلہ آبادی دیہاتوں میں ہے۔ دیہات کے رہنے والے ہمارے لیے ہر قسم کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔ نہ ان کے پاس تعلیم کی سہولت ہے، نہ ان کے پاس صحت کی کوئی سہولت ہے، نہ ان کے پاس کوئی پینے کا صاف پانی ہے۔ دیہات والوں کی تو باری آتی ہی نہیں۔ کیا ہم نے گاؤں والوں کے لیے سوچنے کے بارے میں کوئی اپنا think tank بھایا ہے کہ اس کے بارے میں سوچیں کہ ہم اپنے دیہاتوں کو کیسے upgrade کر سکتے ہیں۔

کیا خاک کریں گے رفو قوم کے چاک گریاں کو
جنہیں اپنا پھٹادا من بھی سینا نہیں آتا

جناب والا! میرا subject fisheries ہے۔ پوری دنیا نے اور ہمارے آس پاس کے ممالک اس میں بہت ترقی کر رہے ہیں اور ہماری بد قسمتی ہے کہ پوری دنیا میں ہم سائٹھ سال number, 1, رہے ہیں۔ لیکن گزشتہ بیس سالوں میں دور دور تک ہمارا نام نہیں ہے۔ ہر ملک ویت نام، تھائی لینڈ، چینا، انڈیا، بنگلادش، تائیوان، ناروے ہر سال دو ارب ڈالر کی export ہے۔ سمندر ہمارے پاس گیارہ سو میل کا موجود ہے۔ کراچی والے ہمارے ساتھ بیٹھے ہیں، وہاں کی بے روزگاری کے issue کو ہم address کر سکتے ہیں۔ ہم fish cage farming کو شروع کر سکتے ہیں۔ پوری دنیا نے fish cage farming کو شروع کیا ہے۔ سمندر کے اندر پیداوار گھٹ گئی ہے، artificial طریقے کو پوری دنیا نے adopt کیا ہے اور ہم بھی کر سکتے ہیں۔ ویت نام میں، میں سات سال پہلے گیا تھا تو وہ پانچ ارب ڈالر export کو touch کر رہے تھے۔ اپنے ملک کی ضرورت کو وہ الگ پورا کر رہے تھے، صرف sea food میں ابھی وہ پندرہ ارب ڈالر کی cross export کر گئے ہیں۔ تھائی لینڈ بیس ارب ڈالر کو touch کر گیا ہے۔ چینا چالیس ارب ڈالر کو cross کر گیا ہے۔ چینا ہمارا دوست ہے ان سے مدد مانگ لیں کہ بھائی گواہ میں، جیونی میں، لسیلہ میں، کراچی کے ساتھ ساحل میں جتنا چاہیں fish cage farms

بنائیں۔ ان کے اپنے مالک کے پانچ پانچ کروڑ، آٹھ آٹھ کروڑ لوگ اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔
 آپ یہاں پر نوکریاں تو نہیں دے سکتے، وہاں پر ان لوگوں کو کھپا سکتے ہیں۔
 جناب والا! ہمارے وہ علاقے جہاں پر پانی کھارا ہے، پنجاب میں ہے، سندھ میں ہے،
 بلوجستان میں ہے وہاں ہم shrimp farming کر سکتے ہیں۔ اس میں سب سے بڑی ضرورت
 hatchingeries کی ہے، ہمارے پاس Hatcheries موجود نہیں ہیں۔ اس میں support کر کے، لوگوں کو صحت مند فوڈ
 کے لیے حکومت کرے اور ہم shrimp farming کر کے، جو مسئلہ ہو رہا ہے کہ ہمارے بچوں کی growth
 دے سکتے ہیں۔ ہمارے ساتھ جو مسئلہ ہو رہا ہے کہ ہمارے بچوں کی صحیح نہیں ہو رہی، ان
 کی نشوونما صحیح نہیں ہو رہی، ذہنی طور پر وہ ٹھیک نہیں ہو رہے، یہ سب سے بہترین خوراک ہے۔
 Sea food items سے زیادہ کون سی بہتر چیزیں ہیں۔ اگر ہمارے بچے استعمال کریں گے۔ میں
 سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس پوری ساحلی پٹی موجود ہے۔ پانی کے جتنے reservoirs ہیں، منگلا ہو،
 تربیلا ہو، کالا باع غبو یا اس کے ساتھ ایک اور بہت بڑی جھیل ہے کوئی ایک لاکھ ایکٹکے قریب ہے نام
 اس وقت ذہن میں نہیں ہے۔ اس کو ہم کر سکتے ہیں، یہ ہمارے لیے بہت آسان ہے کہ اس آسانی کے
 ساتھ اور یہ long-term منصوبے بھی نہیں ہیں، جس کا نتیجہ دس سال یا بارہ سال بعد برآمد
 ہو گا، یہ تو آپ مارچ میں لگائیں گے اور November میں آپ کی فصل تیار ہو جائے گی، اس کے
 متانگ ایک ہی سال میں برآمد ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رانا صاحب کو شش کر کے conclude کریں، ہمارے جتنے بھی
 ممبران ہیں، ان کو بلا نہیں کل Finance Minister کی winding-up speech ہو گی،
 اپنی اپنی speech کے لیے نام دے دیں۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: جناب چیئرمین! ایک مسئلہ ہمارے ملک کو دیک کی طرح کھائے
 جا رہا ہے، میں جناب قائد ایوان صاحب کی توجہ چاہوں گا، ہمارے foreign investors ملک
 سے کیوں بھاگتے ہیں؟ اس کا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پر اگر آپ کوئی معمولی کام بھی شروع کرنا چاہیں،
 میں جناب قائد ایوان صاحب کی توجہ پھر چاہوں گا کہ یہ بات آپ ہی آگے تک پہنچ سکتے ہیں، اگر ہم
 ایک petrol pump لگانا چاہیں یا کوئی چھوٹا کارخانہ لگانا چاہیں تو ہمیں 20,21 NOCs business
 چاہیں، ہم نے کہا تھا کہ ہم لوگوں کے لیے آسان کر دیں گے کہ وہ اس ملک میں

کریں لیکن ملک میں سینکڑوں companies کو میں جانتا ہوں جو یہاں سے اس لیے واپس بھاگ گئے وہ تین سال اور پانچ پانچ سالوں تک یہاں پر NOCs کے لیے لڑتے رہے لیکن ان کا result نہیں نکلا، یہاں bureaucracy میں، اچھے برے لوگ سب جگہ ہیں، سیاست دانوں میں بھی ہر طرح کے مکتبہ فکر کے، اچھے برے سب لوگ ہیں لیکن bureaucracy میں بھی اسی طرح کے لوگ موجود ہیں، جو کام کروئے میں commandos ہیں۔ وہ کام کو ایسے روکتے ہیں، کام کو پایہ تکمیل تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیتے ہیں، اس کی جو cost ہوتی ہے، اگر اسے ایک ارب میں بنتا ہے وہ دس ارب میں بھی نہیں بنتا ہے۔ اس کے لیے میں جانب قائد ایوان صاحب کو ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ آپ ان سارے معاملات کو حل کرنے کے لیے ایک meeting کر لیں، اس کو Public Accounts Committee میں لے کر آئیں، اگر آپ اس سے بھی مزید دائرة بڑا کرنا چاہتے ہیں تو مینے میں یا پندرہ دنوں میں تمام standing Committees کی joint meeting میں بلائیں، یا Convention Centre کے جو بھی مسائل ہیں، جو بھی اپنا اپنا مسئلہ لے کر آنا چاہتا ہے، آپ اپنی دائرہ میں رکھیں، اپنی دائرہ میں کسی اور کے ہاتھ میں نہ دیں، پارلیمنٹ کے جو ممبر ان ہیں وہ اپنے علاقے کے لوگوں کے مسئلے حل کرنے میں بہت دل چسپی رکھتے ہیں، صوبوں میں، صوبوں کی Standing Committee کو دے دیں۔ اگر یہاں کوئی NOC لینے جائیں تو آپ کی جنس تبدیل ہو جاتی ہے، آپ کے لیے ناممکن بنا دیا گیا ہے، آخری دو منٹ میں اپنے صوبے کے لیے بات کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی بھی دو منٹ ہیں؟ kindly wind up

سینئر رانا محمود الحسن: جہاں سے میں آیا ہوں اور جہاں کا رہنے والا ہوں اور جہاں کے لوگوں کا مجھ پر سب سے بڑا حق ہے، کہتے ہیں کہ:

میں زندگی کی دعامتگانے لگا ہوں بہت
جو ہو سکے تو دعاوں کو بے اثر کر دے
میری زمین میر آختری حوالہ ہے
سو میں رہوں نہ رہوں اس کو بارور کر دے

میں اپنے خواب سے کٹ کر جیوں تو میرے خدا
 اجڑا دے میری مٹی کو در بدر کر دے
 میرے خدا مجھ کو اتنا معتبر کر دے
 میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو گھر کر دے

آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ سو دنوں میں آپ کے لیے الگ صوبہ بنادیں گے، 100 دنوں میں ہم تو منتظر ہی رہے، ایک سال بھی گزر گئے، تیرساں بھی تکمیل کے مراحل میں ہے، کہاں گیا وہ سرائیکی مجاز، لوگوں نے آپ سے امیدیں لگائی تھیں، اس بات پر آپ کو ووٹ دیے تھے حالانکہ میں جس شہر ملتان سے ہوں، میں نے وہاں پر ایک سوارب روپے خرچ کیا ہے، میری قیادت نے مجھ پر اعتماد کیا، میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب نے مجھ پر اعتماد کیا، میں نے وہاں پر ایک سوارب روپے خرچ کیے ہیں، آج یہ پورے صوبے میں تین universities ہنار ہے ہیں تو بغایں بجار ہے ہیں، میں وہ واحد MNA تھا جو ملتان کے لیے چار universities لے کر گیا، وہاں پر زرعی، engineering, women universities اور وہاں پر medical university ہنائی، میں اور بھی دو veterinary universities لے کر جا رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ جب بھی موقع دے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم لے کر جائیں گے، یہ تو صرف خواب اور خیال ہی کر سکتے ہیں، یہ صرف اس بات کو سوچ سکتے ہیں، اس کو پاپیہ تک پہنچا نہیں سکتے۔ ہماری قیادت نے ہم پر اعتماد کیا، الحمد للہ ہم نے ملتان کو capital کی صورت میں بنادیا ہے، اور اب ہم منتظر ہیں کہ آپ کی طرف سے صوبے کا اعلان کب ہو گا۔ اس بحث میں تو آپ نے سرائیکی صوبے کے لیے پیے نہیں رکھے، آپ نے وعدہ تو کیا تھا، اگر آپ ابھی پیے نہیں رکھ سکتے تو چلیں آپ الگ High Court ہی بنادیں، اس پر کوئی پارٹی اعتراض نہیں کرے گی، پیپلز پارٹی اور پی ٹی آئی بھی تیار ہے اگر آپ کو صوبے میں کوئی مسئلہ پیش آ رہا ہے تو آپ ہمیں دے دیں۔ ابھی آپ نے 35% نو کریوں کا کہا تھا، آپ ہمیں وہ دے دیں۔ آپ ہمارا الگ Public Service Commission South Punjab کا Service Tribunal دے دیں۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! ابھی تو یہ بات ایوانوں کے اندر ہو رہی

ہے، خدارا! جتنے مقتدر حلقة ہیں اس پر سوچیں کہیں یہ لڑائی یہاں سے نکل کر سڑکوں، محلوں اور
گلیوں میں ہو، ہم اس لڑائی کو وہاں لے کر جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ رانا صاحب۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: آپ نے تو ہما تھا صوبہ بنا دیں گے، بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر ہے۔

جھوٹ بولا ہے تو قاتم بھی رہو ظفر

آدمی کو صاحب کردار ہونا چاہیے

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، رانا صاحب مہربانی کر کے wind up کریں۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: بس میں آپ سے اجازت چاہتے ہوئے آخری بات کروں گا۔ بہت
باتیں تھیں جو کہنے والی تھیں کچھ دل کے اندر رہ گئے ارمان، باتیں تو بہت ہیں۔ ہماری قیادت نے اتنا
کام کیا اور ان کو راندہ درگاہ کر دیا، ابھی تو ہمارے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں آپ نے تمام ضمنی ایکشن کے
نتائج دیکھ لیے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مہربانی کر کے بجٹ پر آئیں۔

سینیٹر رانا محمود الحسن: یہ بجٹ سے مسلک ہے، آخر میں آپ سے یہ کہتے ہوئے اجازت
چاہوں گا۔

تو محنت کر، محنت داصلہ جانے، خدا جانے

توں ڈیوا بال کے رکھ چا، ہوا جانے، خدا جانے

اے پوری تھیوے نہ تھیوے، مگر بیکار تیں ویندی

دعا شاگر توں منگی رکھ، دعا جانے، خدا جانے

جناب ڈپٹی چیئرمین: ممبر زکو بلا کیں جنہوں نے تقریر کرنی ہے تاکہ ان کا نام لکھیں اور وہ
تقریر کریں، کل Finance Minister کی wind up speech کی ہو گی، سینیٹر
حافظ عبدالکریم صاحب۔

Senator Hafiz Abdul Karim

سینیٹر حافظ عبدالکریم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! پہلے تو میں آپ کی
اجازت سے اپنے علاقے کی کچھ بات کروں گا اور اس کے بعد میں ان شاء اللہ بجٹ پر بات کروں گا،

ہمارے علاقے میں آپ کے صوبے KP سے Indus Highway آتا ہے، کراچی تک جاتا ہے اور یہ سب سے shortcut route ہے، میرے خیال سے حادثات کے حوالے سے اس وقت پاکستان میں سب سے نمبر ون پر ہے، اس پر بہت زیادہ حادثات ہوتے ہیں، میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کے علاقے کے لوگ اور KP کے buses کے ذریعے کرچی اسی route سے جاتے ہیں، اگر Government اس کو اہمیت دے، Indus highway double کر دے خصوصاً ذیروں اسماعیل خان سے لے کر کشمیر تک double کر دے تو اس سے تینوں صوبوں کو فائدہ ہوگا، KP, Punjab and Sindh کا فائدہ بھی ہوگا۔ میری پہلی درخواست یہ ہے کیوں کہ مجھے امید ہے اور اس سے آپ کے علاقے کے لوگ بھی مستفید ہوں گے تو آپ میری تائید کریں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں، 2017 میں ہم نے NHA سے ڈی جی خان کے لیے بائی پاس منظور کرایا تھا اس کا ٹھیک دیا گیا تھا اور اس پر کام بھی شروع ہو گیا تھا۔ اس کے بعد نگران حکومت آگئی اور نگران حکومت کے بعد PTI کی حکومت آگئی۔ تین سال گزر گئے ہیں لیکن اس پر کام بند پڑا ہے۔ بلوچستان سے جتنی بھی traffic آتی ہے وہ شہر کے اندر سے ہو کر آتی ہے۔ بائی پاس اگر مکمل ہو جائے تو بلوچستان سے آنے والے لوگوں کو سہولت ہو جائے گی اور ڈی جی خان کے شہر کے لوگ بھی اس تکلیف اور اذیت سے نکل جائیں گے۔

وہ، تین ہفتے پہلے لادی گینگ کی ایک video آپ نے، بہت سارے لوگوں اور ہم نے دیکھی۔ لادی گینگ نے ڈیرہ غازی خان اور بلوچستان کے درمیان قابلی علاقہ، تو نسے کے علاقے کے قریب شادون لند کے علاقے میں اپنا اڈہ بنایا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے ایک video بنائی، ایک آدمی کو کپڑ کر اس کے دونوں ہاتھ کاٹ لے، پاؤں کاٹ لے اور پھر اس کو گولی مار دی اور اس کو viral video کو کر دیا۔ یہ علاقے میں آتے ہیں اور پر پیجی دیتے ہیں کہ اتنا بھتہ دے دیں تو ٹھیک ورنہ آپ کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا۔ میر آپ کے توسط سے، قائد ایوان بھی بیٹھے ہوئے ہیں ان کے توسط سے یہ مطالبہ ہے کہ جنوبی پنجاب اور ڈیرہ غازی خان کے عوام کو اس تکلیف اور اذیت سے نجات دلائی جائے۔ حکومت نے ان کے خلاف کارروائی کا اعلان کیا تھا لیکن تین ہفتے ہو گئے ہیں ابھی تک کوئی خبر

نہیں آئی کہ ان کے خلاف کیا action ہوا ہے؟ حکومت ان کے خلاف جو کارروائی کرنے جا رہی تھی اس کا کیا نتیجہ لکلا ہے؟

ہمارے بھائی جو سرکاری benches پر بیٹھتے ہیں ماشاء اللہ بجٹ کی بہت تعریف کر رہے ہیں کہ اس بجٹ کے آنے سے دودھ اور شہد کی نہریں بننے لگ گئی ہیں۔ ابھی ایک ساتھی کہہ رہے تھے کہ بجٹ کا محور غریب ہے۔ کچھ دن پہلے ہمارے وزیر دفاع نے قومی اسمبلی میں بیان دیا کہ خیبر پختونخوا میں کوئی غریب نہیں، مجھے دھکائیں غریب کہاں ہے۔ یہ سارا ڈرامہ ہے کوئی غریب نہیں ہے۔ جب آپ کے ہاں اگر کوئی غریب نہیں ہے تو آپ نے بجٹ میں غریب کے لیے کیا رکھا ہے۔ آپ بجٹ کی کامیابی کا دار و مدار دو چیزوں پر کر لیں، اس کو دو چیزوں سے پر کھلیں۔ آپ یہ چوتھا بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ ہر سال آپ نے وزیر خزانہ بدلا رہے۔ اگر آپ کا بجٹ یا مالی نظام ترقی کر رہا ہے تو پھر ہر سال وزیر خزانہ کیوں بدلتے ہیں۔ ہر سال وزیر خزانہ بدلنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کامالی system میں زور لگا لیں کہ اس پر بجٹ ہو رہی ہے اسی اثنامیں petrol کی قیمت بڑھ گئی، آٹے کی قیمت بڑھ گئی اور چینی کی قیمت بڑھنا شروع ہو گئی۔ ابھی تو اپنے بھی تو بجٹ پاس بھی نہیں ہوا۔ اللہ خیر کرے پتا نہیں غریب کے ساتھ کیا ہوتا ہے جب یہ بجٹ پاس ہو جائے گا۔ جب آپ بجلی کا rate بڑھائیں گے، جب آپ petrol, diesel کا rate 20 روپے سے 25 روپے یا پچیس سے تیس روپے تک بڑھائیں گے اس وقت جو مہنگائی کا طوفان آئے گا پھر آپ کو اندازہ ہو گا کہ کتنا اچھا بجٹ آپ نے پیش کیا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب آپ ہر سال بجٹ پیش کرتے ہیں اس کی تعریف کرتے ہیں کہ بہت اچھا بجٹ ہے لیکن اس کے جو نتائج عوام کو پورا سال بھگتے ہیں وہ عوام کے لیے خوفناک ہوتے ہیں۔ اس سے مہنگائی کا ایک طوفان آتا ہے۔ آپ نے پہلے سال بھی یہی کہا کہ بہت اچھا بجٹ ہے لیکن ناکام ہوا۔ دوسرے سال بھی آپ نے یہی کہا کہ بہت اچھا بجٹ ہے لیکن مہنگائی کا طوفان آگیا۔

تیسرا سال بھی آپ نے یہی کہا لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مہنگائی کا طوفان ہے۔ یہ آپ کو بھی اور ہمیں آگے چل کر پتا چلے کا کہ کتنا چھابٹ ہے۔

میں وزیر اعظم صاحب کی یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب وہ حکومت میں آئے تو کہا کہ ہم ریاست مدینہ بنارہے ہیں۔ انہوں نے ایک دعویٰ یہ بھی کیا تھا کہ ہم وزیر اعظم ہاؤس اور Government کے اخراجات کو کم سے کم کریں گے۔ وزیر اعظم ہاؤس اور جو گورنر ہاؤس ہیں ان کو یونیورسٹیاں بنائیں گے۔ ہوا یہ کہ وزیر اعظم ہاؤس کے اخراجات مسلسل تین سال سے بڑھ رہے ہیں۔ میں آپ کو پنجاب کے حوالے سے صرف ایک مثال دیتا ہوں، وفاق کے حوالے سے بھی مثالیں ہیں۔ پنجاب اسمبلی کا بجٹ 2018 میں 401 ملین تھا اور 2021 میں 1100 ملین ہے۔ آپ تو اخراجات کم کرنے آئے تھے، ریاست مدینہ بنانے آئے تھے مگر تین گنا اخراجات بڑھادیے۔ وہ گورنر ہاؤس جن کو آپ نے یونیورسٹیاں بنانا تھا، 2018 میں اس کے اخراجات 336 ملین تھے۔ 2021 میں اس کے اخراجات 542 ملین ہیں۔ کہاں گئیں وہ یونیورسٹیاں؟ کہاں گئے وہ ریاست مدینہ کے دعوے؟ آپ کہتے کچھ ہیں اور کرتے اس کے لاث ہیں۔

دوسرا آپ نے اعلان کیا تھا کہ ہم قرضہ نہیں لیں گے۔ ہم IMF کے پاس نہیں جائیں گے۔ خود کشی کر لوں گا لیکن IMF کے پاس نہیں جاؤں گا۔ سابقہ حکمرانوں پر آپ نے ہر قسم کا الزام لگایا کہ وہ چور اور بد دیانت تھے۔ جو کچھ بھی آپ کے منز میں آیا، آپ نے انہیں کہہ دیا۔ آپ صادق اور امین ہیں اور جنہیں آپ صادق اور امین نہیں سمجھتے، انہوں نے پچھلے پانچ سال میں دس ہزار ارب روپے سے کم قرضہ لیا تھا۔ اس دوران انہوں نے Motorways بنائیں، بجلی کے کارخانے لگائے، بہت سے اسپتال بنائے، Metro Bus system بنایا اور بہت بڑے، بڑے کام کیے۔ جس نے یہ کہا تھا کہ میں قرضہ نہیں لوں گا اور لینے سے پہلے خود کشی کرلوں گا، اس نے تین سال میں بلکہ یہ March figures کی ہیں، مطلب ابھی ڈھائی سال ہو رہے ہیں، 15,591 ارب روپے کا قرضہ لے پکے ہیں۔ آپ کی بات پر کون اعتبار کرے۔ آپ دعوے تو ریاست مدینہ کے کرتے ہیں اور عمل آپ کا یہ ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ میں قرضہ نہیں لوں گا۔ پچھلی حکومتوں نے دس سالوں میں دس ہزار ارب کا قرضہ نہیں لیا اور آپ ڈھائی سال میں 15,591 ارب روپے کا قرضہ لے پکے ہیں۔ آپ نے ایک اینٹ تک نہیں لگائی ہے۔ مجھے بتادیں اگر کوئی motorway بنایا ہے، کوئی

Metro Bus system بنایا ہے، بجلی کا کارخانہ لگا یا ہو۔ مجھے یہ بتادیں کہ ڈھائی سال میں جو 16 ہزار کے قریب قرضے لئے گئے ہیں، یہ سب کہاں گئے ہیں۔ میں اپنی بات جلدی ختم کرتا ہوں ورنہ آپ خود نہ کہہ دیں کہ conclude کریں۔

جناب! سابقہ حکومت یعنی میان نواز شریف کے دور میں بجلی کی قیمت کم ہوئی۔ جب وہ حکومت میں آئے تو اس وقت 13 یا 14 روپے فی یونٹ تھی۔ جب وہ گئے تھے تو گھر بیلو صارفین کے لئے فی یونٹ 10 روپے تھی۔ انہوں نے قیمتیں کم کیں۔ پڑول کا rate کم کیا۔ زرعی ٹیوب ویلوں کے لئے انہوں نے بجلی کی قیمت 5 روپے مقرر کی۔ ریاست مدینہ کے دور میں ان سے زیادہ قرضے لئے گئے۔ اگر ان کے ڈھائی سال اور آپ کے ڈھائی سال کا ratio کالا جائے تو یہ چار گنا زیادہ ہے۔ بجلی کے rate میں دوسو فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اسحاق ڈار صاحب نے ڈالر کو مصنوعی طور پر control میں رکھا ہوا تھا۔ میان نواز شریف اور اسحاق ڈار کے دور میں اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ ہوا تھا کہ ڈالر جو 112 یا 113 روپے تھا، وہ اسے 100 روپے تک لے آئے۔ وہ جب تک رہے تو ڈالر 100 سے 105 کے درمیان رہا۔ اس سے زیادہ نہیں ہوا۔ پانچ سال تک آئے کا rate وہی برقرار رہا۔ چینی کا result ہے۔ آپ کے دور میں اسی ہفتے میں ڈالر 6 روپے زیادہ ہوا ہے۔ ان کے پانچ سالوں میں ڈالر کا rate اتنا زیادہ نہیں ہوا جتنا آپ کے دور میں صرف پانچ دنوں میں بڑھا ہے۔ آئے کا کلوس وقت 30 یا 35 روپے تھا۔ آج 80 سے زیادہ ہے۔ سنا ہے کہ آج سے flour mills والے ہڑتاں پر جارہے ہیں۔ اب غریب کا اللہ ہی حافظ ہے کہ پتا نہیں آئے کا ریٹ کہاں تک پہنچتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دور میں زراعت نے بہت ترقی کی ہے۔ ہمیں بھی وہ ترقی دکھائیں۔ ہمیں بھی اس کا result دکھائیں۔ چینی بھی آپ نے 52 روپے سے 115 تک پہنچا دی۔ DAP کھاد جو میان نواز شریف کے وقت میں ڈھائی ہزار روپے تھی، آپ نے اسے چھ ہزار کی کرداری ہے۔ زرعی ٹیوب ویل میں بجلی کی قیمت اس وقت 4 روپے تھی اور آپ نے اسے 13 یا 14 روپے تک پہنچا دیا ہے۔

جناب! کہاں ہے یہ ترقی؟ کیا وہ رات کو خواب میں ترقی دیکھتے ہیں۔ ہم علاقے میں جب جاتے ہیں تو ہر بندہ پریشان ہے۔ زراعت کرنے والا پریشان ہے۔ کاروباری پریشان ہے۔ مزدور،

مزدوری نہ ملنے کی وجہ سے پریشان ہے۔ ہر طرف بحران ہے۔ گرمی میں بجلی کا بحران ہے۔ کچھ عرصہ پہلے آپ کہتے تھے کہ انہوں نے بجلی ضرورت سے زیادہ بنائی ہے اور قوم کا پیسا ضائع کیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیرمین: سینیٹر صاحب! کوشش کریں کہ wind up کریں۔

سینیٹر حافظ عبدالکریم: مسلم لیگ (ن) کے دور میں بجلی زیادہ بنائی گئی۔ وہ زیادہ کہاں ہے کیونکہ اب تو دیہی علاقوں میں 12،12 گھنٹے load shedding کیا ہو رہی ہے۔ جب میاں نواز شریف کی حکومت آئی تو اس وقت دیہاتوں میں 20 گھنٹے کی load shedding کیا ہو رہی ہے۔ جب کیا تھا اور بجلی بھی surplus کی۔ آج تھی۔ انہوں نے پھر load shedding کو zero کیا تھا اور بجلی بھی surplus کی۔ آج آپ کے پاس بجلی surplus میں ہے لیکن آپ اپنی نااہلی کی وجہ سے اس کی چوری کو control نہیں کر سکے، آپ اس کی تقسیم کار کو ٹھیک نہیں کر سکے۔ اس وجہ سے دیہاتوں میں 10 سے 12 گھنٹے کی load shedding کیا ہو رہی ہے۔ گرمیوں میں بجلی کا بحران ہے۔ سردیوں میں گیس کا بحران ہے۔ روٹی کھانی ہو تو آٹے کا بحران ہے۔ چائے پینی ہو تو چینی کا بحران ہے۔ بیماری ہو تو دوائی کا بحران ہے۔ سفر کرنا ہو تو پڑول کا بحران ہے۔ ہوائی سفر کرنا ہو تو PIA میں بحران ہے۔ کورونا ویکسین لگوانی ہو تو ویکسین کا بحران ہے۔ ہر جگہ لوگ لاکنؤں میں لگے ہیں اور ویکسین نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیرمین: جی ٹھیک ہے۔

سینیٹر حافظ عبدالکریم: جی نہیں جناب! مجھے تھوڑا وقت اور دیں۔

جناب ڈپٹی چیرمین: براؤ مہربانی up کریں۔

سینیٹر حافظ عبدالکریم: جی میں کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیرمین: باقی مبارکان بھی اپنی speech کرنے آجائیں۔

سینیٹر حافظ عبدالکریم: کچھ دن پہلے یہ خبر آئی ہے کہ PTI حکومت motorways and airports گروئی رکھ کر قرضے لینے جا رہی ہے۔ ہمارے وزیر اعظم فرماتے تھے کہ تو میں سڑکیں بنانے سے ترقی نہیں کرتیں۔ اگر پہلے آپ کا یہ فلسفہ تھا تو اب یہ فلسفہ کہاں سے آیا کہ وہی سڑکیں جو ترقی میں رکاوٹ ہیں، انہیں اور airports سمیت قومی املاک کو گروئی رکھ کر قرضے لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بھی motorway بنانے کی توفیق نہیں دی اور جو بنی

ہوئی سڑکیں ہیں، انہیں دے کر قرضہ لے رہے ہیں۔ پہلے یہ الزام لگتا تھا کہ نواز شریف مودی کا یار ہے۔ نواز شریف نے یہ کبھی نہیں کہا تھا کہ مودی ایکشن میں کامیاب ہو۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے باقاعدہ میڈیا میں یہ کہا تھا کہ مودی ایکشن میں کامیاب ہوتا کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو۔ کشمیر کے مسئلے کا حل اس طرح ہوا کہ انڈیا نے اس پر قبضہ کر لیا اور ہماری حکومت نے اُس پر خاموشی اختیار کی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ شکریہ۔ سینیٹر صاحب! آپ کو اور کتنا time چاہیے۔
 سینیٹر حافظ عبدالکریم: جناب! دیکھیں ہمارے جو colleague اُوھر سے بات کرتے ہیں انہیں آپ 25 منٹ تک کچھ بھی نہیں کہتے اور ہمیں 13 منٹ بعد آپ ٹوکنا شروع کر دیتے ہیں۔
 جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی 21 منٹ گزر چکے ہیں۔ سینیٹر صاحب، please kindly conclude کر دیں۔

سینیٹر حافظ عبدالکریم: آپ نے اس پورے ایوان کو برابر چلانا ہے۔ بس مجھے ایک دو منٹ مزید دے دیں۔ یہ کہنے تھے کہ نواز شریف مودی کا یار ہے۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار کبھی نہیں کیا تھا کہ مودی کامیاب ہو۔ یہ خواہش تو آپ کی تھی۔ کشمیر آپ نے مودی کو دیا۔ اب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو ہمارا ایٹھی program ہے اُسے ہم roll back کر دیں۔ یہ آپ کی خام خیالی ہو گی اگر آپ کے ذہن میں یہ بات ہے تو آپ اسے اپنے ذہن سے نکال دیں۔ آپ ہمارے ملک افغانستان سے سبق حاصل کریں۔ دُنیا کی سب سے بڑی طاقت امریکہ جو اپنے آپ کو super power اور تھانیدار سمجھتا ہے۔ امریکہ افغانستان میں کئی سال جنگ لڑنے کے بعد اپنا ساز و سامان اٹھا کر ناکام والپس جا رہا ہے۔ میں اس ایوان کی وساطت سے بتانا چاہتا ہوں کہ انڈیا کو آپ کشمیر دے دیں اور جو آپ دے بھی چکے ہیں۔ ہم ان شاء اللہ تمام پاکستانی کشمیری بھائیوں کے ساتھ ہیں اور انڈیا کو کشمیر کے اوپر کبھی بھی قبضہ نہیں کرنے دیں گے۔ امریکہ جیسے افغانستان سے ناکام لوٹا بالکل اسی طرح انڈیا کو پہنچ جوایں گے اور وہ کشمیر سے بھی ناکام لوٹے گا۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ ہے کہ پاکستان کے ایٹھی program کو کوئی ختم کر دے گا یہ اُس کی خام خیالی ہے اور وہ اسے اپنے ذہن سے نکال دے۔ ان شاء اللہ جب تک پاکستانی عوام زندہ ہے، اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان ایٹھی طاقت رہے گا اور جو بھی ہاتھ اس میں رکاوٹ بنے گا ہم اُس ہاتھ کو توڑ دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیرمین: بہت بہت شکریہ۔ ممبر ان کو بلا میں جو lobby میں بیٹھے ہیں۔ جو میں موجود ہیں بلکہ Senators Cafeteria سے بھی بلا میں تاکہ وہ اپنی اپنی speech نہیں ہو گی کیونکہ کل wind up speeches کریں۔ کل کوئی speeches جو نیٹر جو نیجو صاحب، سینیٹر رضار بانی صاحب Finance Minister کریں گے۔

The House stands adjourned to meet again on Friday the 25th June, 2021 at 10:30 a.m.

[The House was adjourned to meet again on Friday, the 25th June, 2021 at 10:30 am.]

Index

Senator Muhammad Talha Mehmood.....	3
جناب علی محمد خان.....	12, 13, 14
سینئر پو شہ محمد زئی خان.....	40, 41, 42, 43, 44, 45, 46, 47, 48
سینئر شاہ جمالی.....	92
سینئر حافظ عبدالکریم.....	108, 113, 114
سینئر ڈاکٹر شہزادہ سیم.....	21
سینئر ڈاکٹر ویم شہزاد.....	11
سینئر رانا محمود الحسن.....	99, 103, 104, 105, 106, 108
سینئر رانا مقبول احمد.....	56, 58, 60, 61, 62
سینئر سید خلی فراز.....	63
سینئر سید یوسف رضا گیلانی.....	9, 21, 27, 36
سینئر سید اللہ ابرار.....	15, 16, 17, 18, 20, 22, 23, 25, 26, 27, 28, 29, 30
سینئر سیکی لرزدی.....	48, 52, 53, 55
سینئر کامران مرتضی.....	71, 78, 79, 80
سینئر محمد یاوب.....	83, 88, 90, 91
سینئر محمد طلحہ محمود.....	3, 5, 14
سینئر محمد یاوس مہمند.....	31, 33, 35, 36, 37, 38, 40
سینئر مشتاق احمد.....	2